دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج وحوالہ جات اور تصحیح کتابت کے ساتھ

مدلل ومکمل

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت

دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مُدلّل، مکمّل

کِفایتُ المُفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلدِ دُوم

کتاب العلم، کتاب السلوک والطریقہ، کتاب التفسیر والتجوید
کتاب الحدیث والآثار، کتاب التاریخ و السیر، کتاب الجہاد، کتاب الحدود
والجنایات، کتاب الاکراہ والاضطرار، کتاب اللقیط واللقطة، کتاب الیمین و
النذر، کتاب القضاء والافتاء، کتاب الطہارة، کتاب الختان والخفاض،

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت 8 اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج وترتیب وعنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

……ملنے کے پتے……

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للّٰہ ربّ العلمین والصّلوۃ والسلام علیٰ نبیّہ الامّی الامین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاھرین المھدیین

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد دوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اوّل کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اوّل وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں، ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ لکھا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد دوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۹   الجمعیۃ سے ۵۵   متفرق ۸۷   کل ۳۷۱

کفایت المفتی جلد اوّل اور جلد دوم کے کل فتاویٰ کی تعداد سات سو نوے (۷۹۰) ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد سوم بھی جلد شائع ہوگی جو کتاب الصّلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمدُ لِلّٰہِ ربّ العلمین

احقر حفیظ الرحمان واصف

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

فہرست مضامین کفایت المفتی جلد دوم

کتاب العلم

پہلا باب : دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول : تعلیم کی فضیلت

(۱) دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں ۲۹
(۲)(۱) تبلیغ کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے ۳۰
(۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے .... "
(۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں
(۴) پست اقوام کے نو مسلم بھی عام مسلمانوں کے بھائی ہیں .... "
(۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے .... "
(۳) مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے ۳۱
(۴) (۱) کیا مروجہ طریقہ 'تبلیغ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی تھا؟ ۳۲
(۲) صحابہ کرام فرداً فرداً اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے .... "
(۳) تبلیغ فرض کفایہ ہے .... "
(۴) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جا سکتا ہے؟ .... "
(۵) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں .... "
(۶) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟ .... "
(۷) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے .... "
(۵) خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم ۳۵

فصل دوم : تعلیم قرآن

(۶)(۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا .... "
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے .... "
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے .... "
(۷) قاعدہ "یسرنا القرآن" بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ ۳۶
(۸) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۳۷

www.ahlehaq.org

صفحہ	مضمون
۳۸	(۹) بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں ....
//	(۱۰) مجلس میں تلاوت و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے ....
۳۹	(۱۱) کیا غیر مسلم کو قرآن مجید پڑھانا جائز ہے؟ ....
//	(۱۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ....
//	(۱۳) دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے ....
	دوسرا باب : تعلیم کے احکام و آداب
	فصل اول : تعلیم کا معاوضہ لینا
۴۰	(۱۴) دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے ....
۴۱	(۱۵)(۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے تراویح و شبینہ کی جائز نہیں ....
//	(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے ....
//	(۳) شبینہ پڑھانا کیسا ہے ....
۴۳	(۱۶)(۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے؟ ....
//	(۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا ....
//	(۳) غریب اور مالدار دونوں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت کرنے پر ثواب ملیگا ....
//	(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے ....
//	(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم ....
//	(۶) "میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا" "تم اللہ واسطے تنخواہ دو" سوال ممنوع میں داخل نہیں ....
//	(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک قول کی تشریح ....
۴۴	(۱۷) حضور علیہ السلام کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور اجرت ....
//	(۱۸) طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے ....
۴۵	(۱۹)(۱) داخلہ فیس کا حکم ....
//	(۲) ماہوار فیس لی جا سکتی ہے ....
//	(۲۰) متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے ....
	فصل دوم : آداب تعلیم

مضمون	صفحہ
(۲۱) عیدگاہ میں بچوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟	۵۰
(۲۲) شریعت میں عاق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں	۵۱
تیسرا باب : تعلیم زنان	
(۲۳) اسلام میں خواتین کی تعلیم	//
(۱) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے؟ اور مشتہاۃ کب ہوتی ہے؟	//
(۲) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق	۵۲
(۳) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل	//
(۴) قرآن وحدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟	//
(۵) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے	//
(۶) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟	//
(۲۴) مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں	۶۹
(۲۵) پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے	//
(۲۶) بچی سے مجمع میں تلاوت کرانا	//
(۲۷) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم	۷۰
چوتھا باب : متفرقات	
(۲۸) بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے	//
(۲۹) علماء کو شیطان 'بدمعاش' ظالم کہنے والا فاسق ہے	۷۱
(۳۰) نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے	//
(۳۱) غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے	۷۳
(۳۲) کیا حکومت کا مدح صحابہؓ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں	۷۴
(۳۳) فحش گو فسادی وعظ کرنے کے لائق نہیں	//
(۳۴) بچوں کو "قاعدہ یسرنا القرآن" پڑھانا کیسا ہے؟	۷۵
کتاب السلوک والطریقۃ	
پہلا باب : اذکار واشغال	
فصل اول : ذکر جلی وخفی اور ختم وغیرہ	
(۳۵) عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولی ہے	۷۷

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
(۳۶)(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں	۷۷
(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے	//
۳۷ حکم انعقاد المحافل الموسومة بحلقة الذکر	۷۸
۳۸ (۱) ختم قرآن کے بعد چند سورت اور صل علی نبینا الخ پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟	۸۰
(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں	//
(۳) مجلس ذکر میں انبیاء اور اولیاء کے ارواح کے آنے کا عقیدہ کیسا ہے؟	//
فصل دوم : اسماء حسنیٰ	
۳۹ اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم	۸۱
جواب از مولوی وزیر الدین چشتی	//
جواب از حضرت مفتی اعظم	//
فصل سوم : توسل	
۴۰ آیت وابتغوا الیه الوسیلة میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟	۸۳
۴۱ توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک	۸۵
۴۲ بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے	//
۴۳ "بحق النبی وآلہ الامجاد" سے دعا کا حکم	۸۶
۴۴ مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول ﷺ کا نام شریک کرنا جائز نہیں	//
۴۵ نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر ہر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں	۸۷
۴۶ حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں	//
۴۷ حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ "یا" کا حکم	۸۸
۴۸ (۱) نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل اور اس کو شائع کرنے کا حکم	//
(۲) نام سے پہلے "خادم دربار محمدی" لکھ دینا کیسا ہے؟	//
(۳) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں	//
۴۹ معروف نقشہ کیا حضور اکرم ﷺ کے نعل ہی کا ہے اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟	۹۰
خط و کتابت ماخوذ از اتمام المقال	
نقشہ نعل مبارک سے توسل کے مسئلہ پر حکیم الامۃ کے نام مفتی اعظم کے مکتوب کا خلاصہ	۹۲
جواب مکتوب از حکیم الامۃ	//

www.ahlehaq.org

صفحہ	مضمون
۹۴	مکتوب حکیم الامتؒ بنام مفتی اعظمؒ
۹۵	جواب مکتوب از حضرت مفتی اعظمؒ
۹۶	مکتوب از حکیم الامتؒ
	فصل چہارم : درود و دعائے گنج العرش وغیرہ
۹۹	۵۰ درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں
″	۵۱ حضور اکرم ﷺ کا تعلیم کردہ ورد کیا ہے ؟ اور "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" کا حکم
۱۰۰	۵۲ ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام بے اصل ہے
″	۵۳ جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم
″	۵۴ کیا درود شریف کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جا سکتا ہے ؟
۱۰۱	۵۵ درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
″	۵۶ (۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے۔
″	(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر انکی اسناد بے اصل ہیں
	دوسرا باب : پیری و مریدی
	فصل اول : بیعت
۱۰۲	۵۷ بیعت توبہ مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے
″	۵۸ ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۰۳	۵۹ (۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
″	(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرانا حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور نہ کسی بزرگ سے ثابت ہے
″	(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں
″	۶۰ کبائر کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں
۱۰۵	۶۱ کبائر کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں
۱۰۶	۶۲ مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑھتا
″	۶۳ پیری و مریدی کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
۶۴ تستحب البیعة فی طریق من طرق المشایخ	۱۰۷
۶۵ (۱) مرید ہونے کا مطلب	۱۰۸
(۲) مرید ہونا مستحب ہے	//
(۳) بیعت کرنا، مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے	//
(۴) کیا بغیر مرید ہوئے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟	//
(۵) مرید ہونا ضروری نہیں۔	//
(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں...	//
۶۶ حرام افعال کے مرتکب پیر کے حلقۂ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے	۱۰۹
فصل دوم ریاضت	
۶۷ تزکیۂ نفس کے لئے چلے وغیرہ سے مراقبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے۔	۱۱۰
۶۸ تصور شیخ کا حکم	۱۱۱
۶۹ نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم	//
تیسرا باب متفرقات	
۷۰ شعر "ہمہ سے پیش ہمہ وحدت است" ملحدانہ ہے ایسی غزل خوانی کی مجالس میں شرکت سے پرہیز ضروری ہے	۱۱۲
۷۱ متبع شریعت عامل پیر کی توہین اس کے عمل کی وجہ سے کرنا حرام ہے تصوف شرعی علوم میں داخل ہے	//
۷۲ پند نامہ میں مذکورہ تمام باتیں حق ہیں	۱۱۴
۷۳ [illegible]	۱۱۵
۷۴ کرامات اولیاء ممکن ہے	//
۷۵ حضور اکرم ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم	۱۱۶
۷۶ شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں	
۷۷ نامحرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں	۱۱۷
۷۸ ماثورہ وظائف ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہئے غیر ماثورہ میں اختیار ہے	۱۱۹
۷۹ مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں	//
۸۰ حضور اکرم ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا قصہ جاہلوں کی طرف سے گھڑا ہوا ہے	//

مضمون	صفحہ
۸۱ مروجہ قوالی [illegible] سارنگی سننا ممنوع ہے........	۱۲۰
کتاب التفسیر والتجوید	
پہلا باب : آیات کی تشریح	
۸۲ آیت "ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم (الایہ)" کا صحیح مطلب	۱۲۲
۸۳ قل انما انا بشر مثلکم" کا ترجمہ [illegible] تحقیق نہیں [illegible] تحریف ہے............	۱۲۳
۸۴ آیت "وآت ذالقربی حقہ (الایہ) وبالوالدین احسانا (الایہ)" [illegible] تشریح	۱۲۴
۸۵ آیت "ان عبادی لیس لک علیہم (الایہ)" "لاغوینہم اجمعین" میں شبہ تعارض کا رفع	۱۲۵
۸۶ (۱) آیت "یعیسی انی متوفیک ورافعک (الایہ)" کا صحیح معنی	۱۲۶
(۲) آیت مرج البحرین [illegible] یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان" سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے............	؍
۸۷ (۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا	۱۲۷
(۲) [illegible] عقل کے موافق ہیں	؍
دوسرا باب : رموز اوقاف	
۸۸ قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم	؍
۸۹ [illegible]	۱۲۸
۹۰ [illegible]	۱۲۹
۹۱ ایضا............	؍
تیسرا باب مخارج حروف............	؍
۹۲ [illegible] مستقل حرف ہے	؍
۹۳ ضاد کو مشابہ ظاء پڑھنا درست ہے یا [illegible]	۱۳۱
جواب از قاری محی الدین پانی پتی............	؍
جواب از مفتی اعظمؒ............	۱۳۲
جواب از قاری سید طاہر حسینؒ............	؍
۹۴ [illegible] صحیح ہوگی	۱۳۳
۹۵ [illegible] جاتی ہے	؍

مضمون	صفحہ
۹۶ "ضاد" صحیح مخرج سے ادا کی جائے مشابہ "ظا" ہو گی یا نہ؟ "ضاد" کو مشابہ "دال" پڑھنا کیسا ہے؟	۱۳۳
جواب از مولانا غلام رسول جونی	۱۳۴
جواب از حضرت مفتی اعظم	۱۳۵
۹۷ جواب دیگر	//
۹۸ غیر المغضوب یا ولا الضالین میں "ض" کو قصداً "ظا" پڑھنا غلط ہے صحیح ادا کیا جائے تو مشابہ ظا ہو گی	//
۹۹ جواب دیگر	۱۳۶
۱۰۰ "ضاد" کو خالص "ظا" یا "دال" پڑھنا غلط ہے	//
۱۰۱ "ولا الضالین" کو "ولا الظالین" (بالظا) پڑھنا غلط ہے	۱۳۷
۱۰۲ ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟	//
چوتھا باب: اعراب قرآن	
۱۰۳ قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟	۱۳۹
۱۰۴ پیش واو معروف اور زیر یاء معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے	//
۱۰۵ جواب کی توضیح	۱۴۰
پانچواں باب: متفرقات	
۱۰۶ سورہ توبہ کی ابتدا میں اعوذ بعد ہ من النار کا پڑھنا ثابت نہیں	//
۱۰۷ مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں	//
۱۰۸ آیت الکرسی ایک آیت ہے	۱۴۱
۱۰۹ آیت "وما انزل علی الملکین ببابل هاروت و ماروت (الآیه)" کی صحیح تشریح	//
۱۱۰ عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنے کا حکم	۱۴۲
۱۱۱ قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے	۱۴۳
۱۱۲ کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟	//
۱۱۳ سورہ براءۃ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ	//
کتاب الحدیث والآثار	
پہلا باب: متفرق احادیث کی تشریح	
۱۱۴ حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے صحابہ کرام کے زمانہ میں تدوین حدیث کا	

مضمون	صفحہ
اہتمام غلط بالقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا	۱۴۷
۱۱۵ حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ	"
۱۱۶ حدیث " نحن احق بالشک من ابراھیم " الخ کا صحیح مطلب	۱۴۸
۱۱۷ " خلق اللہ التربۃ یوم السبت " الخ صحیح حدیث ہے۔	"
۱۱۸ حدیث " فمن وصلها وصلته ومن قطعها بتته " الخ کا صحیح ترجمہ	۱۴۹
۱۱۹ حدیث " یا عبد اللہ اعینونی " الخ کا صحیح مطلب	"
۱۲۰ معراج کی رات حضور ﷺ کا شیخ عبد القادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے........	۱۵۰
۱۲۱ " حدیث منقطع، موقوف ضعیف نہیں ہوتی " کا صحیح مطلب	"
۱۲۲ کیا احادیث مثل قرآن ہیں	۱۵۱
۱۲۳ حدیث " ستفترق امتی علی ثلث و سبعین " الخ میں امت سے امت دعوت مراد ہے یا امت اجابت	۱۵۲
۱۲۴ محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین و شعب الایمان بیہقی اور ابن عساکر سے حدیث لینے کی وجہ	"
۱۲۵ (۱) حدیث " ثلث لا ینظر اللہ الیهم یوم القیمة " الخ کا مطلب	۱۵۳
(۲) حدیث " لو ان الناس یعلمون ما فی النداء والصف الاول " الخ کا مطلب	"
۱۲۶ حضرت سعد بن معاذ پر قبر کی تنگی کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر ناز اور خاص رحمت الٰہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے	۱۵۴
۱۲۷ حدیث " اتبعوا السواد الاعظم " میں " الاعظم " سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد	۱۵۶
۱۲۸ (۱) بخاری شریف کا اصح الکتب ہونے کی وجہ	۱۵۷
(۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری شریف کتاب اللہ کے بعد اصح کتاب ہے	"
(۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے	"
(۴) اخبار " الجمعیۃ " میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیئے جاتے ہیں	"
(۵) اخبار " الجمعیۃ " کے اراکین حنفی ہیں ...	"
(۶) فتاویٰ رشیدیہ و مجموعۃ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں	"

کتاب التاریخ والسیر

صفحہ	مضمون
	پہلا باب : سیرت وشمائل (علی صاحبہا التحیة)
۱۶۰	۱۲۹ آیت "واقصد فی مشیک" اور حدیث "اذا مشی تکفا تکفوا کانما ینحط من صبب" الخ کی تطبیق
//	۱۳۰ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟
۱۶۱	۱۳۱ فضلات نبویہ کا حکم
۱۶۲	۱۳۲ حضور اکرم ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں..............................
//	۱۳۳ (۱) حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟................
//	(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فرادا فرادا ادا کی گئی سب سے پہلے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے ادا کی......
	دوسرا باب : اہل بیت واہل قریش
۱۶۴	۱۳۴ روایت صحیحہ سے ابو طالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے
۱۶۵	۱۳۵ کیا "قدموا قریشا ولا تقدموها" الخ صحیح حدیث ہے؟ اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟
۱۶۶	۱۳۶ ابن زیاد کا حضرت حسینؓ سے مرعوبیت ثابت ہے
//	۱۳۷ میدان کربلا میں اشرار سے صف میں سے آدمیوں کا ... تن سے جدا کرنے کا واقعہ وغیرہ کی نسبت حضرت حسینؓ کی طرف صحیح نہیں
//	۱۳۸ حضرت علیؓ حضور اکرم ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے................
۱۶۷	۱۳۹ قاتلان حسینؓ کو گالی دینا کیسا ہے؟
۱۶۸	۱۴۰ یزید ابن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؓ کی شہادت سن کر مکدر ہوا..
	تیسرا باب : صحابہ وتابعین
//	۱۴۱ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی...
۱۶۹	۱۴۲ (۱) صحابہ اور اہل بیت دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں..
//	(۲) حضرت معاویہؓ صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں
//	(۳) حضرت علیؓ کے نابالغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے..
//	(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے
//	(۵) حضرت علیؓ کے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاوا خیال کرنا بدگمانی ہے

مضمون	صفحہ
۱۴۳ کیا حکومت کا مدح صحابہ سے روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ اس حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟	۱۷۱
جواب از مولانا محمد اسباطؒ............	۱۷۲
جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند............	۱۷۶
جواب مفتی اعظمؒ............	۱۷۷
جواب از مفتی مظاہر علوم............	〃
۱۴۴ کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دارالعلوم دیوبند کو اس حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟	〃
۱۴۵ صحابہ کا زمانہ ایک سو دس ہجری تک تابعین کا ایک سو ... ہجری اور تبع تابعین کا دو سو بیس ہجری تک ہے	۱۷۸
۱۴۶ شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال.	〃
۱۴۷ حضرت معاویہ جائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی	〃
چوتھا باب : ائمہ و مجتہدین	
۱۴۸ امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟............	۱۸۰
۱۴۹ ابن ہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب "فتح القدیر" نہایت مستند معتبر کتاب ہے	〃
۱۵۰ علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں	〃
پانچواں باب متفرقات	
۱۵۱ مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ سے مشابہ نہیں	۱۸۱
۱۵۲ قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟...	〃
کتاب الجہاد	
پہلا باب : ہجرت و جہاد	
۱۵۳ حکم الهجرة من الهند والجهاد فيها............	۱۸۳
دوسرا باب : شہادت	
۱۵۴ کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟............	۱۸۷
۱۵۵ دارالحرب میں غیر مسلم شوہر سے مسلمہ کی رہائی قتل سے یا عدالتی ہو سکتی ہے	〃
۱۵۶ باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں	۱۸۸
۱۵۷ مذہبی معاملہ پر مسلمان اور دوسرے مذہب کے فساد میں بحیثیت ... اور سرکاری حکومت کی	۔

مضمون	صفحہ
فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟	۱۸۹
۱۵۸ تحریک کشمیر میں ظلماً مارا جانے والا مسلمان شہید ہے	۱۹۰
۱۵۹ ظلماً مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے	〃
تیسرا باب : غلام و جاریہ	
۱۶۰ هل یجوز شراء المرأة المشركة من ابویها المشركین بثمن معلوم؟	۱۹۱
۱۶۱ ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہمبستری کا حکم	۱۹۷
۱۶۲ ہندو عورت کو شوہر سے چھین کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں	〃
۱۶۳ آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں	۱۹۸
۱۶۴ نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرعی کے موافق لونڈیاں نہیں	〃
چوتھا باب : متفرقات	
۱۶۵ کلکتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں فساد ہے	۱۹۹
اقدامی جہاد بھی جائز ہے	〃
کتاب الحدود والجنایات	
پہلا باب : اقامت حدود شرعیہ	
۱۶۶ دارالحرب میں زانی سے توبہ کرا لینا کافی ہے	۲۰۳
دوسرا باب : تعزیر	
۱۶۷ استاد شاگرد کو کتنا مار سکتا ہے؟	〃
۱۶۸ بلا عذر منکوحہ باندی کو رخصتی نہ کرنے والا قابل مواخذہ ہے	۲۰۴
تیسرا باب : تعزیر باخذ المال	
۱۶۹ حج کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں زجراً تاوقت توبہ قطع تعلق جائز ہے	۲۰۵
۱۷۰ مالی جرمانہ جائز نہیں	۲۰۶
۱۷۱ مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں تاوقت توبہ قطع تعلق کر لینا جائز ہے	〃
۱۷۲ مالی جرمانہ جائز نہیں	۲۰۷
۱۷۳ قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں	〃
۱۷۴ جرگہ فیصلہ کرنے کی اجرت اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں	۲۰۸
۱۷۵ مالی جرمانہ جائز نہیں	〃

مضمون	صفحہ
۱۷۶ جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے	۲۰۹
۱۷۷ (۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں	"
(۲) تہمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں	"
۱۷۸ مالی جرمانہ جائز نہیں زرقم مالک کو واپس کی جائے	"
۱۷۹ مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے	"
چوتھا باب : قصاص و دیت	
۱۸۰ شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغلظہ اور کفارہ لازم ہے	۲۱۱
۱۸۱ تلوار سے کسی تیز آلے سے قصاص لینا بہ نسبت تلوار کے اولیٰ ہے	"
۱۸۲ مظلوم مقتول مسلم کرنے والے وحشی قتل کرنے والے قوم کا خون رائیگاں ہے مظلوم کا قصاص یا دیت واجب ہے	۲۱۴
۱۸۳ ستانے کے جبر و زور سے اپنی جان دیدے تو ستانے والے پر گناہ نہیں	۲۱۵
پانچواں باب : قتل اور خودکشی	
۱۸۴ قاتل غیر مسلم حکومت کے فیصلہ پر پھانسی پا کر مر جائے تو کیا وہ آخرت میں گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا یا ورثاء کو خون بہا دینا ہوگا	"
۱۸۵ کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ نہیں ہے؟	۲۱۶
۱۸۶ خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثاء صدقہ و استغفار کریں	۲۱۷
۱۸۷ قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے	۲۱۸
چھٹا باب : سرقہ	
۱۸۸ چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے	"
۱۸۹ ایضاً	"
۱۹۰ مسروقہ مال مالک کو واپس کرنا یا اس سے معاف کرانا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے	۲۱۹
۱۹۱ بغیر اجازت حاصل کی ہوئی سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کا خریدنا درست نہیں	"
۱۹۲ شک ہو کہ چوری چھپے شرکت کا مال بیچنے والے سے خریدنا جائز نہیں	۲۲۰
ساتواں باب : بدکاری و زنا	
۱۹۳ زنا کرنے والا فاسق ہے ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے	۲۲۱
۱۹۴ جو عورت بدکاری کرے وہ فاسق ہے جو شوہر بدکار کے حوالے کر کے قیمت لی جائے	"

مضمون	صفحہ
جواب دیگر	٢٢٢
١٩٥ دارالحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی ان سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے	″
١٩٦ کیا زانی اور زانیہ کو فیصلہ کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟	٢٢٣
١٩٧ بیوی کی موجودگی میں ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے	″
١٩٨ جو عورت بدکاری کرنے والی فاسق ہے اس سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے	٢٢٤
١٩٩ ساس سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے	″
آٹھواں باب متفرقات	
٢٠٠ بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے گناہ گار ہیں..	٢٢٥
کتاب الاکراہ والاضطرار	
پہلا باب: مجبوری میں ارتکاب کفر	
٢٠١ حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے	٢٢٨
جواب از مولانا عبدالحلیم شاہ.	″
جواب از حضرت مفتی اعظم.	″
٢٠٢ حالت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے	٢٢٩
٢٠٣ حالت اضطرار کے علاوہ کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں	٢٣٠
دوسرا باب بیماری میں ارتکاب حرام	
٢٠٤ حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم	″
٢٠٥ مسلمان ماہر معالج بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتائے تو شراب سے علاج کی اجازت ہے	٢٣١
کتاب اللقیط واللقطہ	
پہلا باب: پڑی ہوئی چیز پانا	
٢٠٦ ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے	٢٣٣
٢٠٧ مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کی جائے	″
٢٠٨ ملی ہوئی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا محتاج ہو تو خود استعمال کرے ورنہ کسی فقیر کو دیدے	٢٣٤
کتاب الیمین والنذر	

مضمون	صفحہ
پہلا باب : عہد و پیمان اور حلف	
فصل اول حلف کی تشریحات	
۲۰۹ [illegible] قسم [illegible] قسم [illegible]	۲۳۶
۲۱۰ قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا	؍؍
۲۱۱ [illegible] قسم [illegible] کفارہ واجب ہوگا	؍؍
۲۱۲ ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو [illegible] نہیں	۲۳۷
۲۱۳ قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے..	؍؍
۲۱۴ "بیوی سے زندگی کروں تو اس کے نطفے سے ہوں" کا حکم........................	۲۳۸
۲۱۵ گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو [illegible] کھانے سے حانث نہ ہوگا	؍؍
۲۱۶ حلف بالقرآن جائز ہے حانث ہونے پر کفارہ لازم ہوگا	۲۳۹
۲۱۷ قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی	۲۴۰
۲۱۸ [illegible] کام کرنے کی قسم کا حکم	۲۴۲
۲۱۹ خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا	۲۴۳
۲۲۰ [illegible] شفاعت نصیب نہ ہو [illegible] قسم کا حکم	؍؍
فصل دوم قسم توڑنے کا کفارہ	
۲۲۱ قسم [illegible] دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن [illegible] مسلسل روزہ [illegible]	؍؍
۲۲۲ [illegible] قسم [illegible] تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ [illegible]	۲۴۴
۲۲۳ مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد [illegible] مسجد جانے [illegible] کفارہ [illegible]	؍؍
۲۲۴ سچ بولنے کی قسم کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا..............................	؍؍
۲۲۵ ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا....................................	۲۴۵
دوسرا باب : منت ماننا	
۲۲۶ [illegible] مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم..............................	۲۴۶
۲۲۷ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم	؍؍
۲۲۸ يصح التضحية بالشاة المشتراة قبل ايام النحر بنية التضحية الواجبة	۲۴۸

مضمون	صفحہ
۲۲۹ مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں	۲۵۱
۲۳۰ نذر کی قربان میں عید قربانی کی شرائط کا ہونا ضروری ہے	"
۲۳۱ حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں	۲۵۲
۲۳۲ نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے	۲۵۳
۲۳۴ (۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے.	"
(۲) پانچ سو ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے	"
۲۳۵ کام پورا ہونے پر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟..	۲۵۴
۲۳۶ مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر واجب الاداء نہیں	"
۲۳۷ نذر کا بکرا عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں	۲۵۵
۲۳۸ عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے..	"
۲۳۹ بکرا ذبح کرنے کی نذر کے بعد جیسے ذبح کرے گا تو نذر پوری ہو جائے گی	"
کتاب القضاء والافتاء	
پہلا باب : ثالث بنانا	
۲۴۰ فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے	۲۵۷
۲۴۱ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے	۲۵۸
۲۴۲ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے	۲۵۹
۲۴۳ (۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کی تو کیا حکم ہے؟	۲۶۰
(۲) دی ہوئی طلاقوں کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟	"
(۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟	"
(۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے	"
(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معلوم کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے	"
۲۴۴ پنچایت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے۔	۲۶۱
۲۴۵ رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے..	۲۶۲
دوسرا باب : عہدہ قضاء	

مضمون	صفحہ
۲۴۶ (۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرانے کا مطالبہ کیسا ہے؟	۲۶۳
(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے یا نہیں؟	//
(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے...	//
۲۴۷ (۱،۲) عہدہ قضاء کے لئے صلاحیت واستعداد شرط ہے......	۲۶۸
(۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے، وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو	//
(۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہئے؟......	//
(۵) قاضی کے خدمات اجرت سے بغیر کسی وجہ انجام نہیں دینی چاہئے	//
۲۴۸ زوجین کے درمیان انگریزی عدالت کے حاکم تفریق کر سکتے ہیں	۲۷۰
۲۴۹ (۱) کبائر کے مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں......	//
(۲،۳) فاسق کے حوالہ وہ محکمہ شرعیہ کرنا جس میں شرعی امور کے تصفیے ہوتے ہیں جائز نہیں	//
(۴) کبائر کا مرتکب مردود الشہادت ہے	۲۷۱
(۵) مسجد کمیٹی کے منتظمین کے لئے چند دینی آداب کا لحاظ ضروری ہے	//
(۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے......	//
(۷) شرعی عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے	//

تیسرا باب دعویٰ اور گواہی

مضمون	صفحہ
۲۵۰ ٹیلیفون پر عادل گواہوں کی گواہی بھی مقبول نہیں	۲۷۲
۲۵۱ جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے	۲۷۳
۲۵۲ (۱) شرعی شہادت پر حکومت کے حلف نامہ کی ضرورت نہیں ہونا چاہیے	//
(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا اقرار ضروری نہیں ہے	//
(۳) عدالت میں موجود شخص چال وچلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا	//
(۴) رشوت کی تعریف......	//
(۵) زبانی کوشش سے جو حق ملے اس کی اجرت جائز ہے؟	//
۲۵۳ ہندو کی گواہی ہندو کے حق میں معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں	۲۷۴
۲۵۴ حقیقی بیوی کو بیٹے کی گواہی دینا بعض صورتوں میں واجب ہے	۲۷۵

مضمون	صفحہ
۲۵۵ شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں	۲۷۵
۲۵۶ داڑھی منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔	〃
۲۵۷ مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے	۲۷۶
۲۵۸ ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو میاں و بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟..	〃
۲۵۹ عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا فسخ نکاح قضاءً صحیح ہوگا	۲۷۸
۲۶۰ شہادت پر مبنی شہادت بلاوجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے	۲۷۹
۲۶۱ (۱) مرض موت میں مشغول رہنے والا بیع ... تو خرید وفروخت کرنا جائز ہے	〃
(۲) خرید وفروخت پر دو مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے	〃
(۳) شہادت کے لئے لفظ "شہد" کافی ہے	〃
(۴) عادل گواہوں کی گواہی پر محض کسی احتمال کی وجہ سے ... معتبر نہیں	〃
۲۶۲ عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ... نکاح پر دی گئی شہادت مقبول نہیں	۲۸۰
چوتھا باب منصب افتاء	
۲۶۳ مطلقہ مغلظہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی	۲۸۱
۲۶۴-۲۶۵ بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے	۲۸۲
۲۶۶ یہ فیصلہ ... شوریٰ کا ... دارالعلوم ... نہیں؟	〃
۲۶۷ مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا کہ میں مسئلہ نہیں جانتا کیسا ہے؟	۲۸۳
۲۶۸ مفتی پر زبانی جواب دینا ضروری نہیں	〃
۲۶۹ (۱) مفتی کے لئے صاحب علم ہونا ... واقف ہونا ضروری ہے	۲۸۴
(۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے	〃
(۳) مفتی کا قصداً کسی مسلمان کے خلاف ... فتویٰ دینا سخت گناہ ہے	〃
(۴) تکبر اور نام و نمود کے لئے اپنی تعریف شائع کرنا ... سخت گناہ ہے	〃
۲۷۰ دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے	۸۵
۲۷۱ فتویٰ ... موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے	〃
۲۷۲ ایضاً	〃
۲۷۳ بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے..........	۸۶
۲۷۴ جواب کے آخر میں "واللہ اعلم" لکھنا علماء کا طریقہ مسلوکہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا	

مضمون	صفحہ
۲۷۵ غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں	۲۸۶
۲۷۶ ایک شخص مدعی نکاح ہو عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟	۲۸۷
کتاب الطہارۃ	
پہلا باب : حوض اور کنویں کے احکام	
۲۷۷ کسی کنویں میں آدمی مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے..	۲۹۰
۲۷۸ کنویں میں بکری یا اونٹ کی مینگنیاں گر جائیں تو ناپاک ہوگا؟	
۲۷۹ نجاست دار کنواں ناپاک ہو تو جتنا موجود ہو تمام پانی نکالنا ضروری ہے	//
۲۸۰ کنویں میں پیشاب کا چھینٹا پڑ جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے	۲۹۱
۲۸۱ کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟	
۲۸۲ کنویں کے قریب گندہ پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے	۲۹۲
۲۸۳ جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو اچھوت کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا	//
۲۸۴ [illegible] سے ناپاک نہ ہوگا	۲۹۳
۲۸۵ [illegible] رقبہ دہ در دہ [illegible] ہو تو حوض [illegible] حکم میں ہے	//
۲۸۶ (۱) کنواں میں عورت گر کر زندہ نکالی جائے تو کنواں پاک ہے	۲۹۴
(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے	//
۲۸۷ کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا............	۲۹۵
۲۸۸ حوض کے دہ در دہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں	۲۹۶
۲۸۹ غیر مسلم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا	//
۲۹۰ شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے............	۲۹۷
۲۹۱ ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا............	//
۲۹۲ دہ در دہ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبے کے تالاب میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس میں وضو اور غسل جائز ہے	//
۲۹۳ چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے	۲۹۸
۲۹۴ اوپر سے تنگ اندر سے کشادہ حوض میں نجاست گرے تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟	//
۲۹۵ کنویں میں مرغا مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے	۲۹۹

مضمون	صفحہ
۲۹۶ مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۲۹۹
۲۹۷ کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟	″
چوہوں کے گرائے ہوئے چھچھڑوں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے..	″
۲۹۸ دہ در دہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے؟........................	۳۰۰
دوسرا باب انسان اور اس کے عوارض	
فصل اول: بول وبراز کے احکام	
۲۹۹ شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے.........	″
۳۰۰ وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم	۳۰۱
۳۰۱ پیشاب کی بوتل کے لئے ڈھیلے یا پانی کا استعمال افضل ہے	″
فصل دوم: حیض ونفاس	
۳۰۲ ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں..	″
۳۰۳ ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار پڑھ سکتی ہے	۳۰۲
۳۰۴ شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں ہمبستری کی تو گناہ نہیں	″
۳۰۵ نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتن کو ناپاک کہنے والا اور دیگر خرافات کے مرتکب شخص سرداری کے لائق نہیں	″
۳۰۶ عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو کتنے دن نفاس کے شمار ہوں گے	۳۰۳
تتمہ سوال	۳۰۴
فصل سوم: آدمی کا جسم اور جھوٹا	
۳۰۷ بھنگی یا چمار نہا دھو کر پاک کپڑے پہن لے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں	۳۰۵
۳۰۸ (۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں (۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟	۳۰۶
۳۰۹ بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قابل تحسین ہے..............................	۳۰۷
۳۱۰ غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے تبلیغی مقصد کے پیش نظریہ عمل مستحسن ہے............................	″

مضمون	صفحہ
۳۱۱ [illegible] تحقیقی مقصد [illegible] عمل	〃
موجب اجر ہے	۳۰۸
۳۱۲ جنابت کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے	۳۱۰
۳۱۳ جواب دیگر..................	〃
فصل چہارم: وضو غسل اور تیمم	
۳۱۴ [illegible] تیمم [illegible] کوئی عضو رہ جائے تو [illegible]	
ضرورت نہیں	۳۱۱
۳۱۵ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا [illegible] وضو نہیں ٹوٹتا	〃
۳۱۶ غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں	۳۱۲
جواب دیگر......	〃
۳۱۷ غسل کر[illegible]	〃
۳۱۸ [illegible]	۳۱۳
۳۱۹ [illegible] جنابت میں [illegible]	〃
۳۲۰ [illegible]	۳۱۴
۳۲۱ (۱) وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہئے؟..	〃
(۲) [illegible] مسح فرض ہے	〃
۳۲۲ وضو میں [illegible]	〃
۳۲۳ [illegible]	۳۱۴
۳۲۴ ناک اور آنکھوں سے آنے والے پانی کا حکم..................	۳۱۵
۳۲۵ سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں..................	〃
۳۲۶ سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقض وضو ہے	〃
۳۲۷ وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے [illegible]	
[illegible]	۳۱۶
۳۲۸ دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہوگا......	۳۱۷
۳۲۹ جنازے کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے	〃
۳۳۰ (۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا جائز ہے زینت کے لئے مکروہ ہے	〃

	مضمون	صفحہ
	(۲) دانتوں پر پانی نہ پہنچنے سے قول عدم غسل وضو نہیں	۳۱۷
۳۳۱	[illegible] کے بعد قطروں کے نکلنے کا کوئی ثبوت نہیں	۳۱۸
۳۳۲	[illegible] ہوں تو ان کا پانی [illegible] جانے میں کوئی مضائقہ نہیں	〃
۳۳۳	[illegible] پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو غسل کے بجائے تیمم [illegible]	۳۱۹
۳۳۴	[illegible] تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے	〃
۳۳۵	[illegible] صاف کرنے کے لئے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے	۳۲۱
۳۳۶	[illegible] پانی نہ پہنچے اور [illegible] کے موزوں پر مسح جائز ہے	〃
۳۳۷	حالت جنابت میں میل اکار کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا	۳۲۱
۳۳۸	[illegible] دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے برش پاک ہو تو اس کا استعمال جائز ہے	۳۲۲
۳۳۹	تمباکو نوشی اور [illegible] وضو نہیں ٹوٹتا	
۳۴۰	[illegible] میں مبتلا شخص جس کے پیشاب کے قطرے [illegible] نماز پڑھے	
۳۴۱	[illegible] نجاست [illegible] نماز [illegible]	۳۲۳

فصل پنجم حد بلوغ

	مضمون	صفحہ
۳۴۲	لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے	〃
۳۴۳	(۱) [illegible] حیض آنے یا [illegible] پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے	〃
	(۲) موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں	〃
	(۳) [illegible] حیض آنے سے [illegible]	〃
	(۵) [illegible]	〃
	(۶) [illegible] علامت بلوغ	〃

تیسرا باب برتنوں اور کپڑوں کی پاکی

	مضمون	صفحہ
۳۴۴	[illegible]	۳۲۴
۳۴۵	[illegible] نجاست کا یقین نہ ہو تو دھونا واجب نہیں	۳۲۵
۳۴۶	[illegible] تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا	〃
۳۴۷	[illegible] حرام گوشت [illegible] مسلمان [illegible]	
	بکری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے	۳۲۶
۳۴۸	کافروں کے دھلے ہوئے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز [illegible]	〃

مضمون	صفحہ
۳۴۹ تانبے و پیتل اور دوسری دھاتوں کے برتن جو تقریب کے لئے غیر مسلموں سے کرایہ پر لینا جائز ہے	۳۲۷
۳۵۰ جنبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے	″
۳۵۱ دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے	″
چوتھا باب ۔ صابون وغیرہ	
۳۵۲ ولایتی صابن جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اس کے استعمال کا حکم	۳۲۸
پانچواں باب متفرقات	
۳۵۳ مستعمل پانی سے وضو کا حکم	۳۳۴
۳۵۴ بیلوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا	۳۳۵
۳۵۵ راستوں کے کیچڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ ہوں تو پاک ہیں..	۳۳۶
۳۵۶ جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا تیمم کر کے سوئے	″
۳۵۷ (۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے اُن کا جھوٹا پاک ہے..	″
(۲) بلی کا جھوٹا مکروہ ہے........	″
۳۵۸ کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں	۳۳۷
۳۵۹ تولیہ یا رومال سے پاؤں یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ وغیرہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے	۳۴۱
۳۶۰ مقعد میں تھرمامیٹر داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا	″
۳۶۱ دری یا ٹاٹ جو نجاست سے ناپاک ہو پاک کرنے کا طریقہ	۳۴۲
۳۶۲ بچے گود میں [illegible]	″
کتاب الختان والخفض	
۳۶۳ بے ختنہ بالغ شخص اسلام لائے تو ختنہ کرنا سنت ہے	۳۴۳
۳۶۴ ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں	″
۳۶۵ کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟	″
۳۶۶ (۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے	۳۴۵
(۲) بے ختنہ مسلمان کا ذبیحہ جائز ہے	″
(۳) بے ختنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح باختنہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے	″
(۴) بالغ نومسلم کا ختنہ ضروری نہیں ہے	″
(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جا سکتی ہے	″

مضمون	صفحہ
(۶) [illegible] زبان اور نماز درست ہوسکتی ہے	۳۴۵
(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے	〃
(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے	〃
(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان [illegible] تو بے ختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے	〃
۳۶۷ ختنہ کی [illegible] جائز ہے	۳۴۷
۳۶۸ [illegible] عورت کا ختنہ [illegible] ہے	〃
۳۶۹ ختنہ کی [illegible]	۳۴۸
۳۷۰ ختنہ کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے [illegible] تعلق [illegible]	〃
۳۷۱ غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے	۳۴۹

تم الفهرس بعون الله تعالى و منه العميم والحمد لله على ذلك

کتاب العلم

پہلا باب، دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول، دینی تعلیم اور تبلیغ کی فضیلت

دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں

(سوال) ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے ایک مدرسہ قائم ہے جس کی آمدنی کے یہ ذریعے ہیں کہ ہم سب بستی والے اس کا چندہ بھی دیتے ہیں اور گولک(۱) بھی ہر ایک کے یہاں رکھی ہے اور آٹے کی چٹکی(۲) بھی لی جاتی ہے ہر ماہ میں ہر شخص حسب حیثیت وقتاً فوقتاً چندہ ڈالتا رہتا ہے سال ختم کے بعد گولک سب سے وصول کی جاتی ہے لہذا مسمی عمر جو بستی میں ایک سربرآوردہ آدمی ہے اس کے پاس جب محصل چندہ وصول لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تو مدرسہ کو چندہ ووٹ سے دیتا ہوں محصل کے پوچھنے پر کہا کہ میرے والد بھی اسی طرح دیتے تھے میں تو ان کی تقلید کروں گا محصل نے کہا وہ تو مدرسہ کو چٹکی دیتے تھے گولک بھی دیتے اور چندہ الگ دیتے تھے عمر نے کہا جا کر ان کی قبر پر پوچھو۔ محصل چلا آیا جب اس کو منتظمان مدرسہ نے زیادہ کہا تو اس نے کہا چندہ کا رجسٹر دکھاؤ منتظمان نے کہا کہ تم کو پہلے جواب دینا چاہیے تھا پھر ہم رجسٹر دکھا دیں گے غرضیکہ اس پر بہت دیر تک جھگڑا رہا اور اس نے جواب نہ دیا بعدہ عمر نے دو چار دیگر لوگوں سے مل کر گاؤں میں عام طور پر یہ اعلان کر دیا کہ جو کوئی شخص مدرسہ میں چٹکی اور گولک دے گا اس سے ہم سمجھ لیں گے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ اس شخص سے ہمارے تعلقات منقطع کر دینا چاہئیں یا نہیں؟

بینوا توجروا

(جواب ۱) فی زمانہ جب کہ دیگر قومیں روزبروز اپنی ترقی میں ہیں کہ ترقی کی جانب اور خود بخود تمکن نمک اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیں تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ایسے اسباب مہیا کریں جس کی وجہ سے دیگر اقوام والوں کے مقابلہ میں ان کو جرات مقابلہ نہ ہو سکے اور اگر کسی وقت جرات کر کے آگے بڑھیں تو ان کو پسپائی نصیب ہو اور وہ اسباب جن کی وجہ سے مخالف اقوام کا وار مسلمانوں پر نہ چل سکے ان کی اپنی دینی تعلیم ہے جس قدر تعلیم عام ہو گی اسی قدر مخالفین کو زک اٹھانا پڑے گی۔ اس لئے ہر جگہ اور ہر ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کی ترقی میں کوشاں رہیں(۳) جو خدا کے بندے اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسے اور انجمنیں قائم کرتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ان کی امداد و اعانت

---

(۱) قولہ گولک: روزمرہ کی بکری (آمدنی) رکھنے کا ظرف (فیروز اللغات)

(۲) قولہ چٹکی: مٹھی بھر آٹا (فیروز اللغات)

(۳) قال العلامی فی فصولہ: من فرائض الاسلام تعلمہ ما یحتاج الیہ العبد فی اقامۃ دینہ و اخلاص عملہ للہ تعالی و معاشرۃ عبادہ (رد المحتار مقدمہ ۱ / ۴۲ ط سعید)

بنانا واجب ہے۔ جو کوئی شخص اس کے برخلاف ان کی ترقی میں روڑے اٹکائے وہ درحقیقت ان بدخواہ وہ ان کا ہی دشمن نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا دشمن ہے وہ حضور عربی روحی فداہ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے ایسے شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات ذرا منقطع کردینے چاہئیں ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان اس سے خوش رہیں جو شخص اسلام کی بیخ کنی خود اپنے ہاتھوں سے کرے وہ کب اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے اسلامی اخوت و تعلق قائم رکھیں۔

ہمہ کس از دست غیر نالہ کند   سعدی از دست خویشتن فریاد   واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) تبلیغ اسلام کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے

(۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے

(۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ اور رسول کے مجرم ہیں

(۴) تمام نسب اقوام کے نو مسلم دیگر مسلمانوں کے بھائی ہیں

(۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے

(سوال) بعض مقامات پر بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض مسلمان جو احکام اسلام سے ناواقف ہیں یا ہندوؤں کی صحبت سے متاثر ہو کر یا ہندوؤں کے زیر اثر ہونے کے سبب یا ہندوؤں کا دست نگر ہونے کے باعث یا اپنی ذاتی ثروت و شرافت پر مغرور ہوتے ہوئے پست قوموں کے مسلمان ہونے میں حارج و مانع نظر آتے ہیں اس جہالت کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل مسئلوں کی کافی تشریح سے ارقام فرمایا جائے۔

(۱) تبلیغ اسلام و تالیف قلوب کی نیت سے ہر مسلمان و غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری خوش خلقی اور جاذبانہ حسن سلوک کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو لوگ نو مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں سے ذلیل سمجھیں ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ کریں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) جو لوگ خود مسلمان ہو کر پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کریں اور مخالفت پر آمادہ

١ [illegible] لتحفظ المصالح العامة (تفسير المراغي البقرة ٢٥٤ الجزء الثالث ص ٩ ط شركة مكتبة مصطفى، مصر)

٢ [illegible] (فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ١٠ / ٥١٤ ط المطبعة الكبرى الأميرية مصر)

ہوں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟
(۴) جدید مسلمان پست اقوام کے ساتھ محبت، اخوت، کھانے پینے، مسجدوں میں پہلو بہ پہلو نماز پڑھنے ان کو کلمہ کا شریک بھائی جاننے کا کیا حکم ہے؟
(۵) تبلیغ اسلام پر صرف علماء کرام کا حق ہے یا ہر مسلمان و ہر فرد کو ہے اپنی اپنی وسعت و ہمت کے مطابق اس خدمت کو انجام دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۰۱۶ محمد زکریا ناظم جمعیۃ تبلیغ اسلام [illegible]
۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲) (۱) نہایت مناسب بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے کیونکہ حسن سلوک بھی ایک قسم سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ہے۔(۱)
(۲) نومسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا سخت گناہ اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے۔(۲)
(۳) یہ لوگ خدا اور رسول کے مجرم اور اسلام کے باغی ہیں۔(۳)
(۴) ضروری ہے اور اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔(۴)
(۵) ہر مسلمان پر بقدر اس کی معلومات کے تبلیغ فرض ہے۔(۵) (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو فوراً مسلمان کرلینا ضروری ہے

(سوال) ایک مشرک بغرض قبول اسلام مسجد میں آیا اور امام مسجد سے کہا کہ مجھ کو کلمہ پڑھا کے مسلمان بنالیے اور سند دے دیجئے جس میں [illegible] کا ذکر ہو امام صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لئے مسلمان اسلام کی سند نہیں دے سکتے مشرک نے کہا جلدی کیجئے کہ آخر مسلمانوں کے اعلان کی سند دینے سے آپ کا کیا نقصان ہے امام صاحب نے کہا کہ متولی صاحب سے دریافت کرلوں کیا وہ شخص بیٹھا رہا پھر امام

(۱) وفي مجموع [illegible]
[illegible] (۳۴۸/۵ [illegible])
(۲) وفي الجامع لأحكام القرآن للقرطبي [illegible] رسول الله ﷺ [illegible] ۱۱ - ۱٦ / ۲۱۳ [illegible] بیروت لبنان)
(۳) [illegible] (آل عمران: ۹۹)
(٤) [illegible] ۱۳، ۱٦ / ۲۲۳ [illegible] العلمیہ، بیروت، لبنان)
(۵) بلغوا عني ولو آية [illegible] ولو كان [illegible] (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب العلم، ۱ / ۲٦٤ [illegible])

صاحب اور متولی صاحب سے تعلق ہوتی یا نہیں ہم کو اس کا علم نہیں عشاء کے بعد امام صاحب نے کلمہ نہیں پڑھایا اور گھر کی طرف چل دیئے ایک مصلی نے متولی صاحب سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتے ہیں متولی صاحب نے کہا کہ مدرسہ کا دھوبی چمار ہے ہم پہچانتے نہیں مسلمان سند دیکے مسلمان نہیں بنا سکتے غرضیکہ اس مصلی اور متولی میں بہت حجت ہوئی اور متولی نے الٹی سیدھی بکواس کی اور اس کو کلمہ نہ پڑھایا۔ المستفتی نمبر ۷۲۰ ایم اے مصطفےٰ (برما)۔

۲۹ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) جو شخص مسلمان ہونے کے لئے آئے اس کو مسلمان کرنا ضروری ہے اور مسلمان کرنے کی سند دینا ضروری تو نہیں ہے مگر جائز ہے، ناجائز یا ممنوع نہیں مسلمان نہ کرنا یا اس کو حقیر و ذلیل سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کر دینا یا برا بھلا کہنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں متولی کا یہ فعل سخت گناہ تھا جس سے ایمان جاتے رہنے کا خطرہ ہے۔ امام کا فعل بھی گناہ تھا۔ ان دونوں کو فوراً توبہ کرنی لازم ہے اور اگر وہ آدمی مل سکے جو مسلمان ہونے آیا تھا اور انہوں نے اس کو زجر کر کے مسجد سے نکال دیا تو ان پر لازم ہے کہ اس سے معافی مانگیں اگر وہ مسلمان ہو گیا ہو جب بھی اور نہ ہوا ہو جب بھی اور اگر مسلمان نہ ہوا ہو تو اس کو ترغیب دے کر مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی تھا؟
(۲) صحابہ کرام فرداً فرداً اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے
(۳، ۴) تبلیغ فرض کفایہ ہے
(۵) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جا سکتا ہے؟
(۶) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں
(۷) تبلیغ کسی خاص طبقے کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟
(۸) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے

(سوال) (۱) کیا حضرت مولانا محمد الیاس کی تبلیغی تحریک ہیئت کذائی قرون اولیٰ میں پائی جاتی ہے؟ (۲) کیا صحابہ کرام خود ہی کر مسلمانوں کے پاس کلمہ و نماز سکھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے یا علماء سلف بدین مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ و نماز وغیرہ کے لئے جماعتیں بنا کر اپنا ایک امیر بنا کر تشریف لے جاتے تھے؟ (۳) یہ تحریک فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ (۴) اس تحریک میں شامل ہونے کو فرض عین

(۱) قال كافر لمسلم اعرض علي الاسلام فقال لا ادري، او قال اذهب الى عالم، او قم كفر في المجلس و زاد ... مسلم فقال له لعالم اخرج الى خارج المجلس يكفر في هذه كلها (جامع الفصولين الفصل الثامن والثلاثون ۲ / ۲۹۶، ط مطبعة ازهرية، ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی)

کے واسطے حق بجانب ہیں یا نہیں؟ (۵) اس تحریک پر جہاد متعارف جو قرآن وحدیث میں آتا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ نیز انفروا خفافا و ثقالا (۱) کی آیت جہاد ولغدوة و روحة فی سبیل اللہ (۲) کی احادیث جہاد کا اس تحریک کو مصداق ٹھہرانا درست ہے یا نہیں؟ (۶) جو وعیدیں قرآن وحدیث میں ترک جہاد پر وارد ہوئی ہیں اس تحریک میں شامل نہ ہونے والوں پر چسپاں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ (۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ عام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا مخصوص طبقے کے ساتھ خاص ہے؟ (۸) جب کہ کلمہ و نماز کا ہر شخص قائل ہے اور اس کو کلمہ کی حقیقت اور نماز کی فرضیت معلوم ہے لیکن اپنی سستی و کاہلی کی وجہ سے ان کا پابند نہیں ہے یا کلمہ کا صحیح تلفظ نہیں کرسکتا تو اب نماز کی پابندی کے متعلق کہنا یا کلمہ کی صحت الفاظ کی کرانا یہ تبلیغ ہے یا ترغیب؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۳
حاجی حنیف الدین صاحب بندوق والے۔ دہلی مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

(جواب ٤) (۱) یہ تحریک اصل حقیقت کے اعتبار سے تو کلمہ کی بنیادی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچانا اور ان کے عمل پر جاری کرنا خود پہنچانا ہی اصل تبلیغ ہے قرون اولیٰ میں ہر شخص جانتے خود یہ خدمت انجام دیتا اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو پیش نظر رکھتا تھا۔ اس لئے اس وقت جماعتیں بنانے اور کسی نظام کی جداگانہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔(۳)
(۲) صحابہ کرام فرادا فرادا اور کئی کئی مل کر یہ خدمت انجام دیتے تھے مگر اس وقت یہ خدمت کلمہ پڑھانے اور نماز سکھانے کی صورت میں ہوتی تھی یعنی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے اور نماز وغیرہ سیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے اور یاد کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے بعض کو فرادا اور بعض کو دوسرے رفقاء کے ساتھ تبلیغ اسلام و تعلیم احکام کے لئے بھیجا ہے۔(۴) آج کل بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلمہ صحیح یاد کرانا

(۱) التوبة : ٤١
(۲) بخاری، باب الغدوة و الروحة فی سبیل اللہ ۱/ ۳۹۲، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی
(۳) وقد كان المسلمون في الصدر الأول على هذا المنهج من المراقبة للقائمين بالأعمال العامة فقد خطب عمر على المنبر وكان مما قال: من رأى منكم في اعوجاجا فليقومه، فقام أحد رعاة الإبل وقال: لو رأينا فيك اعوجاجا لقومناه بسيوفنا. وكان الخاصة من الصحابة متكافلين في أداء هذا الواجب، يشعر كل منهم بما يشعر الآخر من الحاجة إلى نشر لواء الإسلام وحفظه و مقاومة كل من يمس شيئا من عقائده وآدابه وأحكامه و مصالح أهله، وكان سائر المسلمين تبعا لهم (تفسير المراغي، آل عمران ۱۰٤ – ٤/ ۲۲ ط مصر)
(٤) عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ لمعاذ بن جبل حين بعثه إلى اليمن: إنك ستأتي قوما من أهل الكتاب فإذا جئتهم فادعهم إلى أن يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، فإن هم أطاعوا لك بذلك فأخبرهم أن الله فرض عليكم خمس صلوات في كل يوم وليلة (الحديث) (صحيح البخاري، باب بعث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع ۲/ ٦۲۳، ط قديمي كتب خانه، كراچي)
(٥) عن أنس قال: بعث النبي ﷺ سبعين رجلا لحاجة يقال لهم القراء (الحديث)، وفي الفتح: قدم أبو براء عامر بن مالك المعروف بملاعب الأسنة على رسول الله ﷺ فعرض عليه الإسلام فلم يسلم ولم يبعد وقال: يا محمد لو بعثت رجالا من أصحابك إلى أهل نجد رجوت أن يستجيبوا لك وأنا جار لهم فبعث المنذر بن عمرو في سبعين رجلا الخ (باب غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونة ۷/ ۲۹۸، ط مطبعه ميريه مصر)

جاتا ہے اور ان کو تیار کر کے مسجد میں نماز کے لئے لایا جاتا ہے غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا ان کا مقصد ہے کہ مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر ہو تو پھر غیر مسلموں کی طرف توجہ کی جائے۔

(۳،۴) فرض عین تو نہیں ہے مگر فرض کفایہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

(۵) جہاد کے تو ایک مخصوص معنی ہیں یعنی اعلاء کلمة الله کے لئے قتال کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ تحریک اس معنی کے لحاظ سے جہاد نہیں ہے(۲) جہاد کے دوسرے معنی اللہ کے راستے میں کوشش اور ریاضت کا ہیں لہٰذا اس معنی کے لحاظ سے اس تحریک کو جہاد کہہ سکتے ہیں اور آیت کریمہ انفروا خفافا وثقالا اور حدیث شریف لغدوة او روحة في سبيل الله کے حکم میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔(۳)

(۶) ترک قتال کی وعیدیں اس پر چسپاں کرنا صحیح نہیں ہاں ترک تبلیغ و مداہنت کی وعیدیں اس کے ساتھ متعلق ہوں گی۔(۴)

(۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہت سے درجات ہیں اس کا ابتدائی اور عام درجہ ہر مسلمان کے ساتھ متعلق ہے۔(۵)

(۸) اس کو تبلیغ کا جاننا ضروری ہے [illegible] کچھ فرق نہیں علم کا ہر جاہل تو کل بھی اس سے یعنی مخصوص تلفظ کی تبلیغ کا محتاج ہے اس طرح نماز کو فرض جاننے والا اور ماننے والا بھی ادائے مسائل نماز کی تفصیلات کی تبلیغ کا محتاج ہے۔(۶)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(١) إن الدعوة الإسلامية ونشرها في ... العالم والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الإسلام الكفائية (تفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج آل عمران ٤ : ١٠٤ / ٣٥ ط دار الفكر بيروت)

(٢) فالجهاد هو ... (التفسير ... ٢ / ١٨٨ ط محمدية كوئته)

(٣) الجهاد احتمال المشقة ومكافحة الشدائد فيشمل الحرب للدفاع عن الدين والأمة وإعلاء كلمته وجهاد النفس الذي سماه النبي ﷺ الجهاد الأكبر ومن ذلك مجاهدة الإنسان شهواته خصوصا في سن الشباب والمجاهدة بالمال لأعمال الخير النافعة للأمة والدين الخ (تفسير المراغي آل عمران ٤ : ١٤٢ / ٨٣ ط مصر)

(٤) عن حذيفة أن النبي ﷺ قال والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عذابا من عنده ثم لتدعنه ولا يستجاب لكم (مشكوة المصابيح باب الأمر بالمعروف ص ٤٣٦ ط سعيد)

(٥) وفي المرقاة لملا علي القاري وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثاني للعلماء والثالث لعامة المسلمين ... (باب الأمر بالمعروف ٩ / ٢٣٨ ط مكتبة ملتان)

(٦) وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلوة ... (رد المحتار : مقدمة ١ / ٤٢ ، ط سعيد)

خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم

(سوال) (۱) کیا عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا مع محرم کے درست ہے؟ (۲) مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کہاں تک درست ہے؟ (۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے؟ یا واجب یا سنت؟

(جواب ۵) تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ علم کے لازم ہے لیکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز ہے فرض نہیں لازمی ہر مسلمان کے ذمے نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ کیلئے مردوں کے ساتھ زمانہ خیر القرون میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں تنہا تبلیغ کے لئے سفر کریں عورت بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں (۱) فرض کے لئے بھی بغیر محرم کے جانا جائز نہیں تو صرف تبلیغ کے لئے کیسے جا سکتی ہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دوم، تعلیم قرآن

(۱) معنی ومطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال وحرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے

(سوال) (۱) قرآن شریف بے سمجھے پڑھنے سے کیا قرآن شریف کی بے عزتی ہوتی ہے اگر نہیں تو کیا بے سمجھے پڑھنا افضل ثواب ہے؟
(۲) قرآن شریف سمجھ کر پڑھنا کیا مسلمانوں پر فرض ہے؟
(۳) جو شخص مطلق قرآن شریف نہ پڑھتا ہو تو وہ گنہگار ہے؟ (نیاز مند محمد سلیمان، داور)

(جواب ۶) قرآن شریف کی عبارت کی تلاوت خواہ سمجھ کر ہو یا بے معنی سمجھے ہو موجب اجر وثواب ہے ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہوگا اور بے سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ لیکن ثواب دونوں کو ہے یہ خیال کہ بے سمجھے ہوئے پڑھنے سے قرآن کی بے عزتی ہوتی ہے غلط ہے (۲) بلکہ اس میں تو اس بات کا ثبوت ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں قرآن مجید کی اتنی عزت ہے کہ باوجود معنی نہ سمجھنے اور معنی کی طرف توجہ نہ ہونے کے بھی وہ اس کی تلاوت میں اپنا وقت اور قوت خرچ کرتا ہے حدیث شریف

---

(۱) ومع زوج او محرم بالغ ... لامرأة حرة ولو عجوز في سفر (التنوير وشرحه، كتاب الحج ۲ / ٤٦٤، ط سعيد)
(۲) قال ابن حجر ... الثواب على قراءته ... القرآن فهو حاصل لمن فهمه ولمن لم يفهمه بالكلية لتعبد ... كان مثابا من يقرأ ... ومن لم يفهمه (مرقاة المفاتيح، باب بعد كتاب فضائل القرآن الفصل الثاني ٥ / ۹، ط امدادیه، ملتان)

میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، اور مثال میں فرمایا کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ تین حرف ہیں - الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے تو اس کلمہ الم کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی باوجودیکہ اس کلمہ یعنی حروف مقطعات کے معنی کوئی نہیں سمجھتا ہے کیونکہ اس کے معنی خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ حضرت حق اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہے۔

(۲) سمجھ کر قرآن شریف پڑھنا اور اس کے حلال و حرام امر و نہی کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو قرآن پاک کے معانی اور مطالب سمجھتے ہوں اور دوسروں کو بتاتے رہیں ہر ایک مسلمان کے ذمے یہ فرض نہیں ہے ہاں ہر مسلمان کے ذمے قرآن مجید کی اتنی عبارت یاد کرنی فرض ہے جس سے نماز پوری ہو سکے۔(۳)

(۳) اگر نماز درست ہونے کے لائق بھی قرآن مجید اس نے نہیں پڑھا اور یاد نہیں کیا تو نماز کے بعد بشرطیکہ پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت پایا ہو اور قدرت رکھتا ہو، یعنی وہ مسلم اس وقت تک معذور ہے کہ پڑھنے اور یاد کرنے کے لائق وقت ملے اور وہ نماز ختم کرنے تک معذور ہے۔

قاعدہ "یسرنا القرآن" بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید کے پاس چند چھوٹے بچے قرآن شریف پڑھتے ہیں جنہیں ابتداء میں قاعدہ یسرنا القرآن (جس کے مصنف ایک قادیانی ہیں) پڑھایا جاتا ہے محض اس خیال سے کہ قاعدہ مذکورہ بہت مروجہ قاعدوں سے آسان ہے آیا جائز ہے یا نہیں؟ علی ہذا فیہ مترجم قرآن شریف یسرنا القرآن مطبوعہ قادیان پر مسلمان کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۹۳ عبدالحق کراچی ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن عبداللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفا من کتاب اللہ فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول الم حرف ولکن ألف حرف ولام حرف ومیم حرف (جامع الترمذی، باب ما جاء فی من قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر ۲/ ۱۱۹، ط سعید)

(۲) قال تعالی: فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین (الآیة)، قال القاضی أبو السعود فی تفسیره: وفیه دلیل علی أن التفقه فی الدین من فروض الکفایة (التوبة ۱۲۲ ۲/ ۶۱۷، ط مکتبة الریاض الحدیثة بالریاض)

(۳) وفرض القراءة آیة علی المذهب ... وحفظها فرض عین وحفظ فاتحة الکتاب وسورة واجب علی کل مسلم (التنویر مع الدر المختار، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۷، ط سعید)

(۴) لأن تعلم بعض القرآن فرض عین علی الکل إذا لم یوجد هناک أحد یقرأ التنزیل ... (مرقاة المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۴/ ۳۶۲، ط امدادیه، ملتان)

(۵) ولا یلزم العاجز عن النطق کأخرس وأمی تحریک لسانه وکذا فی حق القراءة، هو الصحیح لتعذر الواجب (التنویر وشرحه، باب الأذان، مطلب فی حدیث الأذان جزم، ۱/ ۴۸۱، ط سعید)

جواب ۷) اس قاعدہ اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قاعدہ اور قرآن مجید کے ساتھ قادیانی مشن کی تبلیغ اور تحریف کا مضمون چھپوایا نہ ہو۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

معنی و مطلب سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا بیہودہ اور بے ثواب ہے۔ المستفتی عبدالعلیم عزیز اللہ متعلم عربک کالج دہلی۔ ۲۹ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء

جواب ۸) قرآن مجید کی عبارت اور نظم کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مہتم بالشان امر ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۲) میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عام اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا ضروری اور لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ الم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف۔ لام۔ میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی (۳) کتب سماویہ میں سے تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصلی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصلی مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ ہے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا چاہے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے ورنہ اس کا فرق ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ۔ الجواب صحیح

---

(۱) اس قاعدہ میں خلاف شریعت قادیانی مشن کی تبلیغ اور تحریف کا کوئی مضمون نہیں، اس لئے بچوں کو اس کا پڑھانا مباح ہے۔

(۲) (الحجر: ۹)

(۳) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها لا أقول الم حرف ولكن ألف حرف ولام حرف، وميم حرف (جامع الترمذي، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر ۲ / ۱۱۹ ط سعيد)

(٤) قال ابن حجر: اما الثواب على قراءة القرآن فهو حاصل لمن فهمه ولمن لم يفهمه بالكلية للتعبد – وان كان يتفاوت بين القرآن وغيره وبين من فهمه ومن لم يفهمه (مرقاة المفاتيح، باب بعد كتاب فضائل القرآن ۵ / ۹ ط امداديه، ملتان)

(صواب بندہ محمد یوسف عفی عنہ)

بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں

(سوال) زید اور عمرو کے متعلق [illegible] زید کہتا ہے کہ بچوں سے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوانا خلاف ادب ہے عمرو کہتا ہے [illegible] وقراء قیام فرما کر حدیث شریف اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حاضرین جلسہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں تو کیا یہ خلاف ادب نہیں ہوتا زید نے ایک جلسے میں [illegible] ایک قاری صاحب کو کھڑا کر کے سنوایا اور تمام جلسے والے [illegible] کہاں تک صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۲ مولوی محمد صدیق (ہمت نگر) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) بچوں سے قرآن مجید کا [illegible] کھڑا کر کے سننا جائز ہے زید کا قول کہ کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوانا خلاف ادب ہے صحیح نہیں جلسہ میں قاری کے کھڑے ہونے کی [illegible] جلسے [illegible] ہوتا ہے تو یہ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] خطبہ [illegible] قرآن مجید [illegible] اور ساری جماعت بیٹھی رہتی تھی [illegible] طریقہ [illegible] چلا آتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مجلس میں تلاوت و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے

(سوال) بچوں [illegible] جلسہ [illegible] میں قرآن شریف کی تلاوت اور [illegible] نظم [illegible] تین چیزیں ہوتی ہیں [illegible] ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول قرآن شریف کی تلاوت [illegible] بعد [illegible] اور نظم [illegible] دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول [illegible] پھر قرآن شریف [illegible] دونوں صورتوں میں بہتر صورت کون سی ہے قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور [illegible] صورت [illegible] افضل ہو رقم فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۱۰۹۳ [illegible] ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] شرائط [illegible] محفوظ [illegible] فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ

---

۱ [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] ۱ ۲۸۳ ط قدیمی [illegible] ۱ ۲۸۷ ط قدیمی)

۲ [illegible]
[illegible]
(آداب العالم والمتعلم، ص ۳۴-۳۵ مکتبہ دار [illegible] مکة المکرمة)

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی - الجواب صحیح - ریاض الدین عفی عنہ مدرس دار العلوم دیوبند - الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ - امام مسجد فتحپوری، دہلی -

کیا غیر مسلم کو قرآن شریف پڑھانا جائز ہے ؟

(سوال) ایک شخص ہندو اپنے شوق سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہے بلکہ قرآن مجید پڑھنے کا دل سے بہت شوق رکھتا ہے پڑھنے والا بوجہ حرمت و ادب کامل پاس و لحاظ کرتا ہے اس لئے تصدیع خدمت ہے کہ ایسے غیر مسلم کو قرآن مجید کا پڑھنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۲ عبدالغنی صاحب (جے پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱) غیر مسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے[1] اس کو احترام کلام مجید کی تعلیم بھی دے اور اپنے طور پر حرمتی کا موقعہ نہ ہونے دے اس قدر کافی ہے - اس کا بھی اندازہ کرے کہ غیر مسلم کی نیت تو خراب نہیں ہے ۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

(سوال) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معنی باوجود مترجم قرآن کے باعث اجر و ثواب ہے یا نہیں ؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں المستفتی نمبر ۲۷۶۵ حکیم محمد ایوب مراد آباد ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معنی کے بھی موجب ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی صرف الم پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں[2] اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف نظم قرآن کی عبارت پڑھنا بھی موجب اجر ہے اور الم کے معنی معلوم ہی نہیں ہے متشابہات میں سے ہے ہاں قرات قرآن فہم معنی کے ساتھ ہو تو اور زیادہ ثواب ہے[3] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) قال الامام محمد في السير الكبير وإذا قال الحربي أو الذمي للمسلم علمني القرآن فلا بأس بأن يعلمه ويفقهه في الدين لعل الله يهديه ولكن لا يمس المصحف فإن اغتسل ثم مسه فلا بأس ... والله أعلم (تكملة فتح الملهم شرح صحيح الامام مسلم، باب النهي أن يسافر بالمصحف الخ ۳/ ۳۸۶، ط مكتبة دار العلوم، كراچی)

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها لا أقول الم حرف ولكن ألف حرف ولام حرف وميم حرف (جامع الترمذي، باب ما جاء فيمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر ۲/ ۱۱۹، ط سعيد)

(۳) قال ابن حجر إنما الثواب على قراءة أي القرآن فهو حاصل لمن فهمه ولمن لم يفهمه للتعبد بلفظه - وإن كان يتفاوت بين القرآن وغيره وبين من فهمه ومن لم يفهمه (مرقاة المفاتيح، باب بعد كتاب فضائل القرآن، الفصل الثاني ۵/ ۹ ط امدادیہ ملتان)

دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے

(سوال) چونکہ آج کل جبریہ تعلیم کا نفاذ روز بروز ترقی پر ہے اور اس میں بعض جگہ میونسپل کمیٹی وغیرہ نے استثنائے تعلیم مذہبی وجہ قرار نہیں دی ہے حالانکہ اصل قانون میں موجود ہے (ایکٹ نمبر ۷ بابت ۱۹۱۹ء دفعہ ۱۰ میں درج ہے کہ (ب) لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناء پر کمیٹی حاضری مدرسہ نے حاضر ہونے سے معاف کردیا ہے) ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب ۱۳) مسلمانوں کے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم (حفظاً وناظرۃً) ضروری ہے(۱) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کے لئے گیارہ سال سے کم عمر کا وقت ہی مناسب ہے(۲) اس لئے ضروری ہے کہ جو بچے قرآن مجید کے مکتبوں میں قرآن مجید پڑھتے ہیں خواہ حفظاً یا ناظرہ ان کو اس شرط کے ساتھ کہ وہ قرآن مجید پڑھتے رہیں اس جبریہ تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے لیکن جب وہ قرآن بھی نہ پڑھتے ہوں یا پڑھ چکے ہوں تو پھر ان کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(ماخوذ از رسالہ جبریہ تعلیم شائع کردہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ۱۳۴۶ھ)

دوسرا باب
تعلیم کے احکام وآداب
فصل اول، تعلیم کا معاوضہ لینا

دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے

(سوال) امامت یا تعلیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱٤) امامت و تعلیم قرآن کی اجرت لینا (بہ فتویٰ متاخرین حنفیہ) جائز ہے - قال في الهداية و بعض مشائخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن و عليه الفتوى و زاد في مختصر الوقاية و متن الاصلاح تعليم الفقه و زاد في متن المجمع الامامة و مثله في متن الملتقى و درر البحار (رد المختار (۳) مختصراً)

---

(۱) وأيضا في خلاصة الصغرى الى قوله: (تعلم) ان حفظ القرآن من فروض الكفايات فيحفظ به كل امة في كل زمن نعم ان حفظه جمع منهم يقوم بهم الكفاية سقط الحرج عن جميعهم والا اثموا كلهم (مرقاة المفاتيح، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث ٤/٤٨٠، ط امدادية ملتان) وفيها: وظاهر كلام الزركشي ان كل بلد لا بد فيها ان يكون ممن يتلو القرآن في الجملة لان تعلم بعض القرآن فرض عين على الكل، فاذا لم يوجد فيها احد يقرأ اثموا جميعا (مرقاة كتاب فضائل القرآن، ٤/٤٦٢، ط امدادية، ملتان)

(۲) واخرجه من طريق ... تعلم القرآن الشباب ... ادعى الى ثبوته ورسوخه عنده كما يقال التعلم في الصغر كالنقش في الحجر (فتح الباري شرح صحيح البخاري باب تعليم الصبيان القرآن، ٩/٧٥ ط المطبعة الكبرى الميرية مصر)

(۳) كتاب الاجارة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ٦/٥٥ ط سعيد

(۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے، تراویح و شبینہ کی اجرت جائز نہیں
(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے
(۳) شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) حفاظ کے لئے اجرت و معاوضہ جائز ہے یا نہیں؟ خواہ وہ تعلیم قرآن شریف کا ہو یا ایصال ثواب کے لئے ختم پڑھنا یا رمضان المبارک میں تراویح یا شبینہ پڑھنا ہو۔ (۲) اجرت و معاوضہ اگر جائز ہے تو تعیین کے ساتھ یا بلا تعیین؟ (۳) شبینہ کی دو صورتیں ہیں (ایک رات میں اور تین رات میں) یہ دو جائز ہیں یا نہیں؟ یا کوئی ایک جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۳۰۲ حافظ محمد عزیز مدرس شنوی (جمیر شریف)
۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ م ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۵) قرآن پاک اور علوم دینیہ کی تعلیم کی اجرت متاخرین حنفیہ کے فتوے کے بموجب جائز ہے حنفیہ کا اصل مسلک عدم جواز تھا۔ جواز کا فتویٰ انہوں نے ضرورت کی بنا پر دیا ہے تعلیم کی اجرت کے جواز کی ضرورت ظاہر ہے کہ اگر اجرت لینی ناجائز قرار دی جائے تو اس کا نتیجہ ترک تعلیم کی صورت میں ظاہر ہوگا اور قرآن مجید اور علوم دینیہ کی تعلیم کا متروک ہو جانا عظیم الشان نقصان ہے اس لئے جواز اجرت کا فتویٰ دیا گیا اسی پر امامت و اقامت و اذان کو بھی قیاس کیا گیا مگر صرف تلاوت قرآن مجید (بغرض ایصال ثواب) کی اجرت و اصل مسلک کے موافق ناجائز رہ گیا کیونکہ اگر عدم جواز اجرت کی وجہ سے تلاوت قرآن بغرض ایصال ثواب متروک ہو جائے تو کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی اس لئے قرآن مجید تراویح میں سنانے کی اجرت بھی ناجائز قرار دی گئی کیونکہ اس کے ترک سے کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی سورتوں کے ساتھ تراویح پڑھ کر سنت قیام رمضان ادا کر سکتے ہیں۔ (۲) بلا تعیین کچھ دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے۔

---

(۱) الاصل ان كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا [illegible] وبعض مشايخنا استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى [illegible] (كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة ٦/٥٥ ط سعيد) (٢) فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على ان المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة بل على ما ذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن اصل المذهب من طرو المنع، وقد ذكروا مسألة تعليم القرآن على استحسانه للضرورة، ولا ضرورة في الاستئجار على القراءة على القبر [illegible] ولا يصح الاستئجار على القراءة [illegible] رد المحتار مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة ٦/٥٦-٥٧ ط سعيد (٣) [illegible] من غير شرط فظاهر كلام [illegible] الاجرة على تعليم القرآن ١٦/١٦٩-١٧٠ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراچي [illegible] مذکورہ معیار کے قرآن [illegible] اس لئے اب بلا تعیین بھی سنانے والے کے لئے لینا اور دینے والے کیلئے دینا جائز نہیں وفی الشامیة . ولو لا الاجرة ما قرأ احد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة الى جمع الدنيا انا لله وانا اليه راجعون (كتاب الاجارة، ٦/٥٧، ط سعيد)

(۳) ختینہ کی دونوں صورتیں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مکروہ ہیں اگر پڑھنے والا اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں اور بہ نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے
(۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا
(۳) غریب اور مالداروں کو تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت پر ثواب ملے گا
(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے
(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم
(۶) میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا، تم اللہ واسطے تنخواہ دو سوال ممنوع میں داخل نہیں
(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیز کے ایک قول کی تشریح

(سوال) زید ایک جگہ ملازم ہے وہاں دینی کتابیں پڑھاتا ہے اور امامت کرتا ہے اور اس کو تنخواہ ملتی ہے کتابیں پڑھانے والا وہ کار ثواب سمجھتا ہے یعنی اگر ملازمت نہ رہے تب بھی وہ تھوڑا بہت پڑھنے کا کام جاری رکھے گا اور امامت کے کام کو وہ کار ثواب نہیں سمجھتا یعنی اگر امامت کی تنخواہ نہ ملے تو وہ امامت نہ کرے امامت کرنے کو پسند نہیں کرتا امامت کے پندرہ روپے اور مدرسی کے دس روپے ملتے ہیں اگر امامت کو چھوڑ دے تو اس جگہ مدرسی کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو عرض یہ ہے۔
(۱) صورت مذکورہ میں تنخواہ لے کر امامت کرنے سے امامت کا ثواب ملے گا یا نہیں ؟
(۲) صورت مذکورہ میں تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے کا ثواب ملے گا یا نہیں ؟
(۳) کوئی شخص تنخواہ لے کر امامت کرے یا تعلیم دینی کرے تو کن وجوہ میں ثواب ہوگا اور کن وجوہ میں ثواب نہ ہوگا کس طرح نیت کرنے سے ثواب ہوگا مالدار اور غریب میں فرق ہے یا نہیں ؟
(۴) تعلیم دینی و امامت پر تنخواہ ٹھہرا کر لینا جائز ہے یا نہیں ؟
(۵) طلباء سے استاد کام لے تو جائز ہے یا نہیں ؟ اور استاد واجر ملے گا یا جاتا رہے گا ؟
(۶) اگر کوئی شخص محلہ والوں کو یا متولی مسجد کو یوں کہے کہ میں امامت کروں گا یا مسجد کا کام کروں گا اللہ واسطے اور تم مجھ کو اللہ کے واسطے کھانا اور تنخواہ دو تو اس طرح للہ مانگنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مانگنا سوال ممنوع میں داخل ہے یا نہیں ؟
(۷) شاہ عبدالعزیز نے سورۃ بقرہ آیت وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم کے تحت میں فرمایا ہے کہ

(۱) ولا یختم فی اقل من ثلاثۃ ایام کذا فی الغیاثیۃ (عالمگیریۃ، الباب الرابع فی الصلاۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن الخ ۵ / ۳۱۷، ط مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ)

اجرت بر عبادت گرفتن درین صورت جائز است که نیت شخص محض برائے خدا باشد و بدون اجرت هم بجا آرد – آن عبادت را کار روزی خود داند خواه اجرت بدہند یا ندہند اگر مانند ترقی مزدوران بہائے دنیاوی آں عبادت را معلق بر گرفتن اجرت سازد که اگر اجرت داده شد بجا آورد والا ترک کرد پس او محض مزدور است از ثواب بہرہ ندارد بلکہ خوف عقاب دارد که کار دین را برائے دنیا کرده آخرت را بدنیا فروخت، معاذ اللہ من ذلک۔ عبارت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ فی زمانہ امامت و تعلیم دینی کا دینی کام سمجھا جاتا ہے کہ اس میں بہت مدارس ہے اگر تنخواہ نہ ملی جب تو آٹھ مساجد خالی رہیں

المستفتی نمبر ۵۲۰ محمد ابراہیم (انٹا) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶) نمبر ا سے نمبر ۳ تک کا جواب یہ ہے کہ امامت اور تعلیم و تدریس کی تنخواہ لینا جائز ہے اور اس کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ فرض منصبی ادا ہو تنخواہ دی جاتی ہے اور ان کا موں کو دینی کام سمجھ کر اختیار کرتے ہوں تو ان کا ثواب بھی ملے گا اگرچہ بلا تنخواہ سبیل اللہ یہ کام کرے تو ثواب زیادہ ہوگا۔(۱)

(۴) طلبہ سے حرفی طور پر کوئی کام لینا جو وہ بطیب خاطر خدمت استاذ سمجھ کر کریں اور خوشی سے کریں جائز ہے اور اس میں اس کے ثواب تعلیم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

(۵) یہ تعبیر تو ممنوع نہیں اور نہ ایسا کرنے میں فرق ہے مگر جب کہ نیت معاوضہ کی ہو تو اس کا کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔(۳)

(۶) شاہ صاحب کی عبارت اس قول پر مبنی ہے کہ عبادت پر اجرت لینا ناجائز ہے اور جو صورت جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ درحقیقت اجرت کی حد میں داخل نہیں ہوتی اور جو صورت عدم جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ اجرت ہے جیسا کہ ان کا فقرہ "پس او محض مزدور است" اس کی دلیل ہے اور یہ متقدمین کے مذہب پر ہے اور متاخرین کے فتویٰ سے جواز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان ويجب المسمى بعقد [illegible] (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ٦/ ٥٥، ط سعيد)

(۲) [illegible] (رد المحتار باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه ١/ ٣٩٢، ط سعيد)

(۳) إنما الأعمال بالنيات [illegible] صحيح البخاري، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ١/ ٢، ط قديمي كتب خانه، كراچي)

(۴) [illegible] (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، مبحث ما تجوز إجارته وما لا تجوز ٣/ ١١٠، ط دار الفكر، بيروت)

حضور ﷺ کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور اجرت

(سوال) عوام رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھایا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر سے کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی مزدوری یا اجرت لیتے تھے اور قرآن اس حکم کو کئی جگہ فرماتا ہے اس کے مخالف آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھانی جنازہ یا نکاح پڑھانی کی اجرت لے لیتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ دہلی ۹ شوال ۱۳۵۴ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) قرآن مجید میں کہیں پیغمبر ﷺ و امت کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا نہیں گیا بلکہ امت کے افراد بھی حضور ﷺ کے دولت خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ بھی کبھی اپنے مخلصین کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے(۱) لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذاللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا بلکہ محبت و صداقت کی بناء پر ہوتا تھا جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے(۲) رہا آج کل مساجد کے اماموں، موذنوں یا استادوں کا اجرت امامت و اذان یا اجرت تعلیم لینا تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ تھا۔ امام ابو حنیفہ عبادت کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے متاخرین حنفیہ نے بھی دوسرے ائمہ کے قول کے موافق تعلیم و امامت و اذان کی اجرت کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے کیونکہ بغیر اجرت ان چیزوں کا بقاء اور نظام کا قیام مشکل ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے

(سوال) دینی طلباء کو آج کل مدارس عربی اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر کیوں نہیں سکھاتے تاکہ ہنر کے ذریعے اپنی روزی کما سکیں اور علم دین سے دوسروں کو بلا کسی مزدوری کے فیض پہنچائیں؟
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی (دہلی)

---

(۱) عن أبي هريرة قال خرج رسول الله ﷺ ذات يوم أو ليلة ... فأتى رجلا من الأنصار فإذا هو ليس في بيته فلما رأته المرأة قالت مرحبا وأهلا ... إلى قوله ... فانطلق فجاءهم بعذق فيه بسر وتمر ورطب فقال كلوا من هذه وأخذ المدية فقال له رسول الله ﷺ إياك والحلوب فذبح لهم فأكلوا من الشاة ومن ذلك العذق (الحديث) (صحيح الإمام مسلم باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق ۲/۱۷۶، ط قديمي كتب خانه، كراچي)

(۲) وفي تفسير القرطبي قوله تعالى قل ما سألتكم من أجر أي جعل على تبليغ الرسالة فهو لكم أي ذلك الجعل لكم إن كنت سألتكموه إن أجري إلا على الله وهو على كل شيء شهيد (... ٤٧ ... ١٩٩٧ ط دار الفكر، بيروت)

(۳) ولا لأجل الطاعات مثل الأذان والحج والإمامة وتعليم القرآن والفقه ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان (تنوير الأبصار وشرحه) قال المحقق في الشامية (قوله ويفتى اليوم الخ) قال في الهداية وبعض مشايخنا استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية وزاد في متن المجمع الإمامة وزاد بعضهم الأذان (رد المحتار مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة ٦/٥٥، ط سعيد)

(جواب ۱۸) ہاں یہ بہتر ہے کہ طالب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے بہتر ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر عمل شروع بھی کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی علوم کی تعلیم دینا ناجائز یا غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) داخلہ فیس کا حکم
(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی مالی حالت نہایت خراب ہے، یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ باوجود خدمات کے اعتراف کے مالی امداد کی طرف راغب نہیں ہوتے اس مدرسہ میں نہ گورنمنٹ سے کوئی مالی امداد لی جاتی ہے نہ کسی بورڈ وغیرہ سے اندریں صورت (۱) طلبہ سے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) درجہ قرآن پاک حفظ و ناظرہ و اردو یا فارسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے لڑکوں پر ماہواری فیس شرعاً مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی مہتمم مدرسہ دینیہ اسلامیہ غازی پور (یوپی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹) (۱) داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں (۱) (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے (۲)

متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعلیم قرآن مجید اور اذان و امامت کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۰) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل (۳) اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی اطاعت پر جو کسی کے ذمہ متعین نہ ہو عقد اجارہ منعقد کرنا اور اجرت لینا دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن مجید، اذان، امامت وغیرہ اور امام ابو حنیفہ اور زہری اور قاضی شریح اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ طاعات پر اجارہ ناجائز ہے ہمارے اصحاب متقدمین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ

---

(۱) معقول اس اعتبار سے نہیں کہ [illegible] فیس بھی لی جائے، غایۃ ما فی الباب [illegible]

(۲) و یفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوة الخ ٦/ ٥٥ ط سعید)

(۳) [illegible] (دیکھئے الانصاف: عمل فقه الامام احمد بن حنبل، [illegible] ٦/ ٤٥، ٤٦ ط دار احیاء التراث بیروت و کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه، مبحث ما یجوز اجارته وما لا تجوز، ٣/ ١٢٦، ط دار الفکر، بیروت)

طاعات پر اجرت لینا دینا ناجائز تھا اور قدمائے حنفیہ اس کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے تھے علم دین پڑھانے والوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت المال سے مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ نہایت اطمینان اور فارغ البالی سے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

پھر جب کہ بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بیت المال کے مصارف میں بعض مسلمان بادشاہوں کے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان علماء اور موذنین وائمہ کے وظائف بند ہوگئے اور تعلیم علوم دینیہ یا اذان و امامت کی انجام دہی میں جو فراغت قلبی انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی پھر یہ لوگ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریات معاش ان کی زندگی کے وقت میں بھی لاحق تھیں اس لئے ان کو مجبوراً مال حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا جس کے وسیلے سے اپنی اور اپنے اہل و متعلقین کی اوقات بسری کریں تحصیل ذرائع معاش چونکہ مختلف قسم کے ہیں کسی نے کوئی طریقہ اختیار کیا کسی نے کوئی کسی نے تجارت کی کسی نے زراعت کسی نے ملازمت کسی نے صنعت وحرفت تحصیل کی طرح ضرورتیں بھی ان کی نوعیت میں مختلف تھیں ان کے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں یہ بمشکل کسب معاش میں خرچ ہو جاتے ہیں باوجود بھی بعض افراد کی ضرورتیں پوری نہ ہوتیں

ان حالات کی وجہ سے بہت سے علماء بہت سے موذن بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ سے تعلیم یا اذان یا امامت کی خدمت کو باقاعدہ پورا نہ کرسکے اور بالآخر انہیں اضطراری حالت میں ان خدمات کو چھوڑنا پڑا لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جاتا کیونکہ جب پڑھانے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغولی کی وجہ سے اتنی فرصت نہ تھی کہ طلبہ کو پڑھا سکیں تو پھر علم دین کی زندگی اور بقا کی کیا صورت تھی اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان متصور تھا کہ نماز کے اوقات کا انضباط جو معین موذن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے درہم برہم ہو جاتا کیونکہ اس زمانے میں بڑے بڑے شہروں بلکہ بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور ملوں میں مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کر کے نماز باجماعت کے لئے اجازت حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس کے موافق وہ کارخانوں سے ٹھیک وقت پر چھٹی لیں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر پہنچ جائیں اگر اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا پھر کام میں زیادہ دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائع معاش کو صدمہ پہنچے اسی طرح امام معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا انتظام درست نہیں رہ سکتا اور پورے انضباط سے نماز نہیں ہو سکتی بعض مساجد میں کوئی موذن اور امام مقرر نہیں جب نماز کے وقت جو پہلے آگیا اس نے اذان دے دی اور جس کو مناسب سمجھا امام بنا لیا ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا اور اس سے ان لوگوں کو جو ملازمت کی قید میں جکڑے ہوئے ہیں اکثر اوقات ایسی مسجدوں میں جماعت سے

نماز نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شدیدہ کی وجہ سے حضرت امام شافعی کے قول کے موافق یہ فتویٰ دیا ہے کہ مواقع ضرورت میں طاعات پر اجرت لینا جائز ہے اور قرآن مجید، حدیث، فقہ کی تعلیم اور اذان و امامت پر اجرت لینے کی جواز کی تصریح کردی کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کے بقاء کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

ہم ذیل میں فقہاء کی وہ تصریحات نقل کرتے ہیں جن میں آج کل اذان، امامت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے۔

و بعض مشائخنا رحمهم الله استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن و عليه الفتوى اه كذافي الهداية۔ (۱)

اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے آج کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے دینے کا جواز بہتر سمجھا یعنی امور دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو رہی ہے تو ممانعت کے حکم میں اندیشہ ہے کہ حفظ قرآن ضائع ہو جائے اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

و مشائخ بلخ جوزوا الاستيجار على تعليم القرآن اذا ضرب لذلك مدة وافتوا بوجوب المسمى كذافي المحيط۔

اور مشائخ بلخ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے جب کہ اس کی مدت معین کی جائے اور معین شدہ اجرت کے واجب التسلیم ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

وكذا جوزوا الاستيجار على تعليم الفقه و نحوه والمختار للفتوى في زماننا قول هؤلاء كذافي الفتاوى العتابية فتاوى عالمگیری باختصار۔ (۲)

اسی طرح تعلیم فقہ اور اس کے امثال (اذان و امامت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مختار ہے۔

الاستيجار على الطاعات كتعليم القرآن و الفقه والتدريس والوعظ لا يجوز اى لا يجب الاجر واهل المدينة طيب الله ساكنيها جوزوه وبه اخذ الامام الشافعي قال في المحيط و فتوى مشائخ بلخ على الجواز قال الامام الفضلي والمتأخرون على جوازه وكان الامام الكرماني يفتي "بدرند ريده معلم را نو شوند كنيد" و فتوى علمائنا على ان الاجارة ان صحت يجب المسمى وان لم تصح يجب اجر المثل الخ فتاوى بزازيه۔ (۳)

---

(۱) كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاجرة على التلاوة ج ٦ ص ٥٥ ط سعيد
(۲) الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الاجارة والاستيجار على الطاعات ٤ / ٤٤٨ ط ماجديه كوئٹه
(۳) نوع في تعليم القرآن والحرف ٥ / ٣٧، ط ماجديه كوئٹه۔

جماعت پر اعتقاد اور مثلاً تعلیم قرآن و فقہ اور تدریس اور وعظ پر اجرت لینا جائز نہیں یعنی اجرت واجب نہیں ہوتی اور اہل مدینہ کے مذہب میں ان طاعات پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں اور امام شافعی اسی کے قائل ہیں محیط میں فرمایا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ جواز پر ہے۔

امام فضلیؒ نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور امام برہانیؒ فتویٰ دیتے تھے کہ " دروازے تک پہنچنے سے پہلے معلم کو خوش کر دینا ضروری ہے اور ہمارے زمانہ کا فتویٰ ہے کہ اگر عقد اجارہ میں تعین کیا گیا تو اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجر مثل لازم ہوگا۔

وقال محمد بن الفضل كره المتقدمون الاستيجار لتعليم القرآن وكرهوا اخذ الاجرة عليه لوجود العطية من بيت المال مع الرغبة في امور الدين و في زماننا انقطعت فلو اشتغلوا بالتعليم بلا اجر مع الحاجة الى معاش لضاعوا او تعطلت المصالح فقلنا بما قالوا - فتاوى بزازيه (١) و مثله في الخانية - (٢)

امام محمد بن الفضل نے فرمایا کہ متقدمین حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس لئے مکروہ فرمایا تھا کہ بیت المال سے معلمین کے لئے عطیات مقرر رہتے تھے اور لوگوں کو امور دین کی رغبت بھی تھی اور ہمارے زمانے میں عطیات منقطع ہو گئے تو اب اگر تعلیم میں مشغول ہوں اور اسباب معیشت کی حاجت اسی طرح باقی رہنے کے باوجود اجرت نہ لیں تو گزر نہیں کر سکتے اور مصالح زندگی درہم برہم ہو جائیں گے اس لئے ہم بھی اسی بات کے قائل ہو گئے جس کے (یعنی امام شافعی و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے یعنی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی دے دیا ہے۔

قال الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي رحمه الله تعالى ان مشائخ بلخ جوزوا الاجارة على تعليم القرآن واخذ وافتى ذلك بقول اهل المدينة وانا افتي بجواز الاستيجار ووجوب المسمى - فتاوى قاضي خان (٣)

امام شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ مشائخ بلخ نے تعلیم القرآن پر اجرت لینے دینے کو جائز فرمایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے دینے کے جواز اور اجرت معینہ کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

والفتوى اليوم على جواز الاستيجار لتعليم القرآن وهو مذهب المتاخرين من مشائخ بلخ استحسنوا ذلك لظهور التواني في الامور الدينية وكسل الناس في الاحتساب -

آج کل تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اور یہ متاخرین مشائخ بلخ کا مذہب ہے انہوں نے

(١) نوع في تعليم القرآن والحرف، ٥/ ٣٨ ط ماجديه، كوئته
(٢) باب اجارة الفاسدة ٤/ ٣٢٥، ط ماجديه كوئته
(٣) حواله بالا

کی جواز اجرت کو اس سے بہتر سمجھا کہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو رہی ہے اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ کسل کرنے لگے ہیں۔

وکذا یجوز علی الامامۃ فی ھذا الیوم لان الائمۃ کانت لھم عطیات فی بیت المال وانقطعت الیوم بسبب استیلاء الظلمۃ علیھا۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے کیونکہ پہلے اماموں کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر ہوتے تھے وہ اب بند ہوگئے۔ کیونکہ بیت المال ظالموں کے قبضے میں ہیں۔

و فی روضۃ الزند ویستی کان شیخنا ابو محمد عبداللہ الخیر اخیری یقول فی زماننا یجوز للامام و المؤذن و المعلم اخذ الاجرۃ انتھی عینی (شرح کنز الدقائق)

اور روضہ زندویستی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ الخیر اخیری فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں امام اور موذن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

ویفتی الیوم بصحتھا لتعلیم القرآن والفقہ والا مامۃ والاذان۔ انتھی (درمختار) (۲)

اور آج کل قرآن و فقہ کی تعلیم اور امامت اور اذان پر اجرت لینے دینے کے جواز پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل بوضاحت ثابت ہوگئے۔

(۱) متقدمین حنفیہ طاعات پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متاخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر بیت المال کے عطیات موقوف ہوگئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہوگئیں اور امور دین میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہوگئی پس ایسی حالت میں عدم جواز اجرت کا حکم دینے سے دین اور شعائر مذہب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا جیسے کہ متاخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے زوجہ مفقود کے بارے میں امام مالک کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متاخرین حنفیہ کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورت شرعیہ پر مبنی تھا پس جن ضرورتوں میں یہ ضرورت متحقق ہوگی وہیں یہ حکم ہوگا اور جہاں یہ ضرورت نہ ہوگی وہاں یہ حکم جاری نہ ہوگا چنانچہ علامہ شامی نے رد المحتار (۳) میں تصریح کر دی ہے کہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل بغرض ایصال ثواب پر اجرت لینا دینا اب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں کوئی ضرورت نہیں اور ان کے چھوڑنے سے دین اور شعائر مذہب کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح وعظ کی اجرت اس صورت سے کہ وعظ

---

(۱) کتاب الاجارۃ باب الاجرۃ الفاسدۃ ۲ / ۱۵۴ ط ادارہ القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۶/ ۵۵ ط سعید

(۳) کتاب الاجارۃ مطلب تحریر مھم فی عدم جواز اخذ الاجرۃ علی التلاوۃ الخ ۶/ ۵۶ ط سعید

کہنے کی نوکری کر لی جائے جائز ہے۔ لیکن متفرق طور پر واعظ جو وعظ کہتے ہیں ان کی اجرت لینا جائز نہیں اور عدم جواز کی وجہ ایک امر عارضی خارجی ہے۔ جو اکثری طور پر ان متفرق وعظوں کو لاحق ہے وہ یہ کہ اجرت کے خیال سے واعظ کتمان حق کر جاتا ہے یعنی اگر اجرت دینے والے کے اندر کوئی خلاف شرع امر پایا جاتا ہو تو واعظ اس کا رد نہیں کرتا کہ مبادا اجرت ملنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے کیونکہ ایسے متفرق وعظوں کی اجرت اکثری طور پر شخصیت سے متعلق ہوتی ہے یا سامعین سے ہی وصول اجرت کی امید ہوتی ہے اور نوکری کی صورت میں اکثری طور پر یہ عارض نہیں پایا جاتا۔ اور اگر کسی ملازمت میں بھی کتمان حق کی نوبت آئے تو وہ بھی ناجائز ہو گی۔

(۴) تعلیم قرآن مجید۔ تدریس حدیث وفقہ۔ اذان وامامت کی مذکورہ بالا عبارتوں میں تصریح موجود ہے پس ان چیزوں کی اجرت جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ الراجی رحمة مولاہ محمد کفایت اللہ عفا عنه ما جناہ المدرس فی المدرسة الامینیة الواقعة بدهلی - ۲۰ شعبان ۱۳۳۴ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ معلم دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح۔ خلیل احمد عفی عنہ
الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

فصل دوم - آداب تعلیم

عیدگاہ میں بچوں کو دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟

(سوال) شہر بھاگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگی تالاب سے متصل پورب کی طرف ایک قدیم عیدگاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اتر دکھن اور پورب کی جانب بقدر چار دیواری سے اس کا محاصرہ کر دیا گیا ہے جماعت اس میں شریک ہوتی ہے پنجگانہ کی جماعت ہوتی ہے سوائے عیدین۔ اس کے پچھم جانب بڑا تالاب ہے اور اتر اور دکھن جانب میدان کربلا ہے صرف پورب جانب دو تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی ابتدائی درسی کتابوں اور قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو

---

(۱) [illegible] واللہ اعلم - ۱۲ اشرف علی (تھانوی)

دی جاتی ہے وہ بھی بے ضابطہ اور منتظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہنے تو کوئی قباحت نہیں اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں اس کے متعلق آپ شریعت کا حکم بتائیں۔ المستفتی نمبر ۷۴۴ سید احسن علی

(بھاگلپور) ۲ محرم ۱۳۵۴ھ م ۷ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) عیدگاہ کا حکم مسجد کے احکام سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتی الامکان مسجد یا عیدگاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پاکی ناپاکی اور احترام مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا عیدگاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عیدگاہ کے احترام و صفائی کا لحاظ رکھے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شریعت میں عاق کر دینے کا اختیار کسی کو نہیں!

(از الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) استاد شاگرد کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عاق کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۲) عاق کر دینے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے جو شخص استاد کا نافرمان اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرے یعنی عاق کرنے کا اعلان کرے یا نہ کرے اور جو فی الحقیقت نافرمان نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان بھی کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب
تعلیم زنان

(۱) اسلام میں خواتین کی تعلیم
(۲) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے اور مشتہاۃ کب ہوتی ہے؟

---

(۱) و من المعلم الذی یعلم الصبیان اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورۃ الحر او غیرہ لا یکرہ (عالمگیریۃ فصل کرہ غلق باب المسجد ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) فمن تأذی منہ استاذہ یحرم برکۃ العلم الا قلیلا (تعلیم المتعلم و طریق العلم مترجم فصل فی تعظیم العلم واھلہ ص ۵۷ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۳) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق
(٤) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل
(۵) قرآن وحدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں ؟
(٦) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے
(۷) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے ؟

(سوال) استفتائے وزارت جلیلہ معارف (افغانستان) از جمعیۃ علمائے ہند دہلی نمبر ۱۰۵۴ مورخہ ۲۴ برج سنبلہ۔

معلوم فقاہت ودرایت حضرات علمائے محققین است کہ دریں روزہا از خلافت ودار الفتوے اسلامی

(ترجمہ) یہ فتویٰ حکومت افغانستان کی وزارت معارف کی طرف سے جمعیۃ علمائے ہند سے طلب کیا۔ متنازع فیہ افادہ مصالح و حوائج طبقہ اہل اسلام در بہ مملکت بنا بر سبب فوق مشتت گردیدہ رجحان حکم نسبت باختلاف آرائے مجتہدین سابق والاحق در مسائل متفرقہ متزلزل ماندہ مجالہ قیصد احتیاجات نفسی و عقلی بدون استفتاہائے متفرق و منفرد امکان تلفیق نمی یابد خاصۃ مسائل اجتماعیہ امت محمدیہ ﷺ کہ عمدہ آں دریں عصر بصدہا بالغ می شود۔

ازاں جملہ امروز با مسئلہ تحصیل مستورات بنا بر آرائے عدہ ایں و سکتہ انجی میدہد حال آنکہ بیشتر علمائے ہند ایران ترکستان کافکاس ترک عربستان وافریقا جواز و لزوم آں بدعت حسنہ (عموما مدرسہ وخصوصا مدرسہ اناثیہ) را تقویت فرمودہ اند۔

اما علمائے افغانستان دلائل نصی واصولی سائر قطعات اسلامی راطلب می نمایند۔

اینست کہ وزارت جلیلہ معارف دولت متبوعہ ما استفتائے مسئلہ فوق را از مقام رفیع استدلال افتائے شما استفسار می کند کہ "آیا مجتمع در مدارس تحصیل اناث استحسان شرعی دارد یا نہ؟ کیفیت اجراء آں چگونہ باید کرد"؟

ایں قدر را خاطر نشان خدمت شما شدن لازم میدارد کہ در فتوائے فوق جہت ہائے ذیل در نظر گرفتہ می شود۔

(۱) سن بلوغ یعنی ابتدائے مکلفیت صنف اناث اصغری چیست ؟ و اعظمی کدام ؟ بشرط تب و نمو نسل واصول معیشت) مشتہاۃ چہ درجہ دارد ؟ ستر مشتہاۃ تا چہ اندازہ است ؟

(۲) حقوق ووظائف تربیوی آنہا پیش از بلوغ چیست ؟ وبعد از بلوغ تا چہ اندازہ است ؟ یعنی جہ واختیار آنہا را نقل (شرع) چہ حدود گزاشتہ ؟

(۳) رکن وشرط ستر حقیقی چیست ؟ یعنی استتار عورت آنہا ؟ پیش از سن تکلیف بعد از تکلیف یعنی قبل از

تاہل و بعد ازاں برائے اجنبی و محرم چہ فرق دارد چنانچہ ستر احتیاطی یعنی شعار عصمت برائے آنہا چہ شرائط اجتماعی و دینی دارد؟

۴) سوم مفروضہ واستحسانیہ کہ از آیت کریمہ واحادیث صحیحہ مستنبط میگردد کدام بابست یعنی درجہ تحصیل آنہا از شریعت اسلامیہ تا کجا لزوم و جوازی دہد؟

۵) ممنوعیت اجتماع نسواں نظر بدلائل اربعہ تا کدام حدست و در کدام مقامہاست؟

۶) حقوق و وظائف نسواں محترم تنہا بقواعد اجتماعی و مدنی علاوہ بر حقوق شرعی نسبت بحالت امروزہ ما مسلمانان چہ باید شد؟ از علوم و صنائع نظر باحتیاج تمدنی کدام باب در چہ لزوم دارد؟

۷) مسائل فوق عموماً در مذاہب اہل سنت و خصوصاً در مذہب امام ابو حنیفہ سنجیدہ شود چیست؟ و تلفیق نہا بچہ ذریعہ ممکن می شود؟

الصد - مسئلہ فوق یکے از مسائل اجتماعی و اخلاقی است کہ حل و فصل او از الزدین و مذہب استنباط کردہ اہل تحقیق باید اثبات نمودہ علاوہ ایں و دیگر بسیار مسائل مختلف فیہ کہ از امور مہمہ اہل اسلام است تا شکل و تمرکز مقام خلافت و مشیخت اسلامیہ روزبروز استفتار می نمایند - بریں وجہ پے در پے مسائل مذکورہ بجمع علمائے امت اگر ممکن باشد استدعائے فیصلہ دارند -

حاشیہ) تائید فتوائے مذکور بواسطہ تاریخ اسلام نیز کردہ شود جائے امتنان است - فیض محمد وزیر معارف

حقیقت شناس علمائے حق پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانہ کوئی ایک اسلامی و شرعی مرکز نہ ہونے کی وجہ سے ہر ملک کے مسلمانوں کے دینی و شرعی ضروریات اور احکام مختلف فیہ ہوگئے ہیں اور فروعی مسائل میں متقدمین و متاخرین کے اختلاف رائے کی وجہ سے کسی قطعی فیصلے پر جلد پہنچنا دشوار ہوگیا ہے۔

خاص کردہ فقہی و منطقی مسائل جو اس زمانے میں اجتماعی طور پر امت محمدیہ کو پیش آرہے ہیں ان پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ متعدد مقامات سے استفتا طلب نہ کئے جائیں۔

ان سینکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ تعلیم نسواں کا ہے جو مقامی علماء کی رائے کی بناء پر معرض التواء میں ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان ایران ترکستان قفقاز ترکی عرب و افریقہ کے تمام علماء مسلمانوں میں اور خاص کر زنانہ اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم کو جائز اور ضروری (بدعت نہ) قرار دیتے ہیں۔

لیکن علمائے افغانستان تمام دنیائے اسلام کے علماء سے اسکے جواز و استحسان کے لئے واضح اور قوی دلائل طلب کرتے ہیں۔

اس بناء پر ہماری واجب الاطاعت حکومت کی وزارت معارف کی طرف سے مذکورہ بالا مسئلے میں آپ کا مدلل فتوے مطلوب ہے کہ آیا اجتماعی طور پر اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو تعلیم دینا شرعاً مستحسن ہے یا نہیں؟ اور اس کو جاری کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

رہنمایان دین و اتقیائے امت کی تحقیق اور رائے ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) لڑکیوں کی عمر بلوغ عموماً کیا ہوا کرتی ہے اور حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کیا ہے؟ مشتہاۃ کب ہوتی ہے اور مشتہاۃ کا ستر کس قدر ہے؟

(۲) لڑکیوں کی تربیت کے حقوق والدین پر قبل بلوغ کیا کیا ہیں؟ اور بعد بلوغ کس قدر ہیں؟ نیز لڑکیوں کو شریعت نے کس عمر میں خود مختار قرار دیا ہے اور کس عمر تک باپ کی ولایت میں رکھا ہے؟

(۳) ستر عورت کی تفصیل کیا ہے؟ مکلف ہونے سے پہلے اور بعد نکاح سے پہلے اور بعد اجانب سے اور محارم سے کتنا ستر ہے اور کیا کیا فرق ہے اسی طرح پردے کی کیا کیا حدود شرائط شریعت نے اور اسلامی معاشرے نے مقرر کئے ہیں؟

(۴) وہ فرض اور مستحب علوم جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ شریعت نے ان کے حصول کے لئے عمر کی حد مقرر کی ہے یا درجات مقرر کئے ہیں؟

(۵) عمر اور حد کے مختلف ہونے کے لحاظ سے عورتوں کا اجتماع کس حد تک ممنوع ہے اور کن مقامات میں؟

(۶) عورتوں کے حقوق شرعی کے علاوہ وہ کون سے اجتماعی و شہری حقوق عصر حاضر کے تقاضوں کے متعلق دیئے جانے چاہئیں اور موجودہ دور کے تمدن کی ضروریات کے پیش نظر کون کون سے علوم و فنون درجہ بدرجہ ضروری ہیں؟

(۷) مذکورہ بالا مسائل میں تمام اہل سنت کے مذاہب اور خصوصاً مذہب حنفیہ کے متعلق حکم دیا جائے اور قابل عمل بنانے کا سہل طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

غرض یہ کہ مذکورہ بالا مسئلہ اخلاقی و اجتماعی مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ ہے اس کا فیصلہ دین و شریعت سے مضبوط دلائل کے ساتھ ہونا چاہئے ہمارے متعلق علماء اسلام کے اور بھی بہت سے اہم ترین اور مختلف فیہ مسائل میں آپ سے استصواب کرنا چاہتے ہیں مثلاً خلافت اور اسلامی مرکزیت کی تشکیل اور مقام خلافت کی تعیین اور اسی قسم کے اور بہت سے پیچیدہ مسائل بشرط امکان تمام علمائے امت سے اجماع کے ساتھ حل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

(نوٹ) فتویٰ ہذا کی تائید میں اگر اسلامی تاریخ سے بھی چند شواہد پیش کئے جائیں تو موجب ممنونیت ہوگا

(جواب ۲۳) باسمہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عم نوالہ نے انسان کو علم وحکمت کے زیور سے آراستہ ہونے والے تکریم کا منشور ولقد کرمنا بنی آدم (۱) سے سرفراز فرمایا و صدر انسانی کو مستودع امانات ربانیہ و مستقر ودیعات رحمانیہ گردانید و بہ پیرایہ توضیحات علوم لدنیہ منور ساخت و امت محمدیہ

(۱) بنی اسرائیل : ۷۰

راقم صاحبها افضل الصلوٰۃ والتحیۃ بخطاب "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس"(۱) سربلند بخشیدہ وعلماء ایشاں را میراث انبیاء ومرسلین بہرہ ور فرمودہ شریعت اسلامیہ را برائے ایشاں مکمل و مختتم نازل فرمودہ بمژدۂ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی"(۲) مستفید فرمودہ خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ از ما مفارقت نہ ورزید تا آنکہ شریعت مقدسہ اسلامیہ درجہ شریعت بیضاء لیلہا و نہارہا سواء گرفتہ- بابے از ابواب معاش ومعاد نگزاشتہ کہ توضیح احکام او نفرمودہ و نوعے از انواع نفسیت و اجتماعیت نماندہ کہ کشف حقائق آں نہ نمودہ-

تکمیل تعلیم اسلامی برائے نجات اسلامیاں کفیل و منار ارشاد نبوی برائے ہدایت ایشاں خیر دلیل است استفسار ائمہ و مجتہدین از تفصیلات احکام مملوّ و مشحون واز تلفیق اخیار مصون ومامون-

اقوام غیر اسلامیہ از تعلیم و تہذیب اسلامی خوشہ چیں وحامیان تہذیب نوع انسانی بکہف ہدایت اسلامیاں پناہ گزین اسلام تہذیبے دارد کہ ہر دور اعصار ودہور مبدل نہ شدہ ونخواہد شد و تازگی و نضارت آں ہموم و حوادث پژمردن نہ پذیرفت ونخواہد پذیرفت مکون الاکوان ومقدر المقادیر جامہ تہذیب کہ بقد اسلامیاں راست فرمودہ حقا کہ ہیچ خرق دراں راہ یافتن نمی تواند-

طبقات انام کہ باجتماعیت تمام ارکان حقیقت واحدہ دارند ہر یکے را از ایشاں مرتبہ مقرر ومر زن راحقے مقدر وجائے معین ہست اگرچہ در حیثیت شرف دارند اما ہر یک بخصوصیتے ممتاز اند-

تنہا است کہ مرداں را شاید و نہ بایست کہ زناں را نیز نبود در اجتماعیت مرداں را حدیست مقرر و زناں را مقریست محدود ہر یکے را از محل و مقر خویش اعتدا نباید و دریں سخن شکے و شبہے نشاید-

مسئلہ تعلیم زناں کہ امروز محل اختلاف است دو مرتبہ دارد مرتبہ اولی تحصیل علم فی حد ذاتہ و مرتبہ ثانیہ صورت وتشکیل تحصیل

مسئلہ اولی اختلاف را نشاید کہ از بدیہیات اسلام است خطابات افتراض تحصیل علوم و اوامر تفکر و تدبر در آیات انفس و آفاق مخصوص بذکور نیست و ضرورت تنور بنور علم اختصاصے بمرداں و اقتصارے بصنفے ندارد چہ علم از لوازم حیات نفس انسانی ہست-

---

(۱) آل عمران: ۱۱۰

(۲) المائدۃ: ۳

(۳) (ان الله كلف كلا من الرجال والنساء عملا فما كان خاصا بالرجال لهم نصيب من اجره لا يشاركهم فيه النساء، وما كان خاصا بالنساء لهن نصيب من اجره لا يشاركهن فيه الرجال وليس لاحد منهما ان يتمنى ما هو مختص بالآخر وقد ورد ان الله يخص النساء بعمل البيوت والرجال بالاعمال الشاقة التي في خارجها ليتقن كل منهم عمله ويقوم بما يجب عليه مع الاخلاص، تفسير المراغي النساء: ۳۲ ۵/ ۲۳ ط مصر)

(۴) (ومنه ما قيل ان حكم المسلمات في ذلك لانه ذكر جمع التذكير واجيب بان هذا من باب التغليب فان المسلمات يدخلن فيه كما في سائر النصوص والمخاطبات، عمدة القاري باب من سلم المسلمون من لسانه ويده ۱/ ۱۳۳ ط منيريه بيروت)

انسان مرد باشد یا زن که بہرہ از علم ندارد در حقیقت از حیات انسانیہ حظے ندارد و ازینجا است کہ حق تعالیٰ شانہ عالم را حی و جاہل را میت خواندہ حیث قال وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (۱) رسول کریم

ﷺ فرمود طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة (۲) (اگر زیادت لفظ مسلمہ کہ در اکثر طرق نیست بصحت نرسد ثبوت حکم خلل نپذیرد - زیرا کہ عموم خطابات شرعیہ ذکور واناث را شامل است پس لفظ مسلم بمعنی صاحب اسلام است مرد باشد یا زن چنانکہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (۳) و دیگر نصوص مر دان خصوصیت ندارد - واللہ اعلم محمد کفایت اللہ)

صحابیات کبار برائے تحصیل علم اعتنائے بلیغ فرمودہ و صالحات سلف بتعلم علوم اہتمامے عظیم نمودہ -

زنان پاک طینت برائے اکتساب فوائد علمیہ در ذات اقدس رسالت پناہ راہ منافست اختیار نمودند و گفتند کہ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک (۴)

و مربی اعظم سوال ایشان را درجہ اجابت عطا فرمودہ مکان یک صحابیہ تشریف ارزانی داشتند و زنان مجتمعہ را درس و تعلیم فرمودند (۵)

در خطبہ عید مردان را خطبہ دادہ گمان بردند کہ شاید زنان از سماع خطبہ محروم ماندند پس خود بہ نفس نفیس نزد جماعت زنان رفتند و ایشان را خطبہ دادند (۶)

پس افتراض تحصیل علوم ضروریہ و استحباب اکتساب علوم مستحبہ و اباحت اخذ علوم مباحہ برائے زنان محل تردد نیست و دلیلے فرق میان مردان و زنان دریں باب در شریعت مقدسہ وجود ندارد (۷)

(۱) الفاطر: ۲۲

(۲) سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ص ۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی و فی المرقاة ای و مسلمة کما فی روایة (کتاب العلم الفصل الثانی ۱/ ۲۸۴ ط امدادیہ ملتان)

(۳) بخاری باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۱/ ۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) عن ابی سعید الخدری قال قال النساء للنبی ﷺ فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدهن یوما لقیهن فیه فوعظهن و امرهن (الحدیث) (صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم ۱/ ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (۵) ووقع فی روایة سهل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة نحو هذه القصة فقال موعدکن بیت فلانة فاتاهن فحدثهن (فتح الباری شرح صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوما علی حدة ۱/ ۱۷۵ ط مکتبہ مصطفی مصر)

(۶) قال عطاء اشهد علی ابن عباس ان رسول الله ﷺ خرج و معه بلال فظن انه لم یسمع النساء فوعظهن و امرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقی القرط والخاتم و بلال یاخذ (صحیح البخاری باب عظة الامام النساء و تعلیمهن ۱/ ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) واعلم ان تعلم العلم قد یکون فرض عین وهو بقدر ما یحتاج لدینه و فرض کفایة وهو ما زاد علیه لنفع غیره و مندوبا وهو التبحر فی الفقه (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیة قال العلامی فی فصوله من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیه العبد فی اقامة دینه و اخلاص عمله لله تعالیٰ و معاشرة عباده و فرض علی کل مکلف و مکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة علم الوضوء والغسل (قوله فرض کفایة) واما فرض الکفایة من العلم فهو کل علم لا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب والنحو الخ (رد المحتار مطلب فی فرض الکفایة و فرض العین ۱/ ۴۲ ط سعید)

اما مسئلۂ ثانیہ کہ بصورت تحصیل و تعلیم آں تعلق دارد پس بیان آں تمہید مقدمہ را می خواہد۔ آں مقدمہ ایں کہ حق تعالیٰ شانہ انسان را انواع گوناگوں و مقتضیات بوقلموں آفرید۔

اکل و شرب و ازدواج وغیرہ از ضروریات طبیعیہ انسان است۔ اما برائے ہر یکے حدود و ضوابط معینہ ہست کہ نمی رسد کہ وقت جوع مال غیر یا چیزے حرام را بخورد۔

و نمی رسد کہ وقت تشنگی آب نجس و حرام نوشد و نمی رسد کہ جز زنان مباحہ را اقتران نماید۔

چنانکہ برائے تحصیل ماکل و مشارب وجوہ معینہ ہست ہمچنیں برائے تحصیل ازواج طرق محدودہ است۔ و چنانکہ اعتداء از حدود تحصیل غذا و شرب و لباس بجرائم ظلم و عدوان و غصب و سرقہ و رشوت وغیرہ می رساند و مغضوب خالق می سازد ہمچنیں اعتداء از حدود و مخالفت شرائط بزنا و نظر محرم و قبلۂ محرم می برد و ممقوت منتقم حقیقی می کند۔

ہر گاہ کہ فتنہ اعتدائے حدود مخالطت خیلے عظیم و فساد او فساد ہائل بود شریعت مطہرہ اسلامیہ دریں باب خیلے احتیاط مرعی داشت و مردان و زنان را بہ تجنب از دواعی فساد تاکید اکید امر فرمود۔ رب العزت بجناب رسالت پناہ خطاب فرمودہ گفت **قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا فروجهم** و گفت **و قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن او آباء هن (الآية)** (۱)

حضرت رسالت پناہ ﷺ زنان را از حضور مجالس رجال و اختلاط ایشاں باز داشت تا آنکہ نماز زنے را اندرون خانہ از نمازش بدالان و نمازش را بدالان از نمازش بصحن و نمازش را بصحن دار از نمازش مسجد محلہ و نمازش را مسجد محلہ از نمازش مسجد جامع افضل و بہتر فرمود (۲) و زنان را از اتباع جنائز منع فرمود (۳) بلکہ مطلقاً خروج زنان از بیوت بغیر ضرورت مستحسن نشمردہ و فرمود **المرأة عورة وانها اذا**

---

(۱) النور: ۳۰-۳۱

(۲) عن ام حميد الساعدية انها جاءت الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي و صلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك وصلوتك في حجرتك خير لك من صلوتك في دارك وصلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك وصلوتك في مسجد قومك خير لك من صلوتك في مسجد الجماعة (فتح الباري شرح صحيح البخاري باب خروج النساء الى المساجد بالليل بالغلس ۲/ ۲۹۰ ط مصر)

(۳) عن ام عطية قالت نهينا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا (صحيح البخاري باب اتباع النساء الجنائز ۱/ ۱۷۰ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(٤) قال الله تعالى: وقرن في بيوتكن، لانه عن القرطبي في تفسيره معنى هذه الآية الامر بلزوم البيت وان كان الخطاب لنساء النبي ﷺ فقد دخل غيرهن فيه بالمعنى هذا لو لم يرد دليل يعم جميع النساء، كيف والشريعة طافحة بلزوم النساء بيوتهن والانكفاف عن الخروج منها الا لضرورة (الاحزاب: ۳۳، ۱۱۷ دار الكتب العربية بيروت لبنان)

خرجت استشرفها الشیطان وانها اقرب ما تکون الی الله وهی فی قعر بیتها (رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون) (۱) وعنه (۲) ما من امراة تخرج فی شهرة من الطیب فینظر الرجال الیها الا لم یزل فی سخط الله حتی ترجع الی بیتها (مجمع الزوائد عن الطبرانی) (۲)

ازیں تمام نصوص شرعیه واضح شد که شریعت مقدسه مطهره برائے زنان حدے قائم نداشته که برائے مردان مباح است و از سد باب مفاسد و از اقتداء از حدود اتقان [illegible] اهتمام تام فرمود۔

و در بیت که مسلمانان به دولت اتباع اوامر الٰهیه و تعمیل ارشادات نبویه در معاشرت امم معاشرتے دارند که از همه فسادات مبراء از جمیع فواحش منزه است۔

پرده متعارف اسلامیاں شعبه از شعب همیں معاشره و تهذیب است۔ مفاسد بے پردگی در قوم غیر مسلم ایشیا و یورپ و افریقه و امریکه مشاهده می رود و در شرفائے اہل اسلام اثرے ازاں یافته نمی شود۔ اسلامیاں را فی مفره که بر تمام اقوام عالم در خصوص ایں امر ناز ند و تبجیل فخر نموده زنند امروز به مفاسد طلاق زنان در ممالک یورپ بر همه عالم هویدا است۔

دریں زمان پر فتن بر ذمه و من و سلاطین اسلام متحتم است که مراقبه احوال مسلمین کنند و ایشاں را از حضیض تنزل باوج ترقی برسانند۔

ضروریات زمانه حاضره به تعلیم و اشاعت علوم در جماعت زنان احتیاج شدید پیدا کرده اهم ترین فوائد از تعلیم زناں حاصل و سبب جهالت ایشاں فوت می شود لیکن شک نیست که حفاظت حدود الٰهیه و صیانت شعائر اسلامیه و ترویج سنت نبویه و ابقائے قوانین متعارفه قومیه نسبت به همه وظائف اقدم و اهم است۔ چه سلاطین اسلام مقتضائے السلطان ظل الله فی الارض (۳) مظاهر حضرت احدیت و نائبین رسالت اند و ظل شے را بید که از ذی ظل متفاوت نباشد۔

نیز دریں زمانه که سلاطین اسلام او لاد به لذات اهیائے سنت و سلوک مسالک تهذیب اسلامی و رعایت آداب معاشرت سلف صالحین بر زمه دارند و صحبت راشده اخلاق نمایند که ایشاں عادات و اطوار زنان یورپ آموخته از معاشرت اسلامیه و تهذیب سالف مطلق آزاد شوند و عواقب وخیمه طلاق و آزادی بایشاں رسد۔

اگر اسلامیاں از قوانین و شعائر اسلامیه بے نیاز شده ترقی کردند (اگر تسلیم کرده شود که ایں چنیں

---

(۱) کتاب الادب باب خروج النساء ۲ / ۵۷۰ ط بیروت

(۲) حواله بالا

(۳) عن ابن عمر ان النبی ﷺ قال السلطان ظل الله فی الارض (الحدیث) (مشکوة المصابیح کتاب الامارة والقضاء ۲ / ۳۱۹ ط سعید)

ترقی ترقی نیست) ترقی اسلام و اقوام مسلمہ نباشد - واللہ لن یصلح آخر هذه الامة الا بما افلح به اولها - (۱) نظر بر امور فوق جواب استفتاء این کہ

افتتاح و اجرائے مدارس خاصہ برائے زنان و اجتماع جمعیت برائے تعلیم و تعلیم فنون [illegible] تعلیم و تربیت زنان ہمہ امور مشروع و مستحسن و [illegible] شرعی دارد چہ اصل این امر تعلیم است و از عہد نبوت و رسالت ﷺ فی الجملہ [illegible] زنان بہ تعلیم مجمع و جماعت مروج شدہ و ازین است کہ امام بخاری [illegible] باب ترجمہ نمودہ هل يجعل للنساء يوما على حدة و اثبات نمودہ کہ [illegible] اجتماع زنان در مکانے برائے تعلیم [illegible] تجربہ شاہد است کہ در تعلیم اجتماعی [illegible] در انفرادی حاصل نمی گردد -

اجرائے مدارس زنان بصورت شخصیہ [illegible] مدارس صبیان بصورت شخصیہ [illegible] بتعلیم و تعلم شاغل اند - (۲)

تعلیم [illegible] شرعیہ [illegible] تعلیم علوم [illegible] وغیرہ [illegible] مستحب و تعلیم فنون مباحہ مباح است - (۵)

وظیفہ [illegible] مسلمین [illegible] و مدارس [illegible] وظیفہ [illegible]

---

(۱) کتاب الاعتصام للشاطبی ۲/ ۲۱۵ ط بیروت [illegible] ۱/ ۲۰۸ ط دار المعارف کراچی

(۲) عن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل علي النبي ﷺ وانا عند حفصة فقال لي الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة [illegible] (سنن ابي داؤد ۲/ ۱۸۶ ط سعيد) [illegible] بذل المجهود في حل سنن ابي داؤد ۵/ ۸ ط معهد الخليل الاسلامي، كراچي)

(۳) عن ابي سعيد الخدري قال قال النساء للنبي ﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يوما من نفسك فوعدهن يوما لقيهن فيه فوعظهن وامرهن (صحيح البخاري، باب هل يجعل للنساء يوما على حدة ۱/ ۲۰ ط قديمي كتب خانه، كراچي)

(۴) وفي المرقاة لملا علي القاري [illegible] الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة كتعلم النحو [illegible] ومندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد في الصدر الاول (باب الاعتصام بالكتاب والسنة" الفصل الاول ۱/ ۲۱٦ ط امدادیه، ملتان)

(۵) واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع غيره ومندوبا وهو التبحر في الفقه وعلم القلب [illegible] قال العلائي في فصوله من فرائض الاسلام تعلمه ما يحتاج اليه العبد في اقامة دينه واخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية [illegible] وفرض كفاية فهو كل علم لا يستغنى عنه في قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو [illegible] فرض الكفاية وفرض العين ۱/ ۴۲ ط سعيد)

بامتثال اوامر ظل الله تقدم نمایند اگر به وظیفه بجائے خود بکمال امید خیلے فوائد مهمه و عوائد فاضله بقوم و ملک خواهد رسید انشاء الله تعالیٰ۔

کیفیت اجرائے آں به نتیجه سلطان الاسلام والمسلمین ظل الله فی الارضین مشوره اساطین علم و حامیان تهذیب اسلامی و محافظین شعائر اسلامیه و قومیه بنظر خصوص احوال افغانستان مناسب بیند بکند (۱)

جمله امر ایں که مدارس صبیات مخصوص به صبیات باشد واجتماع و حضور و آمد و رفت ایشاں بمدارس بطورے منضبط کرده شود که احتمال تطرق فساد باقی نماند۔(۲)

نساء صالحات را خدمت تعلیم و تهذیب تفویض کرده شود اگر زنان معتمد میسر نه آید بانتظار رجال صالحین معتمد علیهم را معین نمایند و مراقبه احوال ایشاں لازم دانند۔(۳)

(۱) ابتدائے سن بلوغ نه سال وانتهائش پانزده سال است یعنی امکان دارد که صبیه نه ساله بالغه و مکلفه شود... و باختلاف قوت و استعداد و صلاحیت جسمانیه و تنوع آب و هوا و خصوصیات نسلیه و قومیه سن بلوغ و تکلیف مختلف می شود ارباب بصیرت در به مقام تعیین سال می توانند کرد۔

درجه مشتهاة نیز باختلاف مقام و احوال متفاوت می شود ممکن که صبیه هشت ساله یا هفت ساله مشتهاة گردد و ممکن که تا یازده دوازده سال حد مشتهاة نرسد۔

حکم ستر صبیات آنکه عمر ده سالگی ستر واجب می شود حد ستر صبیه ده ساله مثل حد ستر بالغه است در در مختار می آرد (۴) - صاحب رد المحتار می گوید ای عورته تکون بعد العشرة کعورة البالغين (۵) وصاحب رد المحتار در بیان درجه مشتهاة می آرد واختلفوا فی حد المشتهاة و صحح الزيلعي و غيره انه لا اعتبار بالسن من السبع على ما قيل او التسع وانما المعتبر ان تصلح للجماع بان تكون عبلة ضخمة والعبلة المرأة التامة الخلق (٦)

(۲) وظائف تربیت اولاد بذمه پدر متعلق بغذا و لباس و تهذیب و تعلیم بر درجات متفاوته منقسم

---

(۱) يجب على الامام ان يشاور اهل الحل والعقد في مهمات الامور التي لا نص فيها (تكملة فتح الملهم كتاب الامارة ۳/ ۲۷۵ ط مكتبه دار العلوم كراچی)

(۲) وإذا كان الشرع اذن للمرأة ان تتعلم ما ينفعها في امر دينها و دنياها فيجب ان يكون هذا التعليم بمعزل من الذكور ديني عنهم حتى يسلم لهن عرضهن و شرفهن الخ (تربية الاولاد في الاسلام مسئولية الواجب التعليمي ۱/ ۲۷٦ ط دار الاسلام قاهره بيروت)

(۳) مرة متعلم من الاعمى ان تعلمت من المرأة احب (خلاصة الفتاوى القراءة خارج الصلوة ۱/ ۱۰۳ ط امجد اكيدمى لاهور)

(٤) وادنى مدته له اثنا عشرة سنة ولها تسع سنين هو المختار كما في احكام الصغار (تنوير الابصار و شرحه مع رد المحتار: فصل بلوغ الغلام ٦/ ۱۵٤ ط سعيد)

(۵) كتاب الصلاة مطلب في ستر العورة ۱/ ٤۰۸ ط سعيد

(٦) باب صفة الصلاة باب الامامة ۱/ ۵۷۳ ط سعيد

است تعلیم فرائض وواجبات شرعیہ فرض و تعلیم محاسن اخلاق و حسن معاشرت و فنون مدد معیشت و حرف وصنائع مستحب و مباح بقدر درجہ ہائے شرعیہ وطبعیہ ہست۔(۱)

پدر رائی رسد کہ او لاد را بر تعلم فرائض وواجبات مجبور کند و تادیب نماید۔

قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیها ابن عشرة (ترمذی)(۲) وقال النبی ﷺ لان یؤدب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی)(۳) وقال ﷺ مانحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی)(۴)

(۳) ستر زن در نماز شرط است سوائے وجہ و یدین و قدمین ہمہ جسم را شامل است(۵) و ستر عرفی کہ نظر بحفظ عصمت است وجہ و یدین و قدمین را نیز شامل است زیرا کہ نیابت فتنہ بکشف وجہ اغلب است(۶) و حکم دائر بعلت خود باشد۔ حجت حکم ستر عرفی قول باری عز اسمہ واذا سالتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب(۷) وقول نبی ﷺ افعمیاوان انتما(۸) ہست مگر فرق درمیان اجانب و محارم چیزے است معتد بہ چہ در محارم احتمال فساد منعدم و ضروریت معاشرۃ مقتضیہ تسامح موجود است(۹) و ہمچنیں درمیان صبیان صغیر السن(۱۰) وصبیات صغیرۃ السن کہ غایت بہ دہ سالگی باشد درمیان ذکور و اناث فرقے ہست کہ اشارتے بآں در فوق رفت اما قبل تاہل و بعد تاہل فرقے منظ

---

(۱) وفي القنية له اكراه طفله على تعلم قرآن و ادب و علم لفريضته على الوالدين (الدر المختار، باب التعزير ۴/۷۸ ط سعيد)

(۲) باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلوة ۱/۹۳ ط سعيد)

(۳) باب ماجاء في ادب الولد ۲/۱۶ ط سعيد

(۴) حواله بالا

(۵) بدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها كذا في المتون (عالمگيريه، الفصل الاول في الطهارة وستر العورة ۱/۵۸ ط ماجديه كوئٹه)

(۶) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة كمسه (تنوير الابصار وشرحه) قال المحقق في الشامية والمعنى تمنع من الكشف لخوف ان يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة لانه مع الكشف قد يقع النظر اليها بشهوة (كتاب الصلاة، مطلب في ستر العورة ۱/۴۰۶ ط سعيد)

(۷) الاحزاب : ۵۳

(۸) سنن ابي داؤد، باب قوله تعالى وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن ۲/۲۱۴ ط سعيد

(۹) وينظر الرجل من محرمه هي من لا يحل له نكاحها ابدا بنسب او سبب ولو بزنا الى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد ان امن شهوته (تنوير الابصار وشرحه مع رد المحتار، فصل في المس والنظر ۶/۳۶۷ ط سعيد)

(۱۰) قال الله تعالى ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن (الى قوله تعالى) او الطفل الذين لم يظهروا على عورات النساء (الآية) (النور: ۳۱)

(۱۱) وفي السراج لا عورة للصغير جدا ثم مادام لم يشته فقبل ودبر ثم تغلظ الى عشر سنين ثم كبالغ (الدر المختار) قال المحقق في الشامية واختلفوا في تقدير حد الشهوة فقيل سبع وقيل تسع (مطلب في ستر العورة ۱/۴۰۷ ط سعيد)

نیامدہ۔

(۴) علوم فرائض و واجبات اسلامیہ از عبادات و معاملات و معاشرات و اخلاقیات فرض، و علوم مستحبات مستحب، و علوم مباحات مباح۔ حسب تفصیل فقہ باید فہمید۔

(۵) اجتماع نسوان فی حد ذاتہ محظور نیست۔ اگر زنان در جائے مجتمع شوند و اجتماع را غرضے مفید و غایتے نافع باشد شرعاً ... ندارد۔ اما اختلاط زنان بہ رجال در مجامع نظر بہ تطرق فتن ممنوع است و ازیں است کہ زنان را از آمدن بمسجد و خروج از خانہائے خود بلا ضرورت شدیدہ باز داشتہ شدند و ترغیب نماز در خانہا ایشان را دادہ شد و نماز خانہ در حق ایشان از نماز مسجد محلہ بلکہ مسجد نبوی ہم افضل شمردہ شد۔

(۶) حقوق نسوان محترم تر بعد اجتماعیہ مدنی ہمیں قدر است کہ ایشان بعد ادائے حقوق دینیہ خاصہ ادائے حقوق اقارب و زوج و تربیت اولاد و تنظیم امور منزل شعار خود سازند و از اجانب احتراز و اجتناب ورزیدہ اگر گاہے از خدمت ... فرصت بہم رسد بدان مشغول باشند۔ و در مجالس و محافل بے باکانہ در آمدن و در مجامع لہو و لعب بے محابا شریک شدن و راہ اختلاط با جانب پیمودن نہ ... ثابت نسوان را ... بلکہ ... تہذیب اسلامی را ... ۔

(۷) ایں ہمہ واضح ... قرآن ... بر طبق اصول سادات حنفیہ بود۔ شواہد و نظائر ہر لائحہ در کتب مشائخ و اسفار مذہب موجود است واللہ اعلم۔

کتبہ ... محمد کفایت اللہ غفرلہ ربہ ... جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ

(یادداشت) فتوائے ... کتاب الحروف ... بیدا شت

---

(۱) واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع غيره ومندوبا وهو التبحر في الفقه وعلم القلب ... فرض على كل مكلف ... وفرض كفاية ... فرض الكفاية من العلم ... (رد المحتار، مقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين ۱ / ۴۲ ط سعيد)

(۲) عن ابي سعيد الخدري قال جاءت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ذهب الرجال بحديثك فاجعل لنا من نفسك يوما نأتيك فيه تعلمنا مما علمك الله فقال اجتمعن في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا فاجتمعن فاتاهن رسول الله ﷺ فعلمهن مما علمه الله (صحيح البخاري، باب تعليم النبي ﷺ امته من الرجال والنساء ۲ / ۱۰۸۷ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۳) عن ام حميد امرأة ابي حميد الساعدي انها جاءت الى النبي ﷺ فقالت يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي وصلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك وصلوتك في حجرتك خير من صلوتك في دارك وصلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك وصلوتك في مسجد قومك خير من صلوتك في مسجد الجماعة (فتح الباري، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس ۲ / ۲۹۰ ط مصر) (وفي رواية احمد في مسنده ۲۶۵۵۰ ۷ / ۵۱۴-۵۱۵ ط دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

(۴) فلا تخرج الا لحق لها او عليها او لزيارة ابويها كل جمعة مرة او المحارم كل سنة ولكونها قابلة وغاسلة لا فيما عدا ذلك (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في منع الزوجة نفسها لقبض المهر ۳ / ۱۴۳-۱۴۴ ط سعيد)

(ترجمہ) اس کے نام اور تعریف کے ساتھ پاک اور بلند ہے وہ بارگاہ منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطانہ جس نے انسان کو بیش بہا علم اور زیور حکمت سے آراستہ کر کے اس کی عظمت کے جھنڈے کو بفرمان " ولقد کرمنا بنی آدم " بلند کیا اور اولاد آدم کے سینوں کو امانت ربانی اور ودیعت رحمانی کا مستحق بنا کر خداداد علوم کی روشنی سے منور کیا اور امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ " کنتم خیر امة اخرجت للناس " سے سرفرازی بخشی اور اس امت کے علماء کو انبیاء علیہم السلام کی میراث سے بہرہ مند فرمایا اور ان سے اسلام کی تکمیل اور آخری شریعت نازل فرما کر " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی " کی مہر لگا دی خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے شریعت اسلامیہ ایک واضح روشن اور معتدل شریعت بن چکی تھی دنیا و آخرت کا کوئی ایسا باب نہیں چھوڑا جس کے متعلقہ احکام وضاحت کے ساتھ بیان نہ فرما دیے ہوں اور انفرادیت و اجتماعیت کا کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جس کی حقیقت کا انکشاف نہ کیا ہو دین کی تکمیل تعلیم مسلمانوں کی نجات کی کفیل اور ارشادات نبوی کا مینار ان کے لئے بہترین رہنما ہے ائمہ مجتہدین کی تصانیف مفصل احکام و مسائل سے معمور اور اغیار کی تکمیل سے دور ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم اقوام نے اسلام کی تعلیم و تہذیب سے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے اور حقیقت تمدن و تہذیب نے اسلام کی رہنمائی میں ترقی پائی ہے اسلام ایک ایسا مضبوط کلچر رکھتا ہے جو تغیرات زمانہ کے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا اور اس کی تازگی و رعنائی میں حوادث کی گرم ہواؤں سے کوئی پژمردگی پیدا نہیں ہو سکتی مومن کے قدم و قامت پر پروردگار عالم اور کارکنان قضا و قدر نے جو مخصوص تعلق لباس چست کیا ہے واللہ اس کو کبھی بوسیدگی و کہنگی لاحق نہ ہو سکے گی۔

مختلف انسانی طبقات جو اجتماعیت میں حقیقت واحدہ کے ارکان کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک رکن کا ایک خاص درجہ مقرر اور ہر ایک کا ایک موقف و مقام معین و مقدر ہے اگر مرد کو خاص امتیازات بخشے ہیں تو عورت کو بھی خاص خاص امتیازات عطا فرمائے ہیں۔

بعض کام مردوں کے مناسب ہیں اور بعض کام عورتوں کے لائق ہیں اجتماعی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لئے جدا جدا حدود مقرر ہیں لہذا ہر ایک کو اپنے اپنے مقام اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اور یہ ایک ناقابل تردید بات ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جو آج کل زیر بحث ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہیے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ان کو تعلیم دینے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

صورت اول میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ حصول علم اسلام کے فرائض میں سے ہے تحصیل علم کی فرضیت کا خطاب اور انفرادی و اجتماعی آیات قرآنیہ میں تدبر و تفکر کا حکم صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے علم کی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت صرف مردوں یا کسی ایک

صنف کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ علم حیات انسانی کے لوازم میں سے ہے۔

کوئی انسان مرد ہو یا عورت جو علم سے بہرہ مند نہیں ہے وہ حقیقۃً حیات انسانی سے محروم ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے عالم کو زندہ اور جاہل کو مردہ کہا ہے جیسا کہ فرمایا وما یستوی الاحیاء ولا الاموات اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے "طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة" لفظ مسلمہ جو کہ اکثر روایتوں میں نہیں ہے اگر تحقیقاً تسلیم نہ کیا جائے تب بھی ثبوت حکم میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ شریعت میں خطابات کا عموم ذکور وا ناث کو شامل ہوا کرتا ہے یہاں مسلم سے مراد صاحب اسلام ہے خواہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده اور اسی قسم کے دیگر نصوص صرف مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بڑی بڑی صحابیات نے تحصیل علم کے لئے سخت جدوجہد فرمائی ہے اور سلف میں سے بہت سی صالحات نے علم حاصل کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں ان پاک طینت مخدرات عصمت نے استفادہ علم کے لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے گلہ شکوے کئے اور کہا کہ ہمارے مقابلہ میں مردوں نے آپ کو گھیر لیا ہے پس آپ ہم کو بھی اپنا ایک دن عطا فرمائیے چنانچہ مربی اعظم ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی آپ ایک صحابیہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں بہت سی عورتوں کا اجتماع ہوا اور آپ نے ان کو احکام شریعت کی تعلیم دی۔

اسی طرح ایک عید کے موقعہ پر آپ نے عید کا خطبہ دیا اور پھر خیال ہوا کہ عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں لہذا آپ خود بہ نفس نفیس عورتوں کے اجتماع کے قریب تشریف لے گئے اور دوبارہ خطبہ دیا۔

پس علوم ضروریہ کی تحصیل کی فرضیت اور علوم مستحبہ کے حصول کا استحباب اور مباح علوم کے اکتساب کی اباحت عورتوں کے لئے محل تردد نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عورتوں مردوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دینے کی صورت اور طریقہ کیا ہونا چاہیے پس اس پر بحث کرنے سے پہلے تمہید ذیل پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو انواع واقسام کی احتیاجات وخواہشات کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً کھانا پینا اور ازدواج وغیرہ انسان کی فطری ضرورتیں ہیں لیکن ہر ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ حدود اور ضابطے مقرر ہیں کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بھوک کے وقت غیر کا مال یا کوئی حرام چیز کھالے یا پیاس کے وقت ناپاک یا حرام مشروب پی لے اور جائز نہیں کہ جائز و حلال عورت کے سوا کسی عورت سے حظ نفس حاصل کرے۔

جس طرح معاش حاصل کرنے کے لئے جائز طریقے مقرر ہیں اسی طرح زوجہ حاصل کرنے کے لئے بھی خاص حدود ہیں اور جس طرح کہ تحصیل رزق ولباس کے مقررہ طریقوں سے تجاوز کرنا جرائم و ظلم عدوان وغصب سرقہ ورشوت کی طرف کھینچ لاتا ہے اور خالق کا غضب کا سبب بنتا ہے اسی طرح

صنفی تعلقات کے حدود سے تجاوز کر کے بدکاری، بدنگاہی اور ناجائز اختلاط کی طرف لے جاتا ہے اور منتقم حقیقی کے عتاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

یہ ناجائز اختلاط کا فتنہ چونکہ عظیم الشان فتنہ ہے اور اس کے نتائج بہت تباہ کن ہوتے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط مد نظر رکھی ہے اور مردوں اور عورتوں دونوں کی نگاہیں نیچی رکھنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خطاب فرماتا ہے۔ "وقل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم" اور فرمایا "وقل للمومنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن او آبائهن"

اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے عورتوں و مردوں کے اجتماعات میں شریک ہونے سے منع فرمایا ہے یہاں تک فرمایا کہ عورت کا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان کی نماز صحن کی نماز سے اور گھر کے صحن کی نماز مسجد محلہ کی نماز سے اور مسجد محلہ کی نماز مسجد جامع کی نماز سے بہتر ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا۔ بلاوجہ مطلقاً گھروں سے بلا ضرورت عورتوں کے نکلنے کو اچھا نہیں سمجھا۔ فرمایا "المراة عورة وانها اذا خرجت استشرفها الشيطان وانها اقرب ما تكون الى الله وهي في قعر بيتها (رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد) اور فرمایا "ما من امراة تخرج في شهرة من الطيب فينظر الرجال اليها الا لم تزل في سخط الله (مجمع الزوائد من الطبرانی)

ان تمام نصوص شرعیہ سے واضح ہے کہ جو آزادی مردوں کو دی گئی ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے جائز نہیں رکھی اور صنفی تعلقات کی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب اور اس کے مقدمات کے سدباب کے لئے سب انتہائی کوشش فرمائی ہے بیشک احکام خداوندی کی اطاعت اور ارشادات نبوی کی تعمیل کی برکت سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا معاشرہ بدکاری و فواحش سے پاک اور محفوظ ہے۔

پردہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسی تہذیب و معاشرہ کا ایک حصہ اور شعبہ ہے صنفی بگاڑ جو ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کی غیر مسلم اقوام میں دیکھا جا رہا ہے شرفائے اہل اسلام کے اندر اس کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

خلاصہ یہ کہ اس باب میں اگر مسلم قوم تمام اقوام عالم پر فوقیت کا دعویٰ کرے اور فخر کرے تو زیبا ہے دور حاضر کی عورتوں کی مطلق العنانی سے ممالک یورپ میں جو تباہی برپا ہے وہ دنیا پر روشن ہے اس عہد پر فتن میں سلاطین اسلام کے ذمہ واجب ہے کہ مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیں اور ان کو تنزل کی پستی سے اوج ترقی پر پہنچانے کی کوشش کریں۔

زمانہ حاضر کے مقتضیات نے عورتوں کے اندر تعلیم کی توسیع واشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے وہ اہم فوائد جو ان کی تعلیم کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں وہ محض ان کی جہالت کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حدود الہیہ کی نگہداری اور شعائر اسلامیہ اور ترویج سنت نبویہ کی پاسداری اور قومی تہذیب و معاشرہ کا باقی رکھنا دوسرے تمام امور سے زیادہ اہم اور مقدم ہے کیونکہ سلاطین اسلام خدائے واحد کے سائے اور انبیاء کے قائم مقام ہیں اور کسی چیز کا سایہ اس چیز کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ان امور کے پیش نظر لازم آیا کہ سلاطین اسلام سب سے پہلے اور بذات خود دین کا احیاء کریں اور اسلامی تہذیب کے راستے اختیار کریں اور سلف صالحین کے آداب معاشرۃ کی حفاظت ضروری سمجھیں اور لڑکیوں کو اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ زنان یورپ کی عادات واطوار سیکھ کر اسلامی معاشرۃ اور اسلاف کی تہذیب کو خیرباد کہہ دیں اور پھر اس آزادی کے خطرناک نتائج اور ان کو بھگتنے پڑیں۔

اگر مسلم قوم اسلامی قوانین وشعائر کو چھوڑ کر ترقی کرے (بشرطیکہ اس کو ترقی مانا جائے) تو یہ ترقی اسلام کی اور مسلم قوم کی ترقی نہ ہوگی خدا کی قسم اس امت کے متاخرین ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے جب تک کہ متقدمین کے اسوہ حسنہ کو اختیار نہ کریں امور مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے استفتاء کا جواب یہ ہے کہ ۔

زنانہ مدارس کا کھولنا اور جاری کرنا اور لڑکیوں کا تعلیم کے لئے وہاں جانا اور عورتوں کو ان کی صنف کے مناسب علوم و فنون سکھانا اور سکھانا یہ تمام امور شریعت کے مطابق اور مستحسن ہیں کیونکہ ان کا بنا تعلیم و تعلم کی تنظیم اور تشکیل ہے تعلیم کے لئے اجتماعی طور پر عورتوں کا ایک مقام پر جمع ہونا احادیث سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاری نے ایک باب اس عنوان کا باندھا ہے کہ ھل یجعل للنساء یوما علی حدۃ اور اس کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس سے تحصیل علم کے لئے کسی مکان میں عورتوں کا اجتماع ثابت ہوتا ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ اجتماعی طور پر تعلیم جس قدر مفید ہے انفرادی طریقے سے اتنی مفید نہیں۔

زنانہ مدارس کی تشکیل اگر قرون اولی میں نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں کیونکہ لڑکوں کے اسکول اور مدرسے بھی زمنہ ماضی میں نہیں تھے پھر بھی امت محمدیہ کے تمام علماء اس کے جواز کے قائل ہیں اور مردانہ مدارس کے اندر پڑھتے پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔

فرائض اسلامیہ اور واجبات شرعیہ خواہ عبادات میں سے ہوں خواہ معاملات میں سے ان کی تعلیم فرض ہے اور علوم مستحبہ مثلاً صلحاء و علماء کے تذکرے اور عبرت آموز تاریخی روایات اور اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم مستحب ہے اور فنون مباحہ کی تعلیم مباح ہے۔

۔ سلطان اسلام ظل اللہ کا فرض ہے کہ اسلامی طرز معاشرت کی حفاظت کرے اور زنانہ

مدارس کے حالات کی نگرانی اور مفاسد و فتن کی روک تھام کو اپنے ذمہ لازم سمجھے اور رعایا کا فرض ہے کہ ظل اللہ کی اطاعت کریں اگر یہ کام کو حدود شرعیہ کے ساتھ عمدہ طریقے سے انجام دیا جائے تو ملک و قوم کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔

زنانہ اسکولوں کے اجرا کا طریقہ پادشاہ اسلام 'مشورہ ارکان دولت و علمائے ملت و حکمائی امت طے کرکے خاص کر افغانستان کے حالات کو مد نظر رکھ کر جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کیا جائے۔

اجمالاً یہ کہ لڑکیوں کے اسکول صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں اور ان کے اسکولوں میں جمع ہونے اور آمد و رفت کے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ فتنہ کا احتمال باقی نہ رہے نیک کردار اور پاک دامن عورتوں کو تعلیم و تربیت کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے اگر معلمات نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابل اعتماد مردوں کو معین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔

(۱) سن بلوغ کی عمر کم سے کم نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے یعنی نو سال کی لڑکی کا بالغ اور مکلف ہو جانا ممکن ہے اور جسمانی قوت و استعداد اور نوعیت آب وہوا اور نسلی و قومی خصوصیات کے اختلاف سے بلوغ و مکلفیت کی عمروں میں اختلاف ہوتا ہے ارباب بصیرت مختلف مقامات کے مطابق عمر بلوغ متعین کر سکتے ہیں۔

مشتہات کے درجات بھی احوال و مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ سال کی لڑکی مشتہات ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ گیارہ بارہ سال تک مشتہات نہ ہو۔

لڑکیوں کے لئے ستر عورت کا حکم یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں ستر واجب ہو جاتا ہے اور دس سال کی لڑکی کے لئے ستر کی حد مثل بالغہ عورت کے ہے در مختار میں ہے ثم کبالغ صاحب رد المحتار فرماتے ہیں ای عورته تکون بعد العشرة کعورة البالغین اور صاحب رد المحتار نے درجہ مشتہاۃ کو اس طرح بیان کیا ہے واختلفوا فی حد المشتهاة و صحح الزیلعی وغیرہ انه لا اعتبار بالسن من السبع علی ما قیل اوالتسع وانما المعتبران تصلح للجماع بان تکون عبلة ضخمة والعبلة المرأة التامة الخلق

(۲) باپ کے اوپر اولاد کی تربیت کی ذمہ داریاں جو غذا لباس اور تادیب و تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں چند درجات پر منقسم ہیں فرائض و واجبات شرعیہ کی تعلیم فرض ہے اور حسن اخلاق و معاشرۃ اور روزگار اور پیشہ وہنر وغیرہ کی تعلیم شرعی و طبعی درجات کے مطابق مستحب و مباح ہے۔

باپ کا حق ہے کہ اولاد کو فرائض اور واجبات شرعیہ کے سیکھنے پر مجبور کرے اور ضرورت ہو تو سزا دے۔قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیها ابن عشرة (ترمذی) وقال النبی ﷺ لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی) وقال ﷺ ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی)

(۳) عورتوں کے لئے جو ستر کہ نماز میں شرط ہے چہرے اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ تمام جسم پر مشتمل ہے اور پردہ عرفی کہ شعار عصمت ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بھی شامل ہے کیونکہ چہرے سے ہی فتنے کا قوی تعلق ہے اور حکم اپنی علت پر ہی جاری ہوتا ہے اس پردہ عرفی کے وجوب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ واذا سالتموھن متاعا فاسلوھن من وراء حجاب اور نبی ﷺ کا فرمان افعمیاوان انتما البتہ اجنبی اور محرم کے فرق کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ محارم میں بدنیتی کا احتمال نہیں ہوتا اور معاشرتی ضروریات کشف حجاب کی اجازت کی مقتضی ہیں اسی طرح چھوٹے لڑکوں اور زیادہ سے زیادہ نو سال کی لڑکیوں اور زیادہ عمر والوں کے درمیان بھی فرق ہے جس کے بارے میں کچھ اشارات اوپر گزر چکے ہیں لیکن قبل تاہل اور بعد تاہل کا فرق میری نظر سے نہیں گزرا۔

(۴) شرعی فرائض و واجبات کا علم حاصل کرنا فرض ہے خواہ وہ علوم عبادات و معاملات سے تعلق رکھتے ہوں خواہ معاشرت اور تہذیب و تمدن سے اور مستحبات کا علم مستحب اور مباحات کا علم مباح جیسا کہ نمبر ۲ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۵) محض اجتماع عورتوں کا ممنوع نہیں ہے اور صرف عورتیں کسی جگہ جمع ہوں اور اجتماع کی غرض و غایت مفید ہو تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع بہت سے فتنوں کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اسی وجہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے اور بلا ضرورت شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد محلہ سے اور مسجد نبوی سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) اجتماعی و تمدنی حیثیت سے محترم خواتین کے صرف اتنے ہی حقوق ہیں کہ وہ حقوق دینیہ کی ادائیگی کے بعد شوہر اور اقارب کے حقوق ادا کریں اولاد کی تربیت امور خانہ داری میں دلچسپی لیں اجنبی سوسائٹی سے دور رہیں اور کوئی ہنر آتا ہو تو اور فرصت ملے تو اس میں مشغول رہیں اور بیباکانہ مردانہ اجتماعات اور جلسوں میں شریک ہونا اور بے حجابانہ لہو و لعب کے مجمعوں میں جانا اور غیر مردوں سے بے تکلف ہونا نہ صرف یہ کہ نسوانی خصوصیات کو فنا کر دے گا بلکہ اسلامی تہذیب کو بھی تباہ کر دے گا۔

(۷) یہ جو کچھ مسائل لکھے گئے ہیں اکابر حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں ہر مضمون کے متعلق دلائل و شواہد مشائخ مذہب کی تصانیف میں موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ مولاہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفاہ - ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ

(نوٹ) فتویٰ ہذا کو راقم الحروف کا ذاتی جواب سمجھنا چاہیے۔

مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں

(سوال) بعض کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا نہیں چاہئے صرف قرآن شریف پڑھا دینا چاہئے کیونکہ بڑے ہونے پر ان کی نازیبا افواہیں پہنچی ہوئی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بستی ہے اکثر ہمارے مذہب میں پردہ کی پابندی ہے لیکن اس عمر کی لڑکیاں مدرسہ کے پاس تعلیم پانے کو جاتی ہیں اس مدرسہ کی مدد کرنی چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نور محمد صاحب ہیڈماسٹر جوہڑ ضلع کرنال ۔ ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴) لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا جائز ہے حساب اردو وغیرہ پڑھانے اور سینا پکانا کاڑھنا وغیرہ سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہاں پردہ اور عفاف کا لحاظ رکھنا ضروری ہے(۱) محمد کفایت اللہ

پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے

(سوال) شریعت عورت کو کار خیر یا رفاہ عام میں اقدام کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں حضور نے تعلیم یافتہ خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے بندہ عرض ہے کہ پنجاب میں بڑی بڑی قابل ترین عورتیں مل سکتی ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۵ مختار جہاں بیگم معرفت آغا محمد حفیظ اللہ صاحب (جالندھر) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ عورتوں کو کسی اسلامی خدمت سے جو ان کے لائق ہو منع نہیں کرتی پردہ کی محافظت کے ساتھ عورت مردوں کے مجمع میں تقریر کر سکتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بچی سے مجمع میں تلاوت کرانا

(از اخبار الجمعیۃ دہلی ۔ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک صاحب جو علم دین کے مدعی ہیں ہر ایک اسلامی جامعہ کے پبلک میں اپنے وعظ کا افتتاح ایک نابالغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین

---

(۱) عن الشفاء بنت عبداللہ قالت دخل علی النبی ﷺ وانا عند حفصۃ فقال لی الا تعلمین ھذہ رقیۃ النملۃ کما علمتیھا الکتابۃ. (سنن ابی داؤد باب ما جاء فی الرقی ۲ / ۱۸۶ ط سعید) قال الشیخ فی بذل المجہود فیہ دلیل علی جواز کتابۃ النساء، وما حدیث لا تعلموھن الکتابۃ فمحمول علی من یخشی علیھا الفساد. (بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد ۵ / ۱۸ ط معھد الخلیل الاسلامی، کراچی)

(۲) عورت کی آواز کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت ہے اس لئے بلا ضرورت شدیدہ غیر محرم کے سامنے بولنا جائز نہیں۔
وفی الشامیۃ (قال علیہ الصلوۃ والسلام التسبیح للرجال والتصفیق للنساء) فلا یحسن ان یسمعھا الرجل وفی الکافی ولا تلبی جھرا لان صوتھا عورۃ ومشی علیہ فی المحیط فی باب الاذان مطلب فی ستر العورۃ ۱ / ۴۰۶ ط سعید

حفاظ موجود ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(جواب ٢٦) نابالغ بچی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ بچی اتنی چھوٹی ہو جس کی طرف بدنظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ (١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ٥ نومبر ١٩٣١ء)

(سوال) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینی ہروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ٢٧) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینے کے بارے میں فقہا کا اختلاف ہے بعض فقہا سداً للذریعۃ الفساد منع کرتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ جائز ہے۔ (٢) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چوتھا باب
متفرقات

بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے

(سوال) بہشتی زیور مولانا اشرف علی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہمارے مدرسہ میں چلانے کا ارادہ ہے اس کے پڑھانے میں کچھ حرکت ہے یا نہیں اس کتاب میں غلط مسئلہ ہے یا نہیں جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے اس سے آپ کا جواب آنے کے بعد اس میں چلانے کا ارادہ ہے۔ المستفتی نمبر ١٨٢٠ محمد اسماعیل بن پٹیل (ضلع سورت) ٢٢ رجب ١٣٥٦ھ مطابق ٢٨ ستمبر ١٩٣٧ء

(جواب ٢٨) بہشتی زیور بہت اچھی اور معتبر اور مفید کتاب ہے اس کے مضامین اور مسائل جو اس میں لکھے ہیں معتبر اور صحیح ہیں اور بچوں طالب علموں کو اس سے دینی اور دنیوی فائدے پہنچتے ہیں تعلیم الاسلام بھی بچوں کے لئے مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(١) وفي السراج: لا عورة للصغير جدا ثم ما دام لم يشته فقبل و دبر ثم تغلظ الى عشر سنين (الدر المختار) وفي المحقق في الشامية (قوله لا عورة للصغير جدا) وكذا الصغيرة كما في السراج (مطلب في ستر العورة ١/ ٤٠٧ ط سعيد)

(٢) عن الشفاء بنت عبدالله قالت دخل علي النبي ﷺ وانا عند حفصة فقال لي الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة (سنن ابي داود باب ما جاء في الرقى ٢/ ١٦٢ ط سعيد) قال الشيخ في بذل المجهود: فيه دليل على جواز كتابة النساء، واما حديث لا تعلموهن الكتابة فمحمول على من يخشى عليها الفساد (٥/ ١٠ ط معهد الخليل الاسلامي، كراچی)

علماء کو شیطان 'بدمعاش' ظالم کہنے والا فاسق ہے!

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ فی زمانہ جتنے علماء واعظ ہیں وہ سب شیطان ہیں اور بدمعاش اور ظالم اور چور ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۸۴۷ محمد عبدالحق صاحب (ضلع ہوزہ) ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) یہ کہنا کہ فی زمانہ جتنے واعظین ہیں سب شیطان اور بدمعاش اور ظالم اور چور ہیں غلط ہے اور کہنے والا ظالم اور فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نومسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے

(سوال) میں ایک نومسلم ہوں آغوش اسلام میں آئے ہوئے صرف پانچ سال ہوئے ہیں لیکن تعلیم الاسلام اور دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا یہ اعزاز مجھے میرے محسن استاد مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب ورنکلور ٹیچر مشن ہائی اسکول لاہور کی بدولت نصیب ہوا قصہ بڑا طویل ہے اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے لیکن اللہ کریم نے میری ہر حال میں مدد فرمائی اور لغزش سے محفوظ رکھا مختصراً عرض ہے کہ میں نے ایک متمول ہندو گھرانے میں پرورش پائی ہے میرے والد لالہ ہیرا لال صاحب جائداد ہیں اور سات سو روپیہ ماہوار کے قریب صرف مکانات کا کرایہ آمدنی ہے مجھ کو انہوں نے بی اے تک تعلیم دلائی اور میرے اسلامی خیالات سے ہمیشہ خائف رہے اور ڈی اے وی کالج میں خاص طور پر مجھ پر نگاہ رکھی جاتی تھی اور ہندو مذہب کی تعلیم میں کوشاں تھے لیکن میری رغبت دن بدن اسلام کی طرف ہوتی گئی اور میں نے اپنے رہبر مولانا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا انہوں نے بھی مجھے قرآن شریف اور دینیات اور دیگر اسلامی مسائل کا درس دیا یہ سب تعلیم بالکل خفیہ طریق پر ہوتی رہی میں نے اس اثناء میں اپنے اسلام پاک کا اعلان کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے اخراجات ہندو بیوی بچوں کا گزارہ بچوں کی تعلیم بیوی کا اپنے ہی مذہب پر رہنے کا اصرار والدین کی محبت اور پھر امیرانہ زندگی تھی الغرض شیطانی وسوسے تھے لیکن میں مولوی صاحب کے دست مبارک پر اسلام قبول کر چکا تھا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا میرے والدین ہر ممکن طریقے سے میرے اس مبارک کام میں حائل ہوتے تھے لیکن میرا ذوق اور مولوی صاحب کا اخلاص بالکل بھی اثر نہ ہونے دیتا تھا والدین روپیہ

---

(۱) یہ حکم اس وقت ہے جب علماء کی توہین ان کی ذاتی معاملہ کی وجہ سے ہو۔ وفي جامع الفصولين: بغض عالماً او فقيها بلا سبب ظاهر خيف عليه الكفر (جامع الفصولين، الباب الثامن والثلاثون في مسائل كلمات الكفر ۲/۳۰۹ ناشر اسلامي كتب خانه كراچي) اور علماء کی توہین، تذلیل ان کے علم دین کی وجہ سے ہو تو ایسا شخص کافر ہوگا۔ قال في الاشباه والنظائر: الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر (الفن الثاني كتاب السير ص ۱۹۱ ط دار الكتب العلمية بيروت)

پیسہ مجھ پر بہت خرچ کرتے اور تمام جائیداد کا مجھ کو انچارج بنایا لیکن میرے مذہب نے مجھ کو دیانتداری کا سبق دیا اور سچائی کی ہدایت کا درس پہلے ہی دیا تھا لہذا میں نے اپنے بزرگوں سے اچھا منافع دیا اخیر میں میری بیوی بھی قبول اسلام پر رضامند ہو گئی اور میرے دو بڑے لڑکے جو انٹرنس کلاس میں پڑھتے تھے تعلیم اسلام مجھ سے لیتے اور پورے طور پر مجھ سے متفق تھے اور ۱۹۳۲ء کے درمیان میں ۱۵ جون کو ہم نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتے ہوئے قبول اسلام کر لیا اس کے بعد جو مجھ پر اور میری نیک بیوی پر گزری وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے صبر سے برداشت کیا میرے والدین نے میری بیوی کا تمام زیور اور جہیز جو اس کے قبضے میں تھا طلب کیا یہ امتحان عورت کے لئے بہت سخت تھا لیکن خدا کا فضل شامل حال تھا بلا دریغ سب پیش کر دیا اور ہم وقت تھا جتنا درست اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا میں نے محنت مزدوری کی اور اپنا اور بچوں کا پیٹ پالا البتہ بچوں کی تعلیم جاری نہ رکھ سکا لیکن ایک مادی آزمائش کے بعد بچوں کو میری والدہ نے کالج میں داخل کرا کر شروع کرا دیا اس وقت دو بچے ہائی اسکول اور چھوٹا ایف اے کلاس میں تعلیم پاتا ہے ذہین محنتی اور اسلامی رنگ پر پابند ہیں لیکن اب جب کہ میرے بچے اعلیٰ تعلیم کے اختتام پر ہیں میرے دیگر عزیز واقارب نے والدین کو مجبور کر دیا ہے اور انہوں نے میرے بچوں کو تعلیم دلوانے سے اگست ۱۹۳۳ء سے انکار کر دیا ہے اور فیس وغیرہ بچوں کی نہیں دی چند مسلم بھائیوں نے مل کر بچوں کی چار چار ماہ کی فیس اور ان کے خورد و نوش کا انتظام کر دیا تھا لیکن آئندہ کے لئے ان کا خرچ مشکل نظر آتا ہے بچوں کو اعلیٰ تعلیم سے جدا کر چھوڑنا ایک صدمے سے خالی نہیں لیکن یہ بچے بھی ہیں اور میرے بچے محنت کرنے کو تیار ہیں اسلام قبول کرنے سے پیشتر ہم لوگوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ اسلام پر بار ڈالنے کے لئے اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور کسی مسلم برادر کو تکلیف نہیں دیں گے مولوی صاحب مرحوم کا ارشاد تھا کہ خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا لیکن میرے چند دوست مصر ہیں لہذا التماس ہے کہ شرع کے مناسب احکام ہیں اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مندرجہ بالا بیان مد نظر رکھتے ہوئے کیا اسلام مجھے اجازت دیتا ہے کہ اپنے متمول مسلم بھائیوں سے امداد کے لئے عرض کروں (۲) یا امداد کنندہ بھائی کے روپے کا مصرف جائز ہو گا (۳) یا اس قسم کی امداد کی درخواست میرے لئے خدا کی درگاہ میں قابل مواخذہ تو نہ ہو گی جبکہ امداد دینی تعلیم کے لئے طلب کی جائے کیا امداد کنندگان کو اس کا اجر ویسے ہی ملے گا جیسا کہ دیگر اسلامی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے سے ملتا ہے۔

(نوٹ) میری مستقل آمدنی اس وقت ۵۴ روپیہ ماہوار ہے بچوں کا خرچ تعلیم تقریباً ۸۰ روپے ہے موجودہ تعلیم سے فارغ ہونے میں ۹ ماہ باقی ہیں میں اپنی آمدنی میں سے ۲۲ روپے ماہوار ان کو دے سکتا ہوں باقی تقریباً ۶۰ روپے ماہوار خرچ ہے اس طرح سے مجھے تقریباً ۴۸۰ روپے کی ضرورت ہے

فتویٰ صرف اپنے چند مہربانوں کے اصرار پر طلب کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ مجھے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی میرا خدا میرے خود کفیل ہے بچوں کے لئے بھی وہی کفالت فرمائے گا یہ میرے بچوں پر امتحان کا موقعہ ہے دعا فرمایئے اللہ کریم صبر عطا فرمائے میں اپنے کافر والدین کے سامنے دست سوال دراز نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ محمد عبداللہ نو مسلم معرفت سید محمد احسان صاحب۔ نئی دہلی ۲ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰) آپ اپنے مسلم دوستوں کے سامنے یہ تمام حالات بیان کرنے میں مواخذہ دار نہیں ہوں گے پھر مسلم احباب آپ کے بچوں کی تعلیم کی تکمیل میں جو خرچ کریں گے ان کو اس کا ثواب ضرور ملے گا آپ ان کی اعانت قبول کرنے سے انکار نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے بچوں کی صداقت و اخلاص کا عمدہ بدل اور اجر جزیل عطا فرمائے کیا یہ تعلیم اگرچہ انگریزی ہے لیکن یہ بھی صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ دینی حیثیت حاصل کر سکتی ہے کیونکہ فراغت کے بعد اس کے ذریعہ سے بھی دین کی خدمت کی جا سکتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے آپ کو نوازے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے!

(سوال) تبلیغ کا کام اگر کوئی شخص اردو یا فارسی خواں کتاب دیکھ کر بیان کرے تو جائز ہے یا نہیں ایک شخص کو دلچسپی ہے اور اکثر اشخاص عوام معروف کی منکر کتاب اور کسی عالم سے دینیات سے شوق ہے تو کیا شخص مذکور وعظ و پند وغیرہ کہنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ المستفتی عبدالعزیز دہلی

(جواب ۳۱) اگر یہ شخص خود عالم نہ ہو تو تبلیغ کا کام کتابوں سے کر سکتا ہے مگر صرف کتابیں سنا دے اپنی طرف سے کچھ بیان نہ کرے اور کتابیں بھی معتبر اور مستند ہونی چاہئیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ولعله لا يسع من يحاول عند الحاجة كل السؤال بل يجب عليه الكسب وهذا المعنى يقوى ما يحسب له اوقعت من ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجة داعية الى ما لا بد منه كما ذكره المصنف. لكن المحتار في المحتى في النسبة لكون طلب العلم مرخصا يجوز له من الزكوة وغيرها وان كان قادرا على الكسب (رد المحتار، باب المصرف ۲/ ۳٤٠ ط سعيد)

(۲) قال النبي ﷺ: انما الاعمال بالنيات (الحديث) (صحيح البخاري، باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ۱/ ۲ ط قديمي كتب خانه' كراچى)

(۳) ثم انه كان يأمر وينهى من كان عالما بما يأمر به وينهى عنه وذلك يختلف باختلاف الشيء فان كان من الواجبات الظاهرة والمحرمات المشهورة كالصلوة والصيام والزنا والخمر ونحوها فكل المسلمين علماء بها وان كان من دقائق الافعال والاقوال ومما يتعلق بالاجتهاد لم يكن للعوام مدخل فيه (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، باب الامر بالمعروف' ۹/ ۳۲۹ ط امداديه ملتان)

کیا حکومت کی طرف سے مدح صحابہ کو روکنا مداہنت فی الدین نہیں؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت کا ایک دل آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں بالکل جابرانہ طور پر ہو رہا ہے اہل السنت والجماعت کے بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ کی ممانعت مداہنت فی الدین ہے اس موقع پر خاموش رہنا حرام ہے لہذا ہم طلبہ دار العلوم آپ کی رائے دریافت کرتے ہیں کہ تعلیم کا خیال کریں یا قانون شکنی کے لئے تیار ہو جائیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد غازی پوری متعلم دار العلوم دیوبند ۲ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲) مداہنت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے تو آج میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مداہنتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں لیکن مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظاماً نافذ کر دیا ہے۔

میرے خیال میں دار العلوم کے طلبہ ابھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فحش گو فسادی وعظ کرنے کے لائق نہیں

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص جو اپنے آپ کو مولوی اور واعظ اسلام کہتا اور کہلاتا ہے مسجد میں کھڑے ہو کر نہایت بے باکی سے فحش کلامی کرتا ہے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا ہے مسلم خادمان قوم کو مسلم نما ہندو کہتا ہے نعرہ تکبیر کے متعلق کہتا ہے کہ مہادیو کا جیکارہ لگاتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی اس جیکارہ کی تلقین کرتا ہے مسلمانوں پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے ماؤں بہنوں بوڑھوں کی موجودگی میں مسجد کے اندر فحش مغلظات کا بیان زبان سے نکالتا ہے جن کا نقل کرنا بھی خلاف تہذیب ہے مسلمان شہدا کے مقتولین کو کوئی شہید کے نام سے یاد کرتا ہے وغیرہ۔

(جواب ۳۳) ایسا شخص اس کا حق نہیں کہ اس کو وعظ کی اجازت دی جائے وعظ و تذکیر کا مقصود لوگوں کی اصلاح اور ان کے اخلاق کی درستی ہے ان میں اسلامی اتفاق و اتحاد پیدا کرنا واعظ کا پہلا فرض ہے مہادیو کا جیکارہ لگانا کفر کی نشانی اور کافروں کا شعار ہے مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ: ليس منا من تشبه بغيرنا، ولا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى الحديث (جامع الترمذي باب ماجاء في كراهية اشارة اليد في السلام ۲/ ۹۹ ط سعيد)

(۲) بخلاف وضع قلنسوة المجوس ... لانه امارة الكفر ... (الفتاوى السراجية على هامش الهندية، الثالث في الحظر والاباحة ۶/ ۳۱۱ ط ماجديه كوئته)

بچوں کو قاعدہ "یسرنا القرآن" پڑھنا کیسا ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص پیرزادہ منظور محمد نامی نے ایک طویل قاعدہ بچوں کی تعلیم کے لئے تالیف کیا ہے جس کا نام قاعدہ یسرنا القرآن ہے یہ شخص قادیانی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور صاحب وحی مانتا ہے اس قاعدہ کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴) میں نے قاعدہ یسرنا القرآن اب تک نہیں دیکھا اگر اس قاعدہ میں قادیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً اسے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہئے ایسا نہ ہو کہ ابتدا ہی سے ان کے ذہن میں مرزائیت کی طرف میلان ہو جائے اور صرف حروف اور تراکیب حروف کی پہچان کرانے اور تعلیم دینے کے طریقے ہی مذکور ہوں اور قادیانیت کی کوئی بات نہ ہو تو اس کی تعلیم مباح ہوگی لیکن بہر صورت اس سے احتراز اولی و انسب ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم کے لئے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) قاعدہ یسرنا القرآن میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے قادیانی مذہب کی تبلیغ ہو، لہذا بچوں کو اس کی تعلیم دینا جائز ہے۔

كتاب السلوك و الطريقة

پہلا باب
اذکار و اشغال
فصل اول ذکر جلی و خفی اور ختم وغیرہ

عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے (۱)

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے اور عمرو کہتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے؟

(جواب ۳۵) ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول و متوارث ہے احادیث صحیحہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا جیسے اذان، تکبیر، تلبیہ، تکبیر تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم یہی ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائے گا موانع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذاکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ وغیرہ اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں

(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے!

(سوال) (۱) بوقت خطبہ جمعہ سورہ کہف کا دور با آواز بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں جس سے دوسرے مصلیوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر بالجہر کیا کرتے ہیں تین مرتبہ اس طرح لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ رفیق محمد پو پو مدرسین پیو ([illegible]) مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء۔

---

(۱) اما رفع الصوت بالذکر فجائز کما فی الاذان والخطبة والحج وقد حرر المسألة فی الخیریة وحمل ما فی فتاوی القاضی علی الجهر المضر وقال ان هناک حدیث یقتضی طلب الجهر و احادیث طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام الخ (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ۶/۳۹۸ ط سعید)

(۲) [illegible] الادعیة والاذکار [illegible] رد المحتار [illegible] ۲/۵۰۷ ط سعید)

(جواب ۳۶) سورہ کہف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے۔(۱)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ وبلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں (۲) اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حكم انعقاد المحافل الموسومه بحلقة الذكر

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) ان في ديارنا انعقدت محافل متعددة في اماكن مختلفة موسومة بحلقة الذكر بين معاشر المسلمين فمن الناس من ينعقد ها في اسبوع مرة و منهم من يحصرها في شهر مرة فيها يذكرون الله تعالى و يكبرونه ويسبحونه و يمجدونه و يهللون و يستغفرون و يحمدون و يتلون القرآن و يصلون على النبي الكريم واحيانا يقرأ فيها المولد و يذكر وغير ذالك من الاوراد بقرون مجتمعين و العرض من ذالك ان يؤلف الله تعالى بهذه البركات بين قلوب المومنين و ينور قلوبهم بنور الهداية فيفوز وانا لفلاح والنجاح يوم الدين –

(۲) وقوافل من شبان الاسلام متعلقة بها الموسومون بالمبلغين وهم يتعلمون المواعظ الحسنة والمسائل الشرعيه منظومة لتكون اقرب الى الحفظ والقبول فاحيانا هم يخرجون مزينا بالا علام والبياص ويطوفون في اماكن مختلفة وينشدون المنظوم المذكور مبلغا و يكبرون الله تعالى بين ذالك لكلمة الله معليا فوجدت زهاء ثلثة آلاف من شبان المبلغين انهم صاروا مصليا و محسنا مزكيا فما قول جمعية علماء الهند في ذالك الامر"

(ترجمہ) ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو حلقہ ذکر کہا جاتا ہے بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتے میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ ان محفلوں میں

---

(۱) وفي حاشية الحموي عن الشعراني: اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد و غيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارئ الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ / ۶۶۰ ط سعيد)

(۲) ثم قال في البحر عن المعراج: واما ما يفعل عقب الصلوة من السجدة فمكروه اجماعا لان العوام يعتقدون انها واجبة او سنة - اى وكل جائز ادى الى اعتقاد ذلك كره (رد المحتار كتاب الصلاة ۱ / ۳۷۱ ط سعيد)

(۳) والا فالاسرار افضل حيث خيف الرياء او تأذى المصلين او النيام (رد المحتار، كتاب الحظر و الاباحة، فصل في البيع، ۶ / ۳۹۸ ط سعيد)

لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور تکبیر و تسبیح و تمجید بیان کرتے ہیں کلمہ طیبہ استغفار تحمید کا ورد کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت والفت پیدا کر دے اور نور ہدایت سے منور کر دے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

ان محفلوں سے مسلم نوجوانوں کی کچھ ٹولیاں وابستہ ہیں جن کو مبلغین کہا جاتا ہے وہ وعظ و نصیحت کے مضامین اور مسائل شرعیہ بصورت نظم سیکھتے ہیں تاکہ جلدی اور بآسانی یاد ہو جائیں پھر کبھی کبھی وہ ٹولیاں جھنڈیاں اور روشنی لیکر نکلتی ہیں اور وہ نظمیں بآواز بلند پڑھتی ہوئی آبادی میں چکر لگاتی پھرتی ہیں اور اس سے مقصد تبلیغ اور اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے چنانچہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ کئی ہزار ایسے مبلغ نوجوان نمازی اور نیک بن گئے تو اس مسئلے میں ہندوستان کے علماء کی جمعیۃ کیا رائے رکھتی ہے ؟

(جواب ٣٧)اعلموا رحمکم اللہ انہ لا خیر الا فی اتباع سیدنا و مولانامحمد المصطفی ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس منہ الا یکون مردودا علیہ ما احدث (١) وما من حدث الا وقد یری المحدث انہ احدث خیرا فیضل و یضل وقد رای ابن مسعود قوما یجتمعون فیذکرون اللہ تعالیٰ -یسبحون و یہللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا ارکم الا قداحد ثتم ما ھکذا وجدنا اصحاب النبی ﷺ فمن کان منکم ذاکرا فلیذکر اللہ فی نفسہ و فی بیتہ او کما قال (٢) وانکرابن عمرؓ علی قوم کانوا یجتمعون فی المسجد لصلوۃ الضحی و یہتمون لہا کالفرائض وقال انہا بدعۃ (٣) فہذہ الحلق المسئول عنہا من الاحداث التی یری محدثوھا انہا خیرو ذریعۃ للاصلاح وماھی الا وبال ولکال اذ لیس لہا فی الشریعۃ الاسلامیۃ اصل یعتمد علیہ (٤) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم-

وکذا انشاد الا شعار فی الطرق والاسواق لیس من التبلیغ فی شئی وانما ھو تہییج النفوس المستعدۃ للشہوات

وترکیۃ النفوس بکتاب اللہ و السنۃ واحوال صالحی الامہ وسیر الصحابۃ

---

(١) عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فہو رد (مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ١/٢٧ ط سعید)

(٢) رد المحتار' کتاب الحظر والا باحۃ ٦/٣٩٨' ط سعید)

(٣) واما ما صح عن ابن عمر انہ قال فی الضحی ھی بدعۃ محمول علی ان صلاتہا فی المسجد والتظاہر بہا کما کانوا یفعلونہ بدعۃ لا ان اصلہا فی البیوت و نحوہ مذموم' او یقال قولہ بدعۃ ای المواظبۃ علیہا (شرح النووی علی الصحیح لمسلم باب استحباب صلوۃ الضحی ١/٢٤٩ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(٤) والمبتدع قدم ھوی نفسہ علی ھدی اللہ فکان اضل الناس وھو یظن انہ علی ھدی (کتاب الاعتصام للشاطبی ١/٥٢ ط مصر)

والتابعین اولی من هذا الطریق واللہ الموفق -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ ' دہلی

(ترجمہ) جان و خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کر دی جائے گی یعنی نامقبول ہے اور بدعت کا موجد یہ سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ چھوٹے جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابن مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو بھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے اوکما قال اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نماز چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے - پس یہ حلقہ ہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعت میں سے ہیں جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ گناہ اور موجب عذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حلقہ ہائے ذکر کے اہتمام والتزام) کا کوئی قابل اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنے اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہوتی ہے -

اور یہی حکم ہے نظمیں پڑھنے کا اسطرح ٹولیاں بنا کر جھنڈیاں اور روشنی لیکر بازاروں اور گزرگاہوں میں نظمیں پڑھنا کوئی تبلیغ نہیں ہے یہ تو محض رنگین طبائع کے لئے حظ نفس کا ذریعہ اور تحریک ہے -

نفوس کی اصلاح و تزکیہ قرآن و حدیث اور امت کے صلحاء کے حالات اور صحابہ و تابعین کی سیرت کے ساتھ بہتر ہے بہ نسبت ایسے من گھڑت طریقوں کے - اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) ختم قرآن کے بعد چند سورتیں اور " صل علی نبینا الخ " پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے ؟

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں

(۳) مجلس ذکر میں انبیاء واولیاء کے ارواح کی موجودگی کا عقیدہ کیسا ہے ؟

(سوال) (۱) بستی میں عام طور سے یہ طریقہ رائج ہے کہ لوگ ثواب کی خاطر قرآن ختم کراتے ہیں اور ختم کے بعد چھ سورتیں یعنی قل یا ایہا الکفرون سے لیکر مفلحون تک پڑھتے ہیں ور صل

علی نبینا صل علی کریمنا صل علی محمد اس ختم کا ایک سلام پڑھتے ہیں اور اس کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اکثر اوقات فرض نماز بھی قضا کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ لوگ تبارک پڑھواتے ہیں اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ذلیل کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مجلس میں ذکر ہوتا ہو اس میں تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے۔

(جواب ۳۸) (۱) ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا اور اس کی وجہ سے نماز فرض قضا کر دینا ناجائز ہے اس طریقے کو بند کر دینا چاہئے(۱)

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں یہ بھی لوگوں کا خود ساختہ طریقہ ہے اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے(۲)

(۳) یہ قول بھی بے اصل ہے تمام انبیاء اور اولیاء کی روحوں کا آنا بے دلیل ہے(۳) اور یہ بات کہ مجلس ذکر میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے بے دینی ہے فریضہ نماز اللہ تعالیٰ کا فرض ہے اور اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی نہ اس پر غالب آسکتی ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم اسمائے حسنیٰ وغیرہ

اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم

(سوال) ننانوے (۹۹) اسمائے الٰہی کہ مندرجہ کلام شریف میں ہیں مثلاً رحیم، کریم، غنی وغیرہ میں سے کوئی اسم مبارک لیویں اور اس کی دعوت کریں اور حسب شرائط علم عمل کے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ متقدمین نے ہر اسم الٰہیہ کو بشرائط مذکورہ جدا جدا دعوت کے ساتھ معہ موکلان ان اسماء کے قبضہ عمل کا بیان مجاہدات کا اور محنت تمام اپنے سے بتایا ان متقدمین کے صاحب مذکور عمل اسمائی کا کریں اور موکل اسم کو کہ اثر سے حاضر کریں کہ جس کا نام حاضرات ہے یہ جائز ہے یا نہیں(۱) اور نیز ان حاضری موکلان کے کہ جو اللہ پاک کے نام کے موکل ہیں ان کے توسط سے اکثر دخل آسیب و خارجی

---

(۱) وكل جائز ادى الى اعتقاد ذلك كره (رد المحتار، كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۱ ط سعيد)

(۲) وقراءة الكافرون الى الآخر مع الجمع مكروهة لانها بدعة لم ينقل عن الصحابة ولا عن التابعين (عالمگيرية الباب الرابع في الصلوة والتسبيح وقراءة القرآن ۵/ ۳۱۷ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) [illegible] وعن هذا قال علماؤنا من قال ارواح المشائخ حاضرة يكفر (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمگيرية الثاني فيما يتعلق بالله تعالى ۶/ ۳۲۶ ط ماجدية كوئٹه)

(۴) ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا (سورة النساء) وفي تفسير الجلالين كتابا مكتوبا اي مفروضا موقوتا مقدرا وقتها فلا تؤخر عنه (تفسير الجلالين ص ۸۶ ط قديمی كتب خانه كراچی)

امراض جسم انسانی وغیرہ کے جو باطل موہومیت سے متعلق ہیں دریافت کا ذریعہ وہ موکلہا کئے جا کر افادہ عامہ سوائے خلائق عامل کا رجوع ہونا اور فیض عام جاری کرنا خلقت کی طرف شریعت پاک کیا حکم نافذ کرتی ہے بیوا توجروا۔

(جواب) (از مولوی محمد وزیر الدین چشتی نظامی سلیمانی) اسمائے صفات الٰہی کی دعوت بوجوہات کا یہ ازروئے شرع شریف کے جائز ہے اس دعوت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ دلائل کے ساتھ دعوت اسمائے الٰہی کا حکم نافذ ہے اور آمد پاک نور کے ساتھ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتے ہیں کہ وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا (و خدا راست نامہائے نیک پس بخوانید اور بآں نامہا سورہ اعراف ۹) اور منکر دعوت اسمائے الٰہی کا بدلیل نص صریح قطعی کافر ہے اور وہ نصوص صریح یہ ہے وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (۱) (و بگزارید آناں را کہ کجروی می کنند در نامہائے خدا زود خواہد شد مر ایشاں را جزائے آنچہ می کردند - سورہ اعراف) اور مشکوۃ کے عذاب قبر میں لکھا ہے کہ جو کوئی نودونہ ناموں کا منکر ہووے اس کو قبر میں ننانوے سانپ آویں گے کہ بہت زہر دار ہوں گے اور اس کو کھاویں گے۔

از علمائے صوفیہ طریق شرائط خواندن اسم اعظم یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع دریں اسم مشتمل است ہم بصفت جلالی و ہم بصفت جمالی موصوف است و دعوت اسم مذکور بیخ اولیاء اللہ متقدمین مقرر کردہ اند چنانچہ حضرت میراں سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ سرہ العزیز و حضرت شاہ مدار بدیع الدین و حضرت نور قطب عالم، حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف ایں اسم متصرف بودہ اند چنانچہ میر سید علاء الدین کنوزی خلیفہ حضرت سلطان نصیر الدین محمود چشتی یک رسالہ جدا خاصیت اسم مذکور نوشتہ است کہ علم کیمیا و ریمیا و سیمیا و ہیمیا و چہار علم از دعوت اسم مذکور نوشتہ اند و از ارواح انبیاء و اولیاء و شہدا در بیداری ملاقات کنند و صاحب عمل بہ مقامے کہ خواہد چند در ساعت سیر کنند و سیر فلک نیز از اندک توجہ میسر آید۔ عالم ملکوت و جبروت در دعوت رامی شد واللہ اعلم بالصواب و در جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری در جوہر سوم می نویسد عبارتہ ہذا ایں دعائے بیہ منزل است بر حضرت آدم علیہ السلام و صحف آدم بزبان ہندی بود دراں ایں دعا مسطور است و از توریت در صحف ابراہیم علیہ السلام ہم روایت کردہ اند و اکثر انبیائے عظام و اولیائے کرام ایں دعا خواندہ اند و قوم عیسیٰ بجوزبد عوت ایں دعا عامل اند و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی استاد ایں دعا بے نہایت فرمودہ اند بعضے مشائخ نیز گفتہ اند کہ ایں دعا را مقید باسناد نکند بہر نیتے کہ خواند مستجاب گردد دریں دعا الفاظ گوناگون فرمودہ اند زیرا کہ بہر ساتے آدم علیہ السلام سخن کردہ اند حق تعالیٰ ایشاں را ہمہ اسمائے الٰہی و کوئی معلوم .....

---

(۱) الاعراف : ۱۸

کقوله تعالی وعلم آدم الاسماء کلها (۱) شاہد بر آنست دعائے بسیار این است یاحی حین لا حی فی دعوۃ ملکه و بقائه یا حی اواہ ہواہ (ترجمہ: یہ ہیں پر ینی زبان برہمنا ونک بانک رجمک پرتک سرنگ انگ اوتک نمو- بلکہ بعض اسماء نے فرقان شریف کے علاوہ صحیفہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ان کی دعوت بھی ہمارے اولیاء اللہ و مشائخ عظام نے بہت پڑھی ہیں بلکہ تعلیم و تلقین دعوت اسماء کا سلسلہ ہمیشہ تا قیام جاری رکھا گیا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ابو البشر کو تمام اسماء تعلیم ہوئے ہیں ہر اقلیم کی زبان میں ان اسموں کی دعوت آدم علیہ السلام نے کی اور اولاد میں بھی دعوت اسماء کا سلسلہ جاری ہو- الولد سر لابیه جس نبی علیہ السلام نے جس اسم کو پایا اور اپنے عمل میں لانا چاہا مع موکل کی دعوت کے وہی اسم ان کے لئے اسم اعظم بن گیا اللہ پاک کے تمام ہی نام اسم اعظم ہیں، علی ہذا امت محمد رسول اللہ ﷺ میں اولیاء اللہ و مشائخ متقدمین و متاخرین اسی طرح تمام دعوت کرتے رہے ہیں اور اسم اعظم وہی اسم ان کے حق میں ہوا عمل دو طرح کے ہیں ایک ورد اور ایک عمل ورد وہ ہے جو تبرکا پڑھا جاوے عمل وہ ہے کہ بموکل ترکیب زکوٰۃ کے ساتھ واسطے حاضری موکلات پڑھا جاوے اگر موکل پڑھا گیا اور اثر ظاہر ہو گئی موکل حاضر ہوئے اسم اعظم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب- فقیر محمد وزیر الدین چشتی النظامی السلیمانی

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہوالمصوب خدا تعالی و تقدس کے اسماء بطور ورد کے پڑھنا اوران کے ذریعے سے خدائے تعالی کو اپنی دعا میں پکارنا شریعت مقدسہ میں ثابت اور محمود و مستحسن ہے باقی رہا بطور عمل کے پڑھنا اور موکلوں کو تابع یا حاضر کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس طریقہ عمل اور قواعد دعوت میں کوئی بات قوانین شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو حد جواز و اباحت میں داخل ہے اور اگر اس میں کوئی بات خلاف شریعت یا اس دعوت سے غرض کوئی بری بات ہو تو قطعا ناجائز ہو گا-

اور جواب مذکور چند وجوہ مخدوش ہے اول تو جواز دعوت پر آیہ کریمہ فادعوه بها سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ حکم ہے کہ اللہ تعالی کو اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارو نہ کہ اور گھڑے ہوئے ناموں کے ساتھ اور نہ اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارنے کو برا سمجھو آیت میں یہ مراد نہیں کہ دعوت اصطلاحی اسماء کی ادا کرو کیونکہ یہ دعوت جس کو عامل اپنی اصطلاح میں دعوت کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرام سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیه البیان پس اس دعوت اصطلاحیہ کے منکر کو کافر کہنا سخت جرات ہے اور کافر کہنے والے کے ایمان کی خیر نہیں ہے اور جواب نمبر

---

(۱) (البقرة: ۳۱)

(۲) وفی التتارخانیة معزیا للمنتقی عن ابی یوسف عن ابی حنیفة لا ینبغی ان یدعو اللہ الا به، والدعاء المأذون فیه المأمور به ما استفید من قوله تعالی ولله الاسماء الحسنی فادعوه بها (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیة (قوله به) ای بذاته وصفاته واسمائه. (کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع ۶/ ۳۹۶ ط سعید)

(۳) وعزر الشاتم بیا کافر وهل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم (تنویر وشرحه) قال المحقق فی الشامیة (قوله ان اعتقد المسلم کافرا نعم) ای یکفر ان اعتقده کافرا لا بسبب مکفر (باب التعزیر ۴/ ۶۹ ط سعید)

اور اس قسم کی اور اعمال کی کتابیں اس بارے میں حجت نہیں ہیں اور نہ ان کے مضامین فتوے میں بطور دلیل پیش کئے جا سکتے ہیں اور عاموں اور صوفیہ کے اقوال شرعاً دلیل نہیں ہیں،(۱) پس سوال مذکور کا جواب وہی ہے جو اوپر بندہ نے تحریر کیا ہے - واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فصل سوم - توسل

آیت "وابتغوا الیه الوسیلة" میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

(سوال) یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة الخ (۲) زید کہتا ہے کہ اس آیت میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد ہیں یعنی اولیاء اللہ کو وسیلہ بناؤ نیز حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی مترجم حمائل کے ص ۱۸۳ پارہ ششم سورہ مائدہ رکوع ٦ کے حاشیہ میں یہ عبارت مندرج ہے - "حضرت ابن عباس نے کہا مراد وسیلہ سے قربت ہے یہی قول مجاہد اور بہت سے مفسرین کا ہے قتادہ نے کہا یعنی تقرب حاصل کرو اللہ کا اطاعت کرنے اور عمل پسندیدہ بجالانے سے بعض جاہل لوگوں نے لفظ وسیلہ کو ہر جگہ پیری مریدی پر اتارا ہے یہ تفسیر حقیقت میں مجرد رائے کے ساتھ کی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے (ابن کثیر و فتح)" (۳)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حمائل شریف کی یہ عبارت صحیح ہے یا زید کا قول؟

(جواب ۹۰) آیہ کریمہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ یعنی قرآن پاک پر عمل کرنا ہے (۴) اور اگر نبی یا ولی بھی مراد ہوں تو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری امور شرعیہ میں مراد ہوگی نہ ان کی ذات اور شخصیت - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ولا یخفی ان مبنی الاعتقاد لا یکون الا علی الادلة الیقینیة و مثل هذا المعنی الذی تمسک علی ذلک لیس لا یصلح ان یکون من الادلة الظنیة ولذا لم یعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فی الفروع الفقهیة بما یظهر للصوفیة من الامور الکشفیة او الحالات المنامیة (مرقاة المصابیح باب اشراط الساعة ۱ / ۱۷۹ - ۱۸۰ ط امدادیه ملتان)

(۲) المائدة ۳۵

(۳) واما التفسیر بمجرد الرای فحرام لما رواه محمد بن جریر عن ابن عباس عن النبی ﷺ من قال فی القرآن برایه او بما لا یعلم فلیتبوأ مقعده من النار (مقدمه تفسیر ابن کثیر ۱ / ۵ ط سهیل اکیدمی لاهور)

(٤) قال فی روح المعانی "الوسیلة" فعیلة بمعنی ما یتوسل به و یتقرب الی الله عزوجل من فعل الطاعات و ترک المعاصی الخ (المائدة ۳۵، ۵ / ۱۸۲ ط دار الفکر بیروت لبنان)

توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعت کا مسلک

(سوال) جناب نبی کریم ﷺ و دیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ یعنی حضور ﷺ و دیگر حضرات انبیاء کرام و اولیائے کرام کے توسل سے دعا کرنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اہل سنت والجماعت و دیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۰۰ مولانا محمود احمد صدیقی حسن پور۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱) توسل بالصالحین کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں قائلین بالجواز کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ فلاں اپنے مقرب و مقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے۔(۱) اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمة الخ (۲) حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کے لئے دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے!

(سوال) عمر کہتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی شخص کو بغیر وسیلہ امیر وزیر کے بادشاہ تک رسائی نہیں ہوسکتی ٹھیک اسی طرح بغیر بزرگان دین کا وسیلہ پکڑے ہماری دعا درگاہ رب العزۃ میں قبول ہونا تو درکنار وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی اگر کسی بزرگ کا وسیلہ نہ بھی لیا جائے تو حرج نہیں مگر حضور ﷺ کا وسیلہ لینا تو ضروری ہے آپ کے وسیلے کے بغیر ہماری کوئی مراد پوری نہیں ہوسکتی یعنی یوں دعا مانگنی چاہیے "اے معبود حقیقی مالک دو جہاں اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے یا طفیل سے میری یہ دعا قبول فرما" بکر جواب دیتا ہے کہ یہ صریح شرک ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کا مقرب سمجھ کر ان کا وسیلہ لیتے تھے اور اسی فاسد عقیدے کو مٹانے کے لئے خداوند عالم نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا البتہ یہ دعا جائز ہے کہ "اے معبود حقیقی مالک دو عالم اپنے محبوب پاک کی برکت سے میری یہ دعا قبول فرما"

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ طفیل صدقہ اور برکت میں کیا فرق ہے ؟ دعا میں اگر لفظ طفیل یا صدقہ استعمال کیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے اور اگر برکت کہا جائے تو جائز ہو جاتی ہے کیا ان کے معنی میں کچھ فرق ہے ؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (شکر ور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

---

(۱) او یراد بالحق الحرمة والعظمة فيكون من باب الوسيلة وقد قال تعالى وابتغوا اليه الوسيلة وقد عد من آداب الدعاء التوسل (رد المحتار، باب الاستبراء وغيره ٦/ ٣٩٧ ط سعيد)

(۲) عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبي ﷺ فقال ... يدعو بهذا الدعاء اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة (جامع الترمذي، باب ما جاء في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلوة ٢/ ١٩٨ ط سعيد)

(جواب ۴۲) بکر کا جواب صحیح ہے حضرت حق کی جناب مقدس میں کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے دعا میں وہی الفاظ جو بکر نے بیان کئے ہیں کہے جائیں یا لفظ وسیلہ کہا جائے اور اس سے وہی مطلب مراد ہو تو جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

"بحق النبی وآلہ الامجاد" سے دعا کا حکم

(سوال) اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور یہ کہے کہ بحق النبی وآلہ الامجاد کیا یہ جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۷۹۵ مولوی عبدالحکیم (پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۳) بحق النبی وآلہ الامجاد کہنا منع ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول کا نام شریک کرنا جائز نہیں

(سوال) عوام الناس میں مشہور ہے کہ حاجت اور ضرورت مصیبت کے وقت اللہ و رسول ﷺ کی مدد مانگتے ہیں اور اللہ و محمد کی مدد یا اللہ و رسول ﷺ کی مدد یوں کہتے ہیں یا اللہ و رسول ﷺ مدد کر یوں کہتے ہیں یا اللہ و یا رسول اللہ ﷺ مدد کر سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنی الفاظ مذکورہ سے یا اس کے ہم معنی الفاظ سے جائز ہے یا نہیں جو شق اختیار کی جائے مدلل بیان ہو در صورت عدم جواز امداد الفاظ مذکورہ کے ساتھ چاہنے والے اور مانگنے والے کا حکم کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۲ مولوی محمد صدیق صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ (پھاٹک حبش خان دہلی)

(جواب ۴۴) ہر حاجت اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے والے کا اگر قصد یہ ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا اور درخواست و سنتا ہے اور جانتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی سنتے اور جانتے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہیں اور اس قصد اور اس خیال سے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ناموں کو استمداد و استعانت کے وقت جمع کرتا ہے تو یہ کھلی ہوئی بد عقیدگی اور اسلامی تعلیم کی مخالفت ہے(۲) اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جو خود آنحضرت ﷺ سے ترمذی شریف میں مروی ہے اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ

---

(۱) ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق انبیائک ورسلک لانہ لا حق للمخلوق علی الخالق (تنویر وشرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ: قولہ لانہ لاحق للمخلوق علی الخالق قد یقال انہ لا حق لہم وجوبا علی اللہ تعالی (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶/۳۹۷ ط سعید)
(۲) حوالہ بالا
(۳) والذی انہ دعاہ ونادا... الرسول ﷺ بالتضرع واظهار الفاقة والاضطرار الیہ وسأل منہ هذہ المطالب التی لا تطلب الا من اللہ وذلک هو الشرک فی الالهیة (تفسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید باب من الشرک ان یستغیث بغیر اللہ ص ۱۸۷ ط المکتبۃ السلفیۃ)

(او کما قال) یعنی حضور انور ﷺ کا ارشاد اور حکم ہے کہ جب تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اس تعلیم اور اس حکم کے موافق مسلمانوں کو مدد طلب کرتے وقت صرف حضرت حق کا نام لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا نام شریک کرنا درست نہیں - فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں

(سوال) مسجد کے ایک امام صاحب نے محراب پر ایک چھپا ہوا نقشہ نعلین کا لگا رکھا ہے اور وہ اس کو حضور پاک کی نعلین مبارک کی صورت قرار دے کر بعد نماز پڑھانے کے بعد اس پر ہاتھ پھیر کر اور آنکھوں سے لگا کر اس کو بوسہ دیتے ہیں اور تمام مقتدیوں کو مسجد میں وہ اپنے اس نئے فعل کی اور مصافحے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے کراتے ہیں آیا یہ ایسا عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں ؟ **المستفتی نمبر** ۱۴۰۲ حافظ محمد رحیم بخش صاحب (دہلی دروازہ متھرا) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵) آنحضرت ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو بوسہ دے تو مضائقہ نہیں (۲) لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور بوسہ دیں یہ جائز نہیں کہ اس میں ایک رسم پڑ جانے اور تعظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے گی - (۳) اور نماز کے بعد خصوصیت سے مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں !

(سوال) کیا حضور ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا ناجائز ہے ؟ **المستفتی نمبر** ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶) حضور اکرم ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا صحیح نہیں دعا اور سوال سب اللہ تعالیٰ سے ہونے چاہئیں خود آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے فرماتے ہیں اذا سالت فاسئل اللہ واذا

---

(۱) جامع الترمذی، باب ۲/۷۸ ط سعید

(۲) فی هذه الاحادیث التبرك بآثار الصالحین و بیان ما کانت الصحابة علیه من التبرك بآثاره ﷺ و تبرکهم بادخال یده الکریمة فی آنیتهم و تبرکهم بشعره الکریم (شرح النووی مع الصحیح لمسلم، باب قربه ﷺ من الناس و تبرکهم به ۲/۲۵٦ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

(۳) ثم قال فی النهر عن المعراج: وما یفعل عقب الصلوة من السجدة فمکروه اجماعاً لان الناس یعتقدون انها واجبة او سنة - ای وکل جائز ادی الی اعتقاد ذلك کره (رد المحتار - کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید)

(۴) وقد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوة مع ان المصافحة سنة وما ذاك الا لکونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع (رد المحتار، مطلب فی دفن المیت ۲/۲۳۵ ط سعید)

استعنت فاستعن باللہ (۱) یعنی جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کرو اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اس پر عمل کرنا اہل حق کو لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ "یا" کا حکم!

(سوال) اکثر علما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگا سکتے ہیں اور کسی کے نام کے آگے نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگایا گیا تو غوث پاک ان کی اولاد میں سے ہیں اگر یا غوث کرکے یا کسی پیر کو پکارا تو کیا حرج ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ الف کی منصوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۷) آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ بھی یا لگانا جائز نہیں ہاں درود شریف میں صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا جائز ہے وہ بھی اس خیال سے کہ فرشتے یہ درود حضور ﷺ کو پہنچا دیں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱ تا ۴) نقشہ نعل مبارک سے توسل و تبرک اور اس کو شائع کرنے کا حکم
(۵) نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دینا کیسا ہے؟
(۶) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں

(سوال) استفتاء ہذا کی پشت پر رسول کریم ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ ہے اور اسی کے ساتھ نعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اس کی تعریف میں بعض بزرگوں کے اشعار اور اس نعل مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے زید نے یہ نقشہ نعل مبارک مع مضمون بالا حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زاد السعید سے ملحقہ رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفیٰ سے نقل کرکے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ وہ اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں حضرات اکابر تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ فعل ناجائز ہے (۲) اس کے آثار و خواص میں جن برکات کے ظہور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو باعث برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشہ مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کراتے اپنے نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھوایا کیا یہ بھی ناجائز ہے (۶) زید نے جس روز یہ مبارک نقشہ مسلمانوں میں تقسیم کیا اس کے دوسرے دن صبح کو زید کی مرغی

---

(۱) جامع الترمذی باب ۲ ۷۸ ط سعید

(۲) ومن هنا ظهر تجوير ما تقول بعض العامة الذي انه دعاه وناداه لرسول الله ﷺ مصرحا وله طهار الفاقه والاضطرار اليه وسأل منه هذه المطالب التي لا تطلب الا من الله ... هو الشرك في الالوهية (تيسير العزيز الحميد شرح كتاب التوحيد باب من الشرك ان يستغيث بغير الله ص ۱۸۷ ط المكتبة السلفية)

کپڑے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں لیٹنے کی وجہ سے درد ہو گیا اس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس کی وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا اور تم دو دن ترجمہ نہ کر سکے کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۱۵۵۷ مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد حوض والی محلہ چوڑی والان دہلی مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) آنحضرت ﷺ کے آثار متبرکہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء متقدمین اور صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے(۱) لیکن آثار و اشیاء متبرکہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور ﷺ کی استعمال کی ہوئی اشیاء (مثلاً جبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثلاً موئے مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثلاً اس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک لگنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر بنا کر اس سے برکت حاصل کرنے کا معتمد اہل علم و ارباب تحقیق سے ثبوت نہیں۔(۲)

اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ جبہ مبارک، قمیص شریف، موئے مبارک اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویریں بنانے اور ان سے تبرک و توسل کرنے کا حکم اور نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل کا حکم ایک ہو گا اور ایک ماہر شریعت اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے بے خبر نہیں رہ سکتا جن بزرگوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر رکھا یا سینہ سے لگایا اس سے توسل کیا یہ ان کے وجدانی اور انتہائے محبت بالنبی ﷺ کے اضطراری افعال ہیں ان کو عمومی حکم اور تشریع کلی کے موقع پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔(۳)

نیز اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے نعل

---

(۱) عن انس بن مالك قال كان رسول الله ﷺ اذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بآنيتهم فيها الماء فما يؤتى باناء الا غمس يده فيها ... وعنه قال لقد رأيت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في يد رجل (الصحيح لامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث التبرك بآثار الصالحين وبيان ما كانت الصحابة عليه من التبرك بآثاره ﷺ وتبركهم بادخال يده الكريمة في الآنية وتبركهم بشعره الكريم واكرامهم اياه ... وقربه من الناس وتبركهم به ۲: ۲۵۶ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۲) عن ابي الحوراء السعدي قال قلت للحسن بن علي ما حفظت من رسول الله ﷺ؟ قال حفظت من رسول الله ﷺ دع ما يريبك الى ما لا يريبك (الحديث) (ترمذي ابواب صفة القيامة ۲: ۷۸ ط سعيد)

وفي المرقاة والمعنى اترك ما تشك فيه من الاقوال والاعمال انه منهي عنه او لا او سنة او بدعة واعدل الى ما لا تشك فيه منهما والمقصود ان يبني المكلف امره على اليقين البحت والتحقيق الصرف ويكون على بصيرة في دينه (كتاب البيوع باب الكسب وطلب الحلال ۶/ ۴۳ ط امداديه ملتان)

(۳) ولا يخفى ان الكشف لا يعتمد ولا يكون الا على الادلة الشرعية ... على ذلك ... لا يصح ان يكون من الادلة الشرعية ولذا لم يعتبر احد من الفقهاء جواز العمل في الفروع الفقهية بما يظهر للصوفية من الامور الكشفية ومن الخيالات المنامية (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح باب اشراط الساعة الفصل الثاني ۱۰/ ۱۷۹-۱۸۰ ط امداديه ملتان)

مبارک کی صحیح تصویر ہے یعنی حضور ﷺ کے نعل مبارک کے درمیانی تسمے (شراک) کے وسط میں اور آگے کے تسموں (قبالین) پر ایسے ہی پھول اور نقش و نگار بنے تھے جیسے کہ نقشے میں بنے ہوئے ہیں اور بلا ثبوت صورت و ہیئت کے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے اندیشہ ہے کہ من کذب علی متعمدا الخ (۱) کے مفہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ اس ہیئت کے ساتھ اس کو مثال نعل مصطفی قرار دینے کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والا یہ دعوی کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پنجوں اور اگلے تسموں پر اس قسم کے پھول بنے تھے اور اس طرح کے نقش و نگار بھی تھے۔

پھر یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ یہ نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کلابتوں اور زری کے تھے یا محض ٹھپہ تھا اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت مہیا نہ ہوگا اور اختلاف ہو کے مختلف حکم لگائے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا احکام شرعیہ سے ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کی نعل مبارک جو حضور ﷺ کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو زہے سعادت اس کو بوسہ دینا سر پر رکھنا سب صحیح مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر ۱ سے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خادم دربار محمدی لکھ دینا ناجائز نہیں ہے اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے اور لا تقف ما ليس لك به علم (۲) کے تحت میں کوئی ایسا حکم لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

معروف نقشہ کیا حضور ﷺ کے نعل ہی کا نقشہ ہے؟ اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ مع ہدایت شائع ہوا ہے جس میں شان کف پائے مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے یا اس کی اصل احادیث شریف یا اقوال خلفائے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشتہر نے یہ بھی تحریر کیا کہ بتوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہیے یہ نقشہ مع تحریر ارسال ہے لہذا شرع شریف میں اس نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۸ انوار احمد صاحب (دریبہ کلاں دہلی - مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵

---

(۱) صحیح الامام مسلم باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ ۱/ ۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) بنی اسرائیل : ۳۶

جولائی ۱۹۳ء)

(جواب ۴۹) اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو اسے سعادت اور فرط محبت سے اس کو بوسہ دینا سر پر اٹھا لینا بھی موجب سعادت ہے مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی تحقیق نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں معہود نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پائے مبارک موئے مبارک اور قمیص مبارک جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جا سکتی ہیں اور اگر ان میں بھی اصل کی مطابقت سے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی بیشمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیم کا دروازہ کھل جائے گا اور جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا وہ ان کے والہانہ جذبات محبت کا نتیجہ تھا مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خط و کتابت
(ماخوذ از رسالہ اتمام المقال)

(سوال) مذکورہ بالا دو فتووں کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔

حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اور

---

(۱) عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی الغداة جاء خدم المدینة بآنیتهم فیها الماء فما یؤتی باناء الا غمس یده فیها … وعنه قال لقد رأیت رسول اللہ ﷺ والحلاق یحلقه واطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل (صحیح الامام مسلم) قال النووی فی شرحه فی هذه الاحادیث التبرک بآثار الصالحین وبیان ما کانت الصحابة علیه من التبرک بآثاره وتبرکهم بادخال یده الکریمة فی الآنیة وتبرکهم بشعره الکریم (باب قربه ﷺ من الناس وتبرکهم به ۲/ ۲۵۶ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

(۲) عن الحسن بن علی قال حفظت من رسول اللہ ﷺ دع ما یریبک الی ما لا یریبک (جامع الترمذی قبیل ابواب صفة الجنة ۲/ ۷۸ ط سعید) وفی المرقاة والمعنی اترک ما تشک فیه من الاقوال والاعمال انه منهی عنه او لا او سنة او بدعة واعدل الی ما لا تشک فیه منهما والمقصود ان یبنی المکلف امره علی الیقین البحت والتحقیق الصرف ویکون علی بصیرة فی دینه (مرقاة کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال ۶/ ۴۳ ط امدادیه ملتان)

(۳) ولا یخفی ان المبنی الاعتقاد لا یکون الا علی الادلة الیقینیة ومثل هذا المعنی الذی سامه علی ذلک المبنی لا یصح ان یکون من الادلة الظنیة ولذا لم یعتبر احد من الفقهاء … العمل فی الفروع لفقیه مما یظهر له من الامور الکشفیة او من الحالات النومیة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح باب اشراط الساعة الفصل الثانی ۱۰/ ۱۷۹-۱۸۰ ط امدادیه ملتان)

ممکن ہو تو اس وقت اس کا تدارک فرمایا جائے چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کردیئے افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (غالباً حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی کے یہاں محفوظ ہوں) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

بخدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہم

حضرت محترم دام فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اچھے مستعد عالم نے یہ نقشہ جواب سوال خدمت میں چھپوا کر شائع کیا دکن میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز عدم جواز کے متعلق سوالات ہو رہے ہیں میرے پاس بھی دو سوال آچکے ہیں میں نے جو جواب تحریر کئے ہیں وہ ملاحظہ اقدس کے لئے ملفوف ہذا ہیں براہ کرم ملاحظہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کرکے ممنون فرمائیں اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں بلا تکلف رجوع کر لوں گا یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل الشفاء میں نے مطالعہ کیا ہے وہ میرے لئے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ والسلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی کا جو گرامی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم

بجواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

تصحیح الجواب وتوثیقه من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنه

بعد الحمد والصلوۃ احقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور محبت حق کے ساتھ مطلوب(۱) کلام میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل داد ہے جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے اب ان کے مضامین کے متعلق بغرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نمبر ۱- جب اصل ثابت ہو چکا کہ یہ اعمال(۲) شرعیہ نہیں اور ایسے اعمال کے لئے جن کا منشاء محض شوق طبعی و ادب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے کما قال عثمان ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت رسول اللہ ﷺ رواہ ابن ماجه۔

(۱) هذا مفاد کلامه مدظله و لفظه لفظی ادب
(۲) بدله فی مکتوبه الاخیر بالمقاصد الشرعیة
(۳) باب کراهیة مس الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین ، ص ۲۷ ط سعید)

ظاہر ہے کہ یہ رعایت بنابر حکم شرعی نہیں ورنہ ثوب نجس کا لبس یا عضو بھی یقین سے جائز نہ ہوتا۔

نمبر ۲- جب ان اعمال کی بنا ادب وحب و شوق طبعی ہے اور بعض اوقات صرف تشاکل و تشابہ بھی منشا ان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جائے گی۔ کما فی فتاوی العلامة عبدالحی صفحہ ۳۲۲ - نقل عیاض عن احمد بن فضلويه الزاهد الغازی قوله ما مسست القوس بيدي الا على طهارة منذ بلغني ان رسول الله ﷺ اخذ القوس بيده۔ ظاہر ہے کہ منشا اس کا بجز دونوں قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا پھر تشابہ و تشاکل عام ہے ناقص ہو یا تام اور کسی عین کا ہو یا تمثال کا چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی نے تصویر روضہ منورہ و نقشہ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جواب دیتے کہ بوسہ دادن و چشم مالیدن بریں نقشہ بامانت نیست و اگر از غایت شوق باشد ملامت و عتاب ہم برو نباشد اھ (فتاوی امدادیہ جلد ثالث ص ۱۰۰) اور نعل شریف کی تمثال اگر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسا روضہ شریف کا نقشہ واقعہ دلائل الخیرات پس غایت ما فی الباب تطابق تام کا دعویٰ و اعتقاد جائز نہ ہوگا جب تک نقل صحیح نہ ہو کہ باقی مطلق تشابہ تو احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۳- ایسے امور محبت شوقیہ میں تحدید نہیں ہو سکتی اس لئے ضروری نہیں کہ نعل مبارک کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو دوسرے تبرکات کے تماثیل کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو۔ کما قال بعض العشاق: امر على الديار ديار ليلى - اقبل ذا الجدار وذا الجدارا - وما حب الديار شغفن قلبي - ولكن حب من سكن الديارا - ولم يقل اقبل ذي الثمار و ذي الثمارا - اور مثلاً مساجد میں مستقبل قبلہ ہو کر تھوکنا جائز نہیں جس کی بنا محض ادب طبعی عرفی ہے اور مستلزم نہیں کہ جہت مشرق میں تھوکنا بھی مساجد میں قیاساً خلاف ادب سمجھا جائے اور مثلاً تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جواز مذکور نمبر ۲- اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق و عادت پر ہے باقی تمثال نعل شریف کی تخصیص اول تو وجہ ذوقی ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ نعل کی تخصیص میں صاحب نقشہ نے غایت تذلل اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی پستی تک میری کہاں رسائی ہو سکتی ہے۔ کما قیل:

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم — زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

والله اعلم باسرار عباده۔

نمبر ۴- یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں احتمال غالب مفسدہ کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا اعدام بھی بشرط عدم مبالات وشرط عدم لزوم ابتلاء مطلوب و مامور بہ ہوگا جیسا حضرت عمرؓ کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔(۱)

(۱) كان الناس يأتون الشجرة التي يقال لها شجرة الرضوان فيصلون عندها فبلغ ذلك عمر بن الخطاب فأوعدهم فيها وامر بها فقطعت (طبقات ابن سعد، غزوة الحديبية ۲/ ۱۰۰ ط بيروت)

نمبر ۵ - میں نے جب رسالہ نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ لکھا تھا جس کو غالباً چھتیس سال کا زمانہ ہو گیا تو اس میں بھی کافی احتیاط کی تھی جس کی تحسین منشاء میں بھی کہ ثقات سے نقل کیا گیا اور حاشیہ میں بھی کہ آخر میں غلو سے اہتمام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گزری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں کہ کسی نے چند روز ہوئے ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہو گیا یہ جواب النور محرم ۱۳۴۲ھ کے صفحہ ۹ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح مضمون بمثال نعل شریف شائع ہوا پھر مزید احتیاط کے لئے النور شوال ۱۳۴۲ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کردی کہ نیل الشفاء کے متعلق النور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب بحمد اللہ دوسرے حضرات کی تحریرات بھی میرے مقصود کی تائید ہو گئی پس کسی وسوسہ کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریرات سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مرجوح بلکہ مجروح و ممنوع عنہ بلکہ مرجوع عنہ سمجھا جاوے۔ فقط ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مفتی صاحب قبلہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق جو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کی یہ تحریر بھی جواب پر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ
بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیکم۔ اگر اصل جواب شائع ہو تو بشرط خوف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (۱) بھی شائع فرمادی جاوے خواہ بعینہ خواہ بعد تلخیص و حذف اجزاء مضرہ بعوام۔ البتہ صورت ثانیہ میں اگر تلخیص کو میں بھی دیکھ لوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کر لوں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے

اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضرہ کا جواب درد بھی ساتھ ساتھ حاشیہ میں شائع کر دیا جاوے اور اس صورت میں مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عمدہ

---

(۱) (اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو دونوں صحیح الجواب و تتمہ نقل کی جا چکی ہے)

تصرف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسا تلخیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی لقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (۱) "تمام الفقال فی بعض احکام الامتثال" یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں لنور کا مضمون بعنوان تنبیہ (۲) بھی شائع ہو جائے تو انفع ہے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے فقط۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامے کے موصول ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ
بخدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مدرسہ امینیہ دہلی

حضرت مخدوم محترم دام فضلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے معزز و مفتخر فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے حضرت عثمانؓ کی حدیث سے ابن ماجہ (۳) میں یہ الفاظ ہیں ما تغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت بہا رسول اللہ ﷺ اس میں وہ تین باتیں مذکور ہیں اور تینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے جیسے حضرت عمر کا قول ہے مابلت قائما منذ اسلمت (رواہ البزار و رجالہ ثقات کذافی الزوائد) (۴) اگر یہ مطلب ہو تو مس ذکر یا تین نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر یا تین ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ محمد بن منصور کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ الخ قوس کے متعلق ہے یا القوس میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور کے دست مبارک میں جانے کا شرف حاصل ہوا ہے میرے خیال میں قوس معہود کا مراد ہونا راجح ہے یونکہ مطلق قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ ممکن

(۱) [illegible]
تلخیص نہیں کی گئی)
(۲) (یہ مضمون ابتدائے رسالہ اتمام الفقال میں ہے)
(۳) باب کراهية مس الذكر باليمين والاستنجاء باليمين' ص ۲۷ ط سعید
(٤) باب البول قائما ١/ ٢٠٦ ط دار الفكر بيروت لبنان

کو حضور ﷺ نے ہاتھ میں لیا ہے اس لئے تمام کاغذوں کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا موجہ نہیں حضور ﷺ نے صرف قرآن دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار کمان ازار ردا عمامہ قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قرآن میں نہ پایا جاتا اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو معقول بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آئی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی صرف کوئی قرآن ایسا ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس قرآن کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی کے صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں براہ کرم جلد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیاری ہوں گے یا اضطراری اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ (وجوب 'سنیت' ندب 'اباحت' کراہۃ 'حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہوگا ہاں اگر اضطراری ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہوگا تو تصویر اور نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہوگا یا بصورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہا جائے گا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

مستحب کی صورت میں اس کی تشریع اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر اضطراری ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (بوسہ دینا سر پر رکھنا لمس کرنا) جواز یا استحباب یا اباحت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہوگا اور تشریع للعوام اور ترغیب للناس کے لئے حجت بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ امور اضطراریہ کی تشریع اور ترغیب غیر معقول ہے وہ تو اضطرار اور غلبہ شوق سے خود بخود سرزد ہوتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے۔

میری جرأت کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامت کا جو ارشاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے

ارشاد نامہ دوم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الطاف نامہ نے ممنون فرمایا فبارک اللہ تعالیٰ فی مساعیکم

بلدین جو احتمال منہ نابعت بہا الخ میں اور اسی طرح ما مست القوس کے الف لام میں ظاہر ہے گو ذوق سلیم کو اس سے آبی ہے خصوص لفظ بہا پر نظر کر کے۔ مگر صون دین عوام کے لئے نافع ہے۔ باقی تخصیص قوس وغیرہ کی سو اول تو ایسے احکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا کما ذکرتہ فی نمبر ۲ من تحریری السابق دوسرے کثرت استعمال فی عبادۃ الغزو فی ذالک الزمان۔ اس تخصیص کی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو تلبس دینی زیادہ ہے اور یہ عبارت مجموعہ فتاویٰ کی جلد اول مطبوعہ شوکت اسلام ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۲۲ میں ہے صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النوادر کے تحت میں شروع ہو کر صفحہ ۳۲۲ تک چلی گئی ہے۔ اصل مجیب مولانا محمد اسماعیل ہیں اور مولانا محمد عبدالحی صاحب مصوب ہیں اور امور شرعیہ سے خارج کرنے کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مراد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ میں نے یہ عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے اب اس کو مقاصد شرعیہ کے عنوان سے بدلتا ہوں اور اس کے اختیاری ہونے اور اس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے انکار نہیں کرتا اور وہ حکم اباحت فی نفسہ اور استحباب یا کراہت لغیرہ بانتساب للمقاصد او للمفاسد ہے۔ یہ تو طالب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین وسیع گنجائش ہے ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے۔

---

(۱) حضرت [illegible] لا سبق الا فی خف او حافر او نصل [illegible] ... [illegible] ... محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۲) حضرت مولانا تھانوی مد ظلہم العالی [illegible] ... مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی [illegible] ... واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست
وگرنہ مجال سخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ جواب دینے کے بجائے عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا چنانچہ مکتوبات خیرات کے حصہ مکتوبات ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف کرنے سے نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو گیا پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاف ابتلاء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ بھی مقتضی ہیں کہ بحکم دع ما یریبک الی مالا یریبک (الحدیث) (۱) اپنے رسالہ نیل الشفاء سے رجوع کرتا ہوں اور جو کوئی درجہ سبب ضرر کا واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحضار اور تکرار کرتا ہوں۔

علی انني راض بان احمل الهوی واخلص منه لا علی ولا لیا والسلام

(نوٹ) اگر ممکن ہو تو بلا التزام اس مضمون کو مکمل یا ملخص جلدی شائع فرما دیں چاہے خواہ مستقلاً ہو یا کسی پرچہ میں۔ اشرف علی ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۶۸

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول اس میں جو تاب کا حکم ہے بظاہر اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لیکن منع کی دلیل کی حاجت نہیں احتمال کافی ہے اور اس احتمال سے فرض قوی ہے جس میں منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض متقاضائے ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناء پر حضرت عثمان سے قول ما مسست الخ کو ظاہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفاء سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک و توسل کی مشروعیت و تلقین و ترغیب اور نقشہ کی تشہیر و اشاعت کی تحریض مقصود ہے اب حضرت مولانا مدظلہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرمایا ہے۔ رہی کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بھی خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے کیونکہ حضرت نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر فرماتے ہیں اس کا حاصل بجائے جزم جواز کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

(۱) جامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ ۲ / ۷۸ ط سعید

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نظر سے یہ ضروری توضیح مدون کی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر ظاہر کیا تو جواب میں فرمایا (اشاعت) میں مطلوب ہے اور یہ تحریر بھی رشد و فہمی جزاکم اللہ تعالی و بارک فیکم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل چہارم۔ درود شریف اور دعائے گنج العرش وغیرہ

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں

(سوال) درود تاج درود لکھی دعائے گنج العرش وغیرہ کی اسناد جو لکھی ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۱ غلام ربانی میاں صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰) درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود کون سا ہے؟ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا حکم

(سوال) آج کل جو درود صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ ہے کیا یہ ایجاد بندہ ہے یا شرعی طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی ﷺ کی بابت دریافت ہو کہ آپ نے کون سا ارشاد فرمایا؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۸ محمد اسمٰعیل صاحب (امرتسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱) یہ درود بھی جائز ہے مگر حضور ﷺ کی اصل تعلیم کردہ یہ ہے السلام علیک ایھا النبی (۱) حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود یہ ہے اللھم صل علی محمد وازواجه و ذریته کما صلیت علی آل ابراھیم و بارك علی محمد وازواجه و ذریته کما بارکت علی آل ابراھیم انك حمید مجید (۲) اس کے علاوہ اور بھی درود حضور ﷺ کے تعلیم فرمودہ ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) ... (امداد الفتاوی' کتاب العقائد والکلام ۵ / ۴۰۲ ط دار العلوم کراچی) ... والثانی ... الا من الله تعالی وذلك ... الشرك فی الالهیة ... فی شرح کتاب التوحید ... ص ۱۸۷ ط مکتبه ... (۲) صحیح البخاری باب الصلوة علی النبی ﷺ ۲ / ۹٤٠ ط قدیمی کتب خانه کراچی) (۳) حوالہ بالا

ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام بے اصل ہے

(سوال) ہر جمعرات کو ایک جگہ پر جمع ہو کر درود شریف کا ختم سوالاکھ کا مسلمانوں کی بہبودی کے لئے پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے اس مجمع میں شریک ہونا اور درود شریف پڑھنا چاہئیے یا نہ پڑھنا چاہئیے؟
المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں صاحب (ضلع بدوونی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) ایسے اجتماع کا التزام کرنا بے اصل ہے درود شریف فرادا فرادا پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم

(سوال) چند لوگوں کا مجتمع ہو کر زور زور سے درود شریف پڑھنا یا ذکر کرنا کیسا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو دلیل کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳) اس طرح جماعت بنا کر درود پڑھنا ثابت نہیں اس لئے اس ہیئت کا التزام نہ چاہیئے(۱) بطور خود درود شریف جس قدر پڑھا جائے موجب ثواب ہے اور زور سے پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی نماز پڑھنے والے یا مریض کو تکلیف نہ ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جا سکتا ہے؟

(سوال) کیا درود شریف کا ثواب مخصوص بذات آنحضرت ﷺ ہے یا اس کا ثواب دوسروں کو بھی بخشا جا سکتا ہے عموماً مشہور ہے کہ بجز سرور عالم ﷺ کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (گورکھپور) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) ایک ثواب تو درود شریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کو ملتا ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے(۳) اور ایک وہ ثواب ہے جو درود میں آنحضرت ﷺ کے لئے

---

(۱) صح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد يهللون و يصلون على النبي ﷺ جهرا وقال لهم ما اراكم الا مبتدعين (رد المحتار ' فصل في البيع ۶ /۳۹۸' ط سعيد)

(۲) صح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد يهللون و يصلون على النبي ﷺ جهرا وقال لهم ما اراكم الا مبتدعين (رد المحتار' كتاب الحظر والاباحة' فصل في البيع' ۶ /۳۹۸' ط سعيد)

(۳) ولا سرار افضل حيث خاف الرياء او تأذى المصلين او النيام (رد المحتار ' كتاب الحظر والاباحة' فصل في البيع' ۶ /۳۹۸ ط سعيد) (۴) صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره وفي البحر من صام او صلى او تصدق و جعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز' و يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة (رد المحتار مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها له ۲ /۲۴۳ ط سعيد)

اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے اس کا حکم یہ ہے کہ لفظ صلوٰۃ یا اس کے مشتقات سے صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ طلب کرنا چاہیے قصداً اور بالذات دوسروں کے لئے اللھم صل علی فلان نہ کہنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں

(سوال) درود تاج کا ثبوت کسی حدیث سے ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵) درود تاج کوئی ایسا درود نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو اور اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہیں (۲) اس سے بہتر وہ درود ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں جیسے نماز کے درود۔ یہ افضل و اعلیٰ ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر ان کی اسناد بے اصل ہیں!

(اخبار الجمعیۃ حبیب نمبر مورخہ ۹ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) درود تاج کے پڑھنے میں جناب کا کیا ارشاد ہے؟ (۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش کا پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۶) (۱) درود تاج کا پڑھنا کوئی گناہ نہیں ہے مگر دوسرے ماثور درود اس سے افضل ہیں (۴) (۲) جائز ہے مگر ان کی اسنادیں معتبر نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی النبی (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیۃ (قولہ وکذا لا یصلی احد علی احد) ای استقلالا (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶/۳۹۶ ط سعید)

(۲) درود تاج کے بعض جملے: دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ... قابل اجتناب ہیں (مجموعۃ الفتاوی) (اردو) ۲/۱۹۷ ط سعید)

(۳) ان النبی ﷺ خرج علینا فقلنا قد علمنا کیف نسلم علیک فکیف نصلی علیک؟ قال فقولوا اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم (الحدیث) (صحیح البخاری باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ۲/۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) ولاشک ان الاتباع بالادعیۃ الماثورۃ اولی وارجی للقبول (تکملۃ فتح الملہم مسئلۃ التوسل ۵/۶۲۲ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

دوسرا باب
پیری مریدی
فصل اول - بیعت

بیعت توبہ مسنون ہے، معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے!

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فی زمانہ بغیر ان پانچ طریقوں سے توبہ نہیں کراتے مخصوص بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا نام لینا ضروری نہیں بلکہ معروف مشہور طریقہ محمدیہ کافی ہے یا کہ صاحب شرع ان میں توبہ کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اور کسی نے ہم کو ان طریقوں سے توبہ دی تو قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۷) بیعت توبہ مسنون ہے اور چاروں طریقے جو مروج ہیں اور معروف ہیں ان میں مرید ہونا مستحب ہے، واجب یا فرض یا سنت نہیں کیونکہ شیخ جیلانی طریقوں کے علاوہ بھی مرید کرنا اور توبہ کرانا جائز ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قول الجمیل میں فرماتے ہیں اعلم ان البیعۃ سنۃ ولیست بواجبۃ لان الناس بایعوا النبی ﷺ وتقربوا بہا الی اللہ تعالی ولم یدل دلیل علی تاثیم تارکہا ولم ینکر احد من الائمۃ علی تارکہا الخ (۱) اور اسی میں ہے اعلم ان البیعۃ المتوارثۃ بین الصوفیۃ علی وجوہ احدہا بیعۃ التوبۃ من المعاصی والثانی بیعۃ التبرک فی سلسلۃ الصالحین الخ (۲) اور اسی میں ہے ولا باس ان یلقنہ فیقول قل اخترت الطریقۃ النقشبندیۃ او القادریۃ او الچشتیۃ علی وجوہ الخ (۳) پس ان طریقوں میں مرید ہونا جائز ہے، ان طریقوں کا نام نہ لینا بھی جائز ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ایک بزرگ سے مرید ہو کر شیخ کی وفات کے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں

(سوال) خادم نے ایک بزرگ سے چند روز فیض حاصل کیا جو کہ مرید بیعت یافتہ تھا ہاتھ پر بیعت نہیں ہوا تھا اب اگر کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۸) صورت مسئولہ میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں

(۱) الفصل الثانی سنیۃ البیعۃ ص ۱۲ ط کمپنی
(۲) حوالہ بالا ص ۱۹
(۳) حوالہ بالا ص ۲۳
(۴) فکلمۃ لا باس وان کان الغالب استعمالہا فیما ترکہ اولی لکنہا قد تستعمل فی المندوب کما صرح بہ فی البحر الرائق، کتاب الطہارۃ: مطلب کلمۃ لا باس قد تستعمل فی المندوب ۱ / ۱۱۹ ط سعید

نہیں کہ دوسرے سے اس وقت بیعت ہونا مناسب نہیں جب کہ پہلے سے بیعت ہو چکا ہو اور جو اس سے فائدہ پہنچ سکے دوسرے سے حاصل کی جائے لیکن اگر پہلے سے بیعت کی نہیں ہو تو دوسرے سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں(۱) واللہ اعلم

(۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرانا حضور ﷺ یا خلفاء راشدین یا کسی بزرگ سے ثابت ہے؟
(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں

(سوال) (۱) پیر بلند جگہ تخت پر بیٹھے اور دوسروں کو نیچے بٹھا کر بغیر ضرورت ذکر کراوے اس طرح خدا کے نام کی ہتک و بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟
(۲) پیر کا اس طرح دوسروں کو نیچے بٹھا کر ذکر کرانا اگر درست ہے تو ایسا فعل حضرت سرور کائنات ﷺ یا خلفائے راشدین نے یا حضرت عبدالقادر جیلانی نے کیا ہے؟
(۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا پیر کی طرف سے؟
المستفتی نمبر ۲۱۴ فقیر محمد صاحب ہزاروی (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۹) (۱) یہ فعل پیر کا اچھا نہیں ہے (۲) حضور ﷺ صحابہ کرام اور بزرگان دین کی یہ عادت نہ تھی (۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے پیر کے اختیار کی نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ

بدکار اور متعصب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں

(سوال) زید تصویر کشی اور تصویروں کی تجارت سے اپنے معاش کو پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے نیلام کرتا ہو اور لوگوں کو مرید کرنے میں کسی مذہب و ملت کی قید نہ رکھتا ہو مسلم ہندو عیسائی پارسی کو بلا دعوت اسلام پیش کئے اور بلا توبہ کرائے مرید کرتا ہو اور اس طریقہ کا جواب اور اشتہار چھاپ کر لکھتا ہو اور طوائفوں کا گانا سنتا ہو اور ریڈیو پر گانے مزے سے سنتا ہو اور نماز باجماعت کی پابندی نہ ہو تو نماز جماعت کے وقت سینما ہال میں تماشہ اور ناچ ورنگ دیکھتا ہو اور اپنی مریدنیوں کو اور دوستوں کی عورتوں کا حسینہ اور خدوخال اور زلفوں کا حال اپنے اخبارات میں لکھتا ہو اور اس سے دلچسپی اور مزہ لیتا ہو اور مولویوں کو برا بھلا کہتا ہو اور سجدہ تعظیمی مقبرہ وغیرہ کو جائز قرار دیتا ہو اور اپنے اخبار میں کئی تحریر کرتا ہو کہ ہندو میں کئی ہوں نہ

(۱) فان قلت هل يجوز ... ولكن لا ينبغي ... [illegible]
... شرح ... ص ۲۰ ط كلكته،
(۲) ... شرح العقائد ص ۵۵ ط امداديه ملتان)

میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی مخصوص رکھتا ہو بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہو عورتوں کو بے حجابانہ اپنے سامنے رکھتا ہو اور ناچ رنگ کو تحفہ سینما اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہو تو کیا ایسے شخص کو جس کے اندر اس قدر منہیات شرعی مذکورہ موجود ہوں اس سے بیعت جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۹ اعجاز حسین صاحب (دہلی) ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰) تصویر بنانا اور بنوانا اور تصویروں سے گھر کو مزین کرنا صحیح اور صریح احادیث کی رو سے ناجائز ہے۔ مذہب حنفی یہی ہے۔ تصویر کی حرمت دستی تصاویر اور فوٹو اور تصویروں اور نصف تصویروں کو شامل ہے(۱)(۲) غیر مسلموں کو مرید کرنا اگر ان کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے ہو تو صرف بیعت میں مضائقہ نہیں غیر مسلم کے غیر مسلم رہتے ہوئے اور رہنے دینے کے ساتھ اس کو مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرید کرنے کی غرض ارشاد حق اور تصفیہ باطن ہے اور غیر مسلم غیر مسلم رہنے کی حالت میں تصفیہ باطن کا اہل نہیں اسلام کے بغیر نور قلب کا حصول ناممکن ہے اور غیر مسلم کو مرید کرنا اور اس کو شیخ کے طور پر مرید کہنا عملی طور پر اس امر کا اعلان ہے کہ نور باطن کے حصول کے لئے اسلام شرط ضروری نہیں اور یہ خیال بداہۃ اصول اسلامیہ کے خلاف اور باطل ہے طوائفوں کا گانا سننا حرام ہے(۳) ریڈیو پر جائز باتیں سننا جائز ہے اور ناجائز باتیں سننا ناجائز(۴) ترک نماز موجب گناہ کبیرہ اور ترک جماعت بلا عذر اتفاقیہ ہو تو موجب ملامت اور عادۃ ہو اور اکثری ہو تو موجب گناہ ہے(۵) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو کرنا حرام اور سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا کفر ہے(۶) بہرحال جو شخص امور مذکورہ فی السوال کا مرتکب ہو وہ ارشاد و تلقین کا اہل نہیں اور اس سے ہاتھ پر بیعت کرنی جائز نہیں(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ومن اجل هذه الاحاديث وامثالها ذهب جمهور الفقهاء الى تحريم التصوير واتخاذ الصور في البيوت سواء كانت مجسمة لها ظل او كانت غير مجسمة ليس لها ظل فقد قال النووي تحت حديث الباب قال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لانه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الاحاديث وسواء صنعه بما يمتهن او بغيره فصنعته حرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله تعالى (تكملة فتح الملهم شرح صحيح مسلم، حكم الصورة الشمسية ٤/١٦٢ ط مكتبة دار العلوم كراچی)

(۲) ولكن كثير من علماء البلاد العربية جميعهم وكلهم في البلاد الهندية قد افتوا بانه لا فرق بين الصور المرسومة والصور الشمسية في الحكم (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حكم الصور الشمسية ٤/١٦٢ ط دار العلوم كراچی)

(۳) وان كان سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة ٦/٣٤٩ ط سعيد)

(٤) سماع اشعار العرب لو فيها ذكر الفسق يكره (رد المحتار) قال المحقق في الفتح ... قراءة الاشعار ان لم يكن فيها ذكر الفسق والغلام ونحوه لا يكره (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة ٦/٣٤٩-٣٥٠ ط سعيد)

(٥) وترك الجماعة يستوجب اساءة ولا تقبل شهادته اذا تركها استخفافا بذلك ومجانة اما اذا تركها سهوا او بتأويل بان يكون الامام من اهل الاهواء ... لا يستوجب الاساءة (البحر الرائق، باب الامامة ١/٣٦٥ ط بيروت)

(٦) ان على وجه التعظيم والعبادة كفر وان على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر ٦/٣٨٣ ط سعيد) (٧) الولي هو العارف بالله تعالى حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد ص ١٤٥ ط مكتبة خير كثير كراچی)

کبائر کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری مریدی جائز نہیں

(سوال) فی زماننا مشائخین جو سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں عوام الناس کو حلقہ جماعت میں داخل کرنا فرض عین سمجھتے ہیں بہ ممکن طریقت سے ہزاروں لاکھوں کو مرید کرنے کی ترغیب دے کر مرید بنا لیتے ہیں کچھ مرید غیر مرید پیر صاحب کی قدم بوسی باعث برکت سمجھتے ہیں حتی کہ پیر صاحب کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں علاوہ بریں پیر صاحب طبقہ نسواں کو اپنے حلقہ میں بے پردہ داخل فرما کر رشد و ہدایت کرتے ہیں مذکورہ طبقہ بھی پیر صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرتا ہے ازاں بعد پیر صاحب اشغال ذکر میں مصروف کراتے ہیں ہزاروں عورتیں بے پردہ حلقہ ذکر میں مستغرق ذکر ہو کر رفتہ ہو جاتی ہیں آیا یہ طریقہ بیعت وطریقہ ذکر جائز ہے یا نہیں؟

دیگر پیر صاحب خوان طعام ماحضر نوش فرماتے ہوئے گاہ گاہ اپنے مریدوں پر توجہ فرماتے ہوئے لقمہ دہان نکال کر مریدوں کے برتنوں میں ڈال دیتے ہیں لقمہ مذکورہ کو مریدان بہترین نعمت سمجھ کر نوش کرتے ہیں اس قسم کی حرکت پیر کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

پرچہ ہذا جواب میں ملفوف ہے اس قسم کے مضامین پرچے چھپوا کر مشتہر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ سید افضل صاحب (میسور اسٹیٹ) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۱) بیعت توبہ کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ مرشد لوگوں سے اس بات پر بیعت لے کہ وہ گناہوں سے اجتناب کریں گے اور فرائض الہیہ بجا لاتے رہیں گے(۱) لیکن لازم ہے کہ مرشد خود بھی سنت نبویہ کا متبع ہو اور کوئی امر قصداً سنت کے خلاف نہ کرے پس پیری مریدی اگر اس حد تک محدود رہے تو وہ صحیح اور جائز ہے اور اگر اس حد سے متجاوز ہو مثلاً مرشد خود بے شرع ہو سنت کے خلاف اعمال کرتا ہو مریدوں کو بھی اتباع شریعت اور پیروی سنت کی تلقین نہ کرتا ہو گناہوں سے بچنے کی ہدایت نہ کرتا ہو ان سے کوئی ٹیکس وصول کرتا ہو عورتوں کو بے پردہ سامنے آنے دیتا ہو ان سے پاؤں دبواتا ہو بے پردہ حلقہ ذکر عورتوں کا منعقد کرتا ہو تو ان حالات میں بیعت اور پیری مریدی ناجائز ہے(۲)

اگر پیر صاحب نے یہ طریقہ بنا لیا ہو کہ نیک متبع شریعت مریدوں کی درخواست کے بغیر اپنے منہ کا لقمہ نکال کر ان کے آگے کھانے میں ڈال دیتے ہیں تو یہ ناجائز اور بد تہذیبی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اعلم ان البیعة المتوارثة بین الصوفیة علی وجوه: احدها بیعة التوبة من المعاصی (القول الجمیل، الفصل الثانی ص ۲۳ کلکتہ)

(۲) والولی هو العارف بالله تعالی حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی) وفی شرحه النبراس حتی انه یخرج بالکبیرة واصرار الصغیرة عن الولایة (ص ۲۹۵ ط امدادیہ ملتان)

مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال) ایک شخص مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہے اور ان کی رحلت کے بعد اس نے ان کے ایک خلیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے ایسی صورت میں وہ اس بات کے بھی خواہشمند ہیں کہ ان حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جائیں اور کانگریس یا کانگریس کی بعض دیگر ہم خیال جماعتوں میں سے کسی کے امیدوار کو الیکشن میں ووٹ دے دیں کیا ایسا کرنے سے بیعت فسخ ہو جائے گی؟ المستفتی محشر حسینی (ضلع بلیا) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۶۲) سیاسی معاملہ میں بیعت کے تعلق سے مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد اس بات سے منع نہ کرے اور ناراض نہ ہو اور اگر وہ منع کرے اور ناراض ہو تو پھر اس کے خلاف کرنا مشتبہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

پیری مریدی کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(جواب دیگر ۶۳) [illegible] آپ کا خط موصول ہوا کثرت مشاغل کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی امید ہے کہ معاف فرمائیں گے آپ کے سوالات کے مختصر جواب تحریر کرتا ہوں کیونکہ تفصیل بہت زیادہ وقت چاہتی ہے۔

(۱) پیری کی حیثیت یہ ہے کہ [illegible] جس شخص کو ضرورت ہے تو پیری کی جس شخص کو ضرورت ہے کہ اخلاق رذیلہ کو دور کرنے اور اخلاق حسنہ کو حاصل کرنے کے طریقے تعلیم کرتا ہے اور ان طریقوں پر عمل کرنے کے راستے بتاتا ہے (۲) تمام ان لوگوں کو پیری کی ضرورت ہے جو مذکورہ باتیں خود نہ جانتے ہوں اور اس کے علاوہ پیر کے ذریعے سے تحصیل معارف آسان ہوتی ہے (۱) (۳) میں بھی ایک مرشد سے بیعت رکھتا ہوں جب ان کا وصال ہو چکا ہے (۴) باطنی بزرگوں اور اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ بزرگوں سے کرامتیں ضرور ظاہر ہوں (۲) اور ایسے پیر بھی ہوتے ہیں جو اپنی روحانی قوت سے مریدوں کی تعلیم کرتے ہیں (۳) (۵) موجود ہوں گے اگرچہ کمیں

---

(۱) [illegible] على [illegible] وخالف هواه وتخلى عن الأخلاق المذمومة وتحلى بالأخلاق المحمودة [illegible] الكتب فقد ضل ضلالاً بعيداً [illegible] ۱۸/ ۴۴۳ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچي)

(۲) [illegible] شرح العقائد ص ۵۵ ط [illegible]

(۳) [illegible] لاولياء ۴/ ۲۶۰ ط سعيد)

معلوم نہ ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ بدنظمی کے زمانہ میں عمل موجود ہو اور یقین ان کا علم نہ ہو (۶) بزرگوں اور اولیاء اللہ کی حقیقی پہچان مشکل ہے مگر ظاہری پہچان اتباع سنت ہے جو شخص جس قدر زیادہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور طریقوں کا متبع ہوگا اسی قدر زیادہ بزرگ ہوگا (۷) میرے خیال میں آج کل تصفیہ باطن کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ذات گرامی مغتنم ہے آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں قیام رکھتے ہیں (۸) جب کہ کوئی شخص نبوت کا یقین کرے تو خدا کے وجود اور اس کی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجنے اور حضرت محمد ﷺ کے خدا کے پیغمبر اور رسول تھے قرآن پاک خدا کی کتاب ہونے کا یقین کرے تو اس کے بعد قرآن پاک کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع واجب ہونے میں کوئی شبہ اور تامل باقی نہیں رہتا اور نہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پنجگانہ نمازیں کیوں ہیں تیس دن کے روزے کیوں ہوتے ہیں یہ خدا کے احکام ہیں اور جو شخص خدا اور رسول اور قرآن کو مانتا ہے اسے ان احکام کا ماننا لازم ہے (۹) دنیوی عیش و آرام حاصل کرنے سے اسلام نے منع نہیں کیا اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق عیش و آرام حاصل ہو (۱۰) دنیوی زندگی یقیناً فانی ہے اس میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا ہے بعد جس عالم سے دوچار ہونا ہے وہ باقی ہے عقلمند کا فرض ہے کہ وہ فانی پر باقی کو ترجیح دے اور شریعت کی متابعت کرے اور عارضی لذتوں کی محبت میں نہ پھنسے اسی قدر عیش اور ہمیشہ کا آرام حاصل کرنے کی کوشش کرے یہی عقل کا مقتضا ہے نہ کہ خلاف عقل (۱۱) جن صاحب کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ میرے نزدیک ارشاد و ہدایت کے لئے منتخب کیے جانے کے لائق نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

تستحب البيعة في طريق من طرق المشايخ

از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

(سوال) هل يلزم بيعة الطريقة للمشائخ المعروف بالقادرية والشاذلية وغيرهما و يجب العمل بما يلقنه ام لا وان لم ياخذ البيعة يخشى عليه سوء الخاتمة؟

(ترجمہ) مشائخ طریقت کے جو سلسلے مشہور ہیں مثلاً قادریہ شاذلیہ وغیرہ تو کیا ان میں سے کسی میں کسی مرشد سے بیعت ہونا اور مرشد کی ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص کسی مرشد سے بیعت نہ ہو تو کیا سوئے خاتمہ کا خطرہ ہے؟

(جواب ۶۴) لا يلزم بيعة الرسمية في طريقة من طرق المشائخ نعم تستحب لمن يتهاون في توخي امرها ومن لم يأت بها و سلك الطريق المستقيم اخذا من الكتاب والسنة وآداب السلف الصالحين لا يخشى عليه سوء الخاتمة هذا والله اعلم محمد كفايت الله كان الله له' مدرسه امينيه دهلي

(۱) والولي هو العارف بالله تعالى و صفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مكتبه خير كثير' كراچی)

(ترجمہ) مشائخ طریقت کے مشہور مروجہ سلسلوں میں بیعت ہونا (شرعاً) لازم نہیں ہے ہاں مستحب ہے تو جو شخص بیعت اختیار کرے اور اس کے مطابق عمل کرے تو ماجور ہوگا اور جو بیعت اختیار نہ کرے مگر کتاب و سنت اور آداب سلف و صالحین کے مطابق صراط مستقیم پر گامزن رہے اس کے سوئے خاتمہ کا خطرہ نہیں ہے میری رائے تو یہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علیم و خبیر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مرید ہونے کا مطلب
(۲) مرید ہونا مستحب ہے
(۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے
(۴) کیا بغیر مرید ہوئے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟
(۵) مرید ہونا ضروری نہیں
(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) مرید کرنے یا مرید ہونے کے کیا معنی ہیں؟ (۲) مرید ہونے کے متعلق شریعت میں کوئی تاکید یا ہدایت ہے یا نہیں (۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں ایک ہی طرح کا عمل ہے (۴) اگر کوئی شخص بغیر مرید ہوئے مر جائے تو کیا آخرت میں کسی وجہ سے نقصان پہنچے گا (۵) اگر مرید ہونا لازمی ہے تو مرید کرنے کا حق کس کو ہے؟ (۶) مرید ہونے کے متعلق اگر مزید تفصیلات ہوں تو تحریر فرمائیے؟

(جواب ۶۵) کسی بزرگ کے ہاتھ پر یہ معاہدہ کرنا کہ میں آئندہ معصیت نہ کروں گا اور تصفیہ قلب کے لئے آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا اس کا نام بیعت کرنا یا مرید ہونا ہے(۱) (۲) کوئی تاکید نہیں صرف مستحب امر اور سنیت کا درجہ ہے(۲) (۳) دونوں کا ایک ہی مطلب ہے (۴) اگر وہ شریعت کے احکام کے متعلق عمل کرتا رہا تو اس کو صرف اس وجہ سے کہ وہ کسی کا مرید نہیں تھا کوئی نقصان نہیں ہوگا (۵) لازمی تو نہیں مگر جائز ہے اور مرید کرنے والا شخص واقف شریعت اور متبع سنت ہونا چاہیے (۶) عام طور پر لوگ ایسے پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں جن کے افعال صریح خلاف شریعت ہوتے ہیں مثلاً پیر صاحب

---

(۱) اعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة لان الناس بایعوا النبی ﷺ وتقربوا بها الی الله تعالیٰ ولم یدل دلیل علی تاثیم تارکها ولم ینکر احد من الائمة علی تارکها (القول الجمیل الفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکته)

(۲) اعلم ان البیعة المتوارثة بین الصوفیة علی وجوه احدها بیعة التوبة من المعاصی الخ (القول الجمیل الفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکته)

(۳) اعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة ولم یدل دلیل علی تاثیم تارکها ولم ینکر احد علی تارکها (القول الجمیل والفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکته)

نماز نہیں پڑھتے یا نشہ استعمال کرتے ہیں یا اور اسی قسم کی خلاف شرع حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ ان کو خدا رسیدہ سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز ہے پیر کو عالم متقی متبع سنت پابند شریعت ہونا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حرام افعال کے مرتکب پیر کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں چار میل کے قریب ایک قریہ ہے جس میں ایک بزرگ کا مزار ہے جن کا نام محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ ہے [illegible] رہا کرتے ہیں ان کا نام مولوی محمد احمد شاہ تھا [illegible] قبل ان کا انتقال ہوا اور اب ان کا خلیفہ جانشین خود ساختہ مولوی [illegible] ہے جو ہمیشہ مست رہتا ہے چلم حقہ خوب پیتا ہے کھانا پینا کبھی کبھی کھاتا پیتا ہے مگر غسل وضو کبھی نہیں کرتا ہے نماز بھی نہیں پڑھتا بال [illegible] بڑھائے رہتا ہے [illegible] مرد و عورت سب اس کے لئے اور [illegible] سجدہ کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس سے [illegible] ہیں چند مولوی حضرات جو اس کے خلیفہ ہیں مثلاً مولوی امین الحق فرید آبادی و مولوی عبد [illegible] وغیرہ کہتے ہیں کہ سجدہ [illegible] جائز ہے اس کے اکثر مرید مالدار ہیں مگر بے نمازی ہیں زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے ہر سال چندہ کر کے عرس منایا جاتا ہے اس میں ہزاروں مرد و عورت تماشے کے لئے جمع ہوتے ہیں طوائفیں بھی آتی ہیں خوب ناچ گانا ہوتا ہے زائرین قربانیاں نذر و نیاز [illegible] کرتے ہیں [illegible] کے وقت [illegible] پڑھتے ہیں [illegible] کرتے ہیں جنہوں نے [illegible] زیارت [illegible] کا ثواب ہوگا اس لئے اکثر لوگ حج کو نہیں جاتے وغیرہ۔

(جواب ۶۶) مذکورہ شخص کا غسل نہ کرنا نماز روزہ ترک کرنا اور نشہ استعمال کرنا اور اپنے لئے سجدہ کرانا اور جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرانا اور رنڈیوں کے ناچ گانے کی اجازت دینا اور فواحشات کا مرتکب ہونا یہ تمام افعال حرام اور سخت گناہ اور موجب فسق ہیں [illegible] ان کو حلال سمجھنا کفر ہے [illegible] جو ان فواحش کے مرتکب اور [illegible] زندیق ہیں ان کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے۔ (۴)

---

(۱) والولي هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد' ص ۱۴۵' ط مكتبه خير كثير' كراچي)

(۲) ويجوز أن يكون مرتكب الكبيرة مؤمناً فاسقاً غير كافر (شرح فقه الأكبر مرتكب الكبيرة ص ۱۴۰ ط مصر)

(۳) لكن في شرح العقائد النسفية: استحلال المعصية كفر إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي (رد المحتار' باب زكوة الغنم' مطلب استحلال المعصية كفر ۲/۲۹۲ ط سعيد)

(۴) والولي هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مكتبه خير كثير كراچي)

سجدہ کو سجدہ کرنا شریعت محمدیہ میں ہرگز مباح نہیں آیات سجدہ ملائکہ اور سجدہ برادران حضرت یوسف علیہ السلام امم سابقہ کے واقعات ہیں اور امم سابقہ کے احکام ہمارے لئے اس وقت حجت ہوتے ہیں جب کہ ہماری شریعت میں ان کے خلاف حکم نہ آیا ہو اور یہاں یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں سجدہ تحیہ کی حرمت اور ممانعت [illegible] ثابت ہے [illegible] غیر اللہ کو سجدہ عبادت یقیناً کفر ہے اور سجدہ تحیہ حرام اور موجب فسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم ۔ ریاضت

تزکیہ نفس کے لئے جب تک مراقبے میں تجاوز نہ ہو تو مباح ہے

(سوال) کیا ازروئے قرآن و حدیث کے مراقبہ شغل چند آدمیوں کا اندھیرے میں بیٹھ کر [illegible] ایک [illegible] پر خیال [illegible] کرنا [illegible] نفس [illegible] کا حکم کیا ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۱ [illegible] (ایران) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۷) مراقبہ اور اس قسم کے دوسرے افعال جو مشائخ سے بیان تزکیہ نفس اور ریاضت کے سلسلے میں معمول ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی [illegible] شامل نہ ہو مباح ہیں فی حد ذاتہ مقصد میں داخل نہیں ہیں بلکہ حصول مقصود [illegible] قلب یا تنبیہ [illegible] کے ذرائع میں سے ہیں [illegible] انہیں عمل میں [illegible] احوال کی موجودہ مروجہ شکلیں ثابت نہیں [illegible] شریعت [illegible] بتانے والا شیخ عالم متقی اور متبع سنت ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) [illegible] یوسف [illegible] ۲ ۱۰۰ ۴۹۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) [illegible] کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ۶ ۳۸۳ ط سعید)

(۳) [illegible] ص ۳۸ ط کمکہ [illegible] لا اصل لها في السنة [illegible] لا اله الا الله [illegible] ۱۸ ۴۵۳ ۴۵۴ [illegible] العلوم الاسلامیہ کراچی)

تصور شیخ کا حکم

(سوال) آج کل عموماً جتنے پیر و مرشد ہوا کرتے ہیں وہ مرید کرنے کے بعد مرید کو پہلے وظائف بتلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میری صورت کا تصور کرو اور اپنی صورت کو وسیلہ قرار دیتے ہیں ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے تصور کا جب دریافت طلب امر یہ ہے کہ پیر کی صورت کا تصور جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو اس میں کچھ ثواب ہے یا نہیں اور یہ کہ اگر مرید کا جب ... اس صورت میں ... تو یہاں کی ... صورت پر ... ہوں؟

المستفتی نمبر ۷۷۰ سید حمید شاہ (پشاور، ضلع ...) ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۸) تصور کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مرشد کا خیال پیش نظر رہے تاکہ منہیات کے ارتکاب سے شرم آئے ... اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں اور عبادت یعنی نماز کے اندر یہ تصور اور خیال بھی نہ ہونا چاہئے نماز میں تو اعبد اللہ کانک تراہ (۱) کی تعلیم ہے یعنی یہ خیال رکھے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے سامنے ہوں اور گویا اس کو دیکھ رہا ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) تصور شیخ جو کہ اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

(جواب ۶۹) تصور کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیائے کرام اس کو بعض لوگوں کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے کیونکہ غیریت کا التفات ہے (۲)

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول ۱/ ۱۱، ط سعید

(۲) قال ابو ذر قال رسول اللہ ﷺ لا یزال اللہ عزوجل مقبلا علی العبد وهو فی صلاته مالم یلتفت فاذا التفت انصرف عنه (سنن ابی داؤد، باب الالتفات فی الصلوة ۱/ ۱۳۸، ط امدادیہ ملتان)

تیسرا باب
متفرقات

شعر " اللہ کے پیٹ میں سوائے وحدت "الخ ملحدانہ شعر ہے
ایسی غزل خوانی کی مجالس میں شرکت سے بچنا ضروری ہے

(سوال) چند بچے ڈاڑھی منڈے بے نماز زنانی مردانی مجلسوں میں بیٹھ کر نعت خوانی، غزل خوانی اور منڈھا خوانی نہایت خوش الحانی سے کرتے ہیں اور ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے مثلاً "اللہ کے پیٹ میں سوائے وحدت کے رکھا ہی کیا ہے نہیں جو کچھ لینا ہے وہ سرکار محمد سے لینا ہے" وغیرہ ایسی مجلسوں میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۲ ۔ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۰) یہ اشعار جو سوال میں مذکور ہیں سخت ملحدانہ اور عوام مسلمین کی گمراہی کا باعث ہیں اور اس قسم کی غزل خوانی کو نعت خوانی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے در حقیقت شریعت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین ہے اور عورتوں کے مجمع میں نوجوان مردوں کا خوش الحانی سے گانا موجب شیوع فسق ہے لہذا یہ تمام باتیں جو سوال میں مذکور ہیں ناجائز و حرام ہیں اور بعض تو زندقہ و الحاد میں داخل ہیں مسلمانوں کو ایسی مجالس سے بچنا فرض ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

متبع شرع عالم دین کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے تصوف شرعی علوم میں داخل ہے

(سوال) ایک بزرگ عالم باعمل اہل سنت والجماعت ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں سنت جناب رسول کریم ﷺ پر قربان و فدا اور بدعات سے نہایت متنفر اور ہر ایک اہل اسلام کو ذکر الٰہی کرنے کی ترغیب و ہدایت دیتے ہیں جن کے حلقہ ارادت سے ایک گروہ اہل اسلام نماز پنجگانہ نوافل و تہجد و ذکر و شغل رابطہ مراقبہ محاسبہ میں مشغول ہے اور شریعت جناب سرور عالم ﷺ پر قائم اگر کوئی شخص بوجہ حسد کے آدمی کی یا ان کے گروہ یا ان کی خوب گؤ مذمت کرے بات بات پر تمسخر کریں تو عند الشرع ان پر کیا حکم ہوگا۔

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان و مقلد ظاہر کرے اور علم تصوف سے منکر ہو یا علم تصوف اور صوفیوں اور ذکر کرنے والوں کو حقیر جانے اس پر کیا حکم ہے؟

---

(۱) إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به أو سخر باسم من أسمائه تعالى أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده ووعيده يكفر (الفتاوى البزازية على هامش الهندية، الثاني فيما يتعلق بالله تعالى ٦/٣٤٣ ط ماجدية كوئٹہ)

(جواب ۷۱) جو لوگ کہ احکام شرعیہ کے پابند اور سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ کے موافق عامل ہوں اور اشغال صوفیہ میں مشغول رہتے ہیں ان کی توہین و تذلیل اور استخفاف و تمسخر سے مثل تمام مسلمانوں کے ممانعت شرعیت ہے اور اگر ان کی توہین اتباع سنت کی وجہ سے ہو تو بہت سخت ہے یعنی وہ درحقیقت شریعت یعنی سنت کا استخفاف ہے جس سے کفر لازم ہو جاتا ہے وفی الدر ترك السنة فان راها حقا اثم والا كفر (در مختار) قوله والا كفر اى بان استخف فيقول هي فعل النبي ﷺ وانا لا افعله الخ (ردالمحتار)(۱) وفي العقائد النسفية والاستهزاء على الشريعة كفر انتهى(۲) بالخصوص کہ بزرگ عالم ان کی توہین پر تو کفر کی نوبت آتی ہے حدیث میں عن ابي امامة مرفوعا ثلاثة لا يستخفهم الا المنافق ذو الشيبة في الاسلام و ذو العلم وامام مقسط (رواه الطبراني في الكبير انتهى) كذا في مجموعة الفتاوى(۳) و فيها نقلا عن البزازية استخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالى منحه فضلا على خيار عباده ليدلوا خلقه على شرعه نيابة عن رسله فاستخفافه بهذا يعلم انه الى من يعود انتهى(۴)

علم تصوف نے جو درحقیقت علم باطن ہے اتنا ہر شخص پر فرض ہے تحقیق مقدار جتنا جس کے ذریعے سے اپنے نفس کے باطنی امراض کا ازالہ اور اخلاق و صفات قبیحہ سے اجتناب ہو سکے۔ در مختار میں ہے في تبيين المحارم لاشك في فرضية علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة عليه و علم الحلال والحرام و علم الرياء لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء و علم الحسد والعجب اذ هما ياكلان العمل كما تاكل النار الحطب الخ (رد المحتار)(۵) وقال في رد المحتار اعلم ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين و مثلها غيرها من آفات النفوس كالكبر والشح والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء والطمع والبخل والبطر والخيلاء والخيانة والمداهنة والاستكبار عن الحق والمكر والمخادعة والقسوة وطول الامل و نحوها مما هو مبين في ربع المهلكات من الاحياء قال فيه ولا ينفك عنها بشر فيلزمه ان يتعلم منها ما يرى نفسه محتاجا اليه وازالتها فرض عين الخ (رد المحتار)(۶) باقی صوفیہ

---

(۱) باب الوتر والنوافل ۲/ ۲۲ ط سعید
(۲) ص : ۱۶۷ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی
(۳) کتاب الکراهية ۴ / ۳۵۳ ط لکھنو
(۴) کتاب الکراهية ۴/ ۳۵۲ ط لکھنو
(۵) مطلب فی فرض الکفایۃ و فرض العین ۱/ ۴۲ ط سعید
(۶) مقدمہ ۱/ ۴۳ ط سعید

ہے اذکار و مراقبات وغیرہ کا علم جو زائد از حاجت ہو وہ فرض و واجب نہیں مگر مستحب ضرور ہے (۱) لیکن اس علم کو مطلقاً بے کار کہنے والا فاسق ہے اور استخفاف و استہزاء میں خوف کفر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پمفلٹ میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں!

(سوال) ایک شخص نے جو اپنے آپ کو طبقہ فقراء میں سے بتاتے ہیں اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور پر خیالات کی روشنی ڈالی ہے۔

(۱) نسل و خاندان پر فخر و غرور زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے اور اسلام نے پتھر کے بتوں کی طرح اس کو بھی توڑا ہے۔

(۲) فقراء کو چاہیے کہ وہ سستی و کاہلی اور بے عملی چھوڑ دیں اور نشہ بازی کی عادتوں کو ترک کر دیں۔

(۳) جو فقراء اونی کپڑے پہنتے [illegible] بدن پر راکھ ملتے اور ننگے بدن رہتے ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اسلامی تعلیمات کے خلاف چلتے ہیں

(۴) فقیروں کو شریعت کی [illegible] مرید بنا کر لوگوں کو خلاف سنت اعمال کی ترغیب دینا [illegible]

(۵) اسلامی تعلیم کے [illegible] ناجائز ہے۔

(۶) ڈھولک سارنگی کے ساتھ گانا سننا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

(۷) فقیری کو ایک مستقل پیشہ بنانا سخت معیوب ہے۔

(۸) فقراء کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسے کھولیں اور ان میں مذہبی تعلیم کا انتظام کریں ان مدارس میں دستکاری کی تعلیم بھی دی جائے۔

(۹) فقراء کو صرف خدا ہی کا محتاج ہونا چاہیے۔

(۱۰) فقراء صرف خدا سے دعا میں اسی کی ذات کو مستعان اور حاجت روا سمجھیں

(۱۱) شادیوں میں گانا رنگ وغیرہ ترک کر دیئے جائیں۔

(۱۲) برات میں ناچ رنگ اور آتش بازی ممنوع ہیں۔

(۱۳) رخصت کے وقت دولہن کو جہیز وغیرہ دکھانا نہیں چاہیے۔

(۱۴) چونکہ [illegible] قابل ترک ہیں [illegible] جماعت کے نام سے موسوم ہے ترک کر دینی چاہئیں۔

(۱۵) غمی کے موقع پر تعزیت کنندگان کے لئے پان حقہ اور کھانا مہیا کرنا قابل ترک ہے۔

(۱) و مندوبا وهو التبحر فی الفقه و علم القلب (الدر المختار مع رد المحتار' مقدمه ۱ / ۴۳ ط سعید)

(۲) الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر (الاشباه والنظائر' الفن الاول' کتاب السیر ص ۱۹۱ ط بیروت)

(۱۶) تیجہ دسواں چہلم وغیرہ رسوم کا ترک کرنا مستحسن ہے۔

صاحب رسالہ نے مندرجہ بالا امور لکھے ہیں وہ از روئے شرع شریف صحیح ہیں یا نہیں [illegible] ان پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۱ محمد عمر [illegible] قصبہ پٹھان ضلع [illegible] ۲۳ ربیع [illegible] ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) یہ تمام امور صحیح ہیں اور شرع شریف کی تعلیم سے متعلق ہیں پہلے نمبر کا مطلب یہ ہے [illegible] عمل اور خدمت پر تکبر اور اپنا فخر نہ [illegible] ہے [illegible] مسلمانوں کی تحقیر نہ کی جائے اور باقی سب نمبر درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟

(سوال) جاہل آدمی معرفت کا مستحق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور [illegible] قسمت کی تیزی سے [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] کا مسئلہ ہو [illegible] یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خان [illegible] ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۳) عرفی معنی پر جاہل آدمی تقویٰ [illegible] جس کو جاہل کہتے ہیں [illegible] ولی ہو سکتا ہے [illegible]

(۱) [illegible] عن ابی ہریرۃ قال [illegible] لله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء مؤمن تقي وفاجر شقي [illegible] من تراب [illegible] فخرهم [illegible] ابی داؤد باب التفاخر بالاحساب ۲ / ۳۵۰ ط امدادیہ ملتان)

(۲) [illegible] كل مسكر خمر وكل مسكر حرام [illegible] صحيح مسلم باب بيان ان كل مسكر حرام ۲ / ۱۶۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) [illegible] ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) [illegible] وهم [illegible] ص ۵۱۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۵) [illegible] داؤد باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان ۲ / ۳۵۸ ط امدادیہ ملتان)

(۸) [illegible] التعزير ۴ / ۷۸ ط سعید)

(۱۱، ۱۲) [illegible] ۶ / ۳۴۹ ط سعید)

(۱۴، ۱۵) ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت [illegible] ۲ / ۲۴۰ ط سعید

(۱۶) ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع (مرجع سابق)

ہے کہ جس قدر علم ضروری ہے وہ خداوند تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کرامت بعد الموت ممکن نہیں

(سوال) کیا مرنے کے بعد کسی ولی کی کرامت ممکن ہے؟ المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالرحیم (ضلع پشاور) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۴) ولی کی کرامت بعد موت بھی ممکن ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم

(سوال) (۱) اذان کے درمیان جب مؤذن اشهد ان محمدا رسول الله کہتا ہے تو نام مبارک محمد پر سامعین اپنے دونوں ہاتھوں کے ابہام کو چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد حمزہ خاں صاحب (ضلع میانوالی) ۱۵ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۵) آنحضرت ﷺ کا نام نامی سن کر ابہام کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت نہیں ہے حضور ﷺ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرام سے یہ عمل ثابت ہوا ہاں مسند فردوس دیلمی سے ایک روایت اس کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت ضعیف ہے(۳) بعض بزرگوں نے اس عمل کو آنکھیں نہ دکھنے کے لئے موثر بتایا ہے تو اگر کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے اور آنکھوں کے نہ دکھنے کے لئے بطور ایک علاج کے عمل کرے تو اس کے لئے فی نفسہ یہ عمل مباح ہوگا مگر لوگ اس کو شرعی چیز اور سنت سمجھ کر کرتے ہیں اس لئے اس کو ترک کردینا ہی بہتر ہے تاکہ لوگ التباس میں مبتلا نہ ہوں۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں

(سوال) جو شخص کسی پیر کا مرید ہو اور اس کا شجرہ وہ سلسلے کا اس کو دیا گیا ہو اور اس شخص کا مرنے کے بعد

---

(۱) والولي هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد النسفية ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۲) عن عائشة قالت لما مات النجاشي كنا نتحدث انه لا يزال يرى على قبره نور (رواه ابو داود) (مشكوة المصابيح باب الكرامات ۲ / ۵۴۵ ط سعيد)

(۳) وفي كتاب الفردوس من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله في الاذان انا قائده ومدخله في صفوف الجنة وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي وذكر ذلك الجراحي واطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء (رد المحتار باب الاذان ۱ / ۳۵۸ ط سعيد)

(۴) اي وكل جائز ادى الى اعتقاد ذلك كره (رد المحتار كتاب الصلاة ۱ / ۳۷۱ ط سعيد)

انتقال ہو جائے تو اس شجرہ کو بھی دفن کرنا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ بعد میں اس قبر پر تھوڑا کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۳۷۹ شیخ احمد شیخ معظم مدنی صاحب (مغربی خاندیس) ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶) شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں انتقال کے بعد شجرہ کسی دوسرے شخص کے کام میں آجائے گا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نامحرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں.

(سوال) زید عمر قریب ۷۵ سال ایک معتقد صوفی شخص (جن کی مدرسہ عربیہ دیوبند کا قدیم تعلیم یافتہ حافظ قاری حاجی عالم ہیں [illegible] شاگرد ان کے [illegible] معتقدین میں ہیں) زید اپنی عمر میں آپ اپنی [illegible] صحبت [illegible] سے نسبت مجددیہ سے سرشار ہو کر ختم کر چکے اور اب صرف تبلیغ و اشاعت طریقت میں مشغول ہیں۔

ایک عورت مسماۃ خالدہ عمر ۳۰ سال انگریزی تعلیم یافتہ جدید تہذیب و تمدن کی دلدادہ اس کی اپنے خاوند سے اس بنا پر ناچاقی ہو گئی کہ وہ قادیانی مذہب پر تھا خالدہ کو بھی مجبور کرتا تھا کہ قادیانی مذہب اختیار کرے خاوند نے خالدہ کو نکال دیا اور [illegible] میرے یہاں آنے پر مجھ کو طلاق دے [illegible] بلکہ اس کو خود خالدہ نے [illegible] زید کی صحبت [illegible] مرید ہوئی زید کی صحبت اور توجہ کا خالدہ پر یہ اثر ہوا کہ انگریزی تہذیب و تمدن غائب [illegible] پابند [illegible] ہے زید کی جدائی شاق ہے [illegible] طریقت پر حسب ہدایت [illegible] خدمت [illegible] سوتے میں [illegible] بیٹی سے [illegible] محبت ہے چنانچہ زید اس کو [illegible] ساتھ [illegible] ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں [illegible] خالدہ کے منہ میں لقمہ بھی دیتا ہے [illegible] استقامت شریعت [illegible] طریقت ہے۔

لوگوں کو عقیدت پر [illegible] زید یہ جواب دیتا ہے کہ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہو چکی ہے شہوانی خیالات کا مجھ پر اثر بھی باقی نہیں ہے میں [illegible] کرتا ہوں [illegible] خالدہ کی تکمیل سے [illegible] کرتا ہوں [illegible] زید اس امر [illegible] کا مرتکب ہو کر ان امور پوشیدہ

---

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لا يجوز أن يكتب على الكفن يس والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت، والقياس المذكور ممنوع لأن القصد ثم التمييز وهنا التبرك فالأسماء المعظمة باقية على حالها فلا يجوز تعريضها للنجاسة (رد المحتار، مطلب فيما يكتب على كفن الميت ۲ / ۲۴۶ ط سعيد)

رکھتی تھی خادمہ کے خاندان کے سب لوگ موجود ہوتے ہیں دلیل میں پارہ نمبر ۲۲ کی آیت حجاب (غیر اولی الاربة) اور حدیث جوان بیٹا اور واقعہ فضل بن عباس اور حدیث ام ہانی فتح مکہ بیان کرتا ہے۔

اگر ان امور میں شرعی حرمت یا عدم جواز ہے تو زید و خادمہ کے باطنی امور سب تباہ ہو جانے چاہئیں تھے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ بفضلہ مشاغل شرعی ترقی پذیر اور صحبت و توجہ میں اثر بدستور ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۲ حکیم عبد القدیر خان۔ بہرائچ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۷۷) آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خادمہ ابھی تک منکوحہ عورت ہے جس کے شوہر نے شیخ جی پاس بیعت اور یہ معلوم نہیں کہ بیعت یا تعویذ کے لئے راقم کے یہاں آئی تو شوہر پر طلاق ہے اور سوال سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے بعد خادمہ زوج کے یہاں گئی اور متعلقہ ہوئی یا نہیں اور وہ اب تک منکوحہ عورت ہے تو اس کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر شیخ کے سوا کسی دوسری جگہ رہنا جائز نہیں پھر منکوحہ غیر منکوحہ سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی وہ اپنے مرشد زید کی غیر محرم ہے غیر محرم عورت کا مرشد کے ساتھ ایک حجرے میں تنہا رہنا سونا زید کا اس کے منہ میں تھوک دینا یہ سب باتیں بلاشبہ بد نفسی نہ ہونے کے بھی قانون شریعت کے خلاف ہیں اور قانون شریعت کی خلاف ورزی مرشد کے لئے دوسروں سے زیادہ قابل مواخذہ ہے کیونکہ اس کا فعل دوسروں کے لئے حجت ہوتا ہے اور اس کی پیروی اس کے اپنی جان سے زیادہ اس کے متعلقین کرتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ "اگر یہ امور خلاف شریعت ہیں تو زید و خادمہ کے باطنی امور سب تباہ ہو جانے چاہئیں تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم یہ فرض کر لیں کہ ان کے باطنی امور تباہ نہیں ہوئے تو یہ بات بھی ہمارے جواب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ جواب قانون شرعی پر مبنی ہے اور باطن کا تباہ ہونا نہ ہونا معاملہ خداوندی پر موقوف ہے جو علیم بذات الصدور ہے ایک شخص قانون کی رو سے ماخوذ اور عنداللہ مقبول ہو سکتا ہے جیسے منصور حلاج اور اگر ہم اسے تسلیم ہی نہ کریں کہ ان دونوں کے باطنی معاملات تباہ نہیں ہوئے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی علم باطن کا ذریعہ نہیں ہے وما یدریک ان الله اکرمه والله لا ادری وانا رسول الله ما یفعل بی (۳) ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ کسی شخص کے اعمال کو اسوہ حسنہ اور سیرۃ مقدسہ جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کی کسوٹی پر پرکھیں حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے لا یخلون رجل بامراة الا کان ثالثهما

(۱) [illegible] ۳/ ۱۴۳ ط سعید

(۲) عن جابر قال قال رسول الله ﷺ الا لا یبیتن رجل عند امراة ثیب الا ان یکون ناکحا او ذا محرم (صحیح الامام مسلم باب تحریم الخلوة بالاجنبیة ۲/ ۲۱۵ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

(۳) مشکوة المصابیح باب البکاء والخوف الفصل الاول ۲/ ۴۵۶ ط سعید)

الشیطان (۱) اور حضور ﷺ کی بیعت واللہ ما مست یدہ ید امراۃ قط (۲) یعنی تمام عمر حضور ﷺ نے عورتوں کو بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو دست مبارک نہیں لگایا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ماثورہ وظائف کو ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہئے 'غیر ماثورہ میں اختیار ہے

(سوال) متعلق وظائف ماثورہ وغیر ماثورہ

(جواب ۷۸) جو وظائف آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کو اسی ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہئے ان میں برکت اور مزید تقویت ہے (۳) اور جو وظائف حضور ﷺ سے منقول نہیں ان میں اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں!

(سوال) متعلقہ التزام وظائف اجتماعا

(جواب ۷۹) نماز عشاء کے بعد روزانہ درود شریف پڑھنے کو لازم کر لینا بھی درست نہیں (۴) جو لوگ فارغ ہوں اور اپنی خوشی اور اختیار سے پڑھنا چاہیں وہ پڑھ لیں اور جو نہ پڑھنا چاہے اس پر کوئی دباؤ اور جبر نہ کیا جائے اور درود شریف کا [illegible] اپنی جگہ [illegible] لازم نہیں جو پڑھنا چاہے پڑھے نہ پڑھنا چاہے نہ پڑھے اس کو برا بھی نہ کہا جائے اور نہ کوئی بدگمانی کی جائے [illegible] دونوں [illegible] ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حضور ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ جہلاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے۔

(سوال) اکثر مولوی صاحبان محفل میلاد [illegible] منقبت میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے تو براق پر سوار ہونے کے وقت براق نے شوخی کرنا شروع کی اس وقت حضرت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ

(۱) جامع الترمذی، باب کراہیۃ الدخول علی المغیبات ۱/ ۲۰۲ ط سعید

(۲) صحیح البخاری، باب إذا جاءكم المؤمنات مهاجرات ۲/ ۷۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) [illegible] تکملة فتح الملهم مسألة التوسل ۵/ ۶۲۴ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) لما صح عن ابن مسعود أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ جهرا وقال لهم ما أراكم إلا مبتدعين (رد المحتار، فصل في البيع ۶/ ۳۹۸ ط سعید)

[illegible] اس وقت آپ براق پر [illegible] آپ ﷺ [illegible] قدم [illegible]
[illegible] القدم [illegible] روایت [illegible] (۱) المستفتی نمبر ۱۲۱۱ [illegible]
[illegible] ۲۶ [illegible] ۱۳۵۵ھ م ۱۹ [illegible] ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۰) [illegible] ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

رائج متعارف قوالی، ڈھول طبلہ ستار سارنگی سننا ممنوع ہے

(سوال) رائج متعارف قوالی [illegible] ڈھول طبلہ ستار سارنگی وغیرہ [illegible]
ازروئے شرع خواص و عوام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۱) قوالی [illegible] ڈھول طبلہ سارنگی وغیرہ [illegible] ممنوع [illegible] ہیں [illegible]
بدعة ضلالة [illegible] (۲) [illegible]

التغنی باللھو معصیة فی جمیع الادیان و علل بانه یجمع الناس علی ارتکاب کبیرة کذافی العینی علی الھدایة (۳) وفی الحدیث نھی رسول اللہ ﷺ عن الصوتین الاحمقین النائحة والمغنیة کذافی الھدایة ص ۱۴۶ قال رحمه الله تعالی السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه وھو والغناء والمزامیر سواء کذافی الھندیة (۴) واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) مشکوة المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱/ ۲۷ ط سعید
(۲) [illegible] التغنی باللھو معصیة فی جمیع الادیان [illegible] کتاب الشھادة باب من تقبل شھادته ومن لا تقبل ۷/ ۴۰۸ ط مصر [illegible] و علل بانه یجمع الناس علی ارتکاب کبیرة [illegible]
سابق ۷/ ۴۰۹ [illegible]
(۳) کتاب الشھادة باب من تقبل شھادته ومن لا تقبل ۳/ ۹۲ ط مکتبہ شرکة علمیة ملتان
(۴) الباب السابع عشر فی الغناء واللھو و سائر المعاصی ۵/ ۳۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

كتاب التفسير والتجويد

پہلا باب
آیات کی تشریح

آیت " ولو علم الله فیهم خیرا لاسمعهم " الایۃ کا صحیح مطلب

(سوال) ولو علم الله فیهم خیرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون (۱) اگر اللہ جانتا ان میں بھلائی تو ان کو سناتا اور اگر ان کو سنا دیتا تو بھاگتے منہ پھیر کر ۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا اور سناتا اور پھر بھی وہ نہ سنتے اور نہ سمجھتے اور بھاگ جاتے یہ عقل میں نہیں آتا اس سے قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں کیا ان کو سناتا میرا سنانا بے کار ہے اگر میں ان کو سناتا تو بھی وہ نہیں سنتے اور منہ پھیر کر بھاگ جاتے اس آیت کے صحیح مطلب سے آگاہ فرمائیں تاکہ یہ تردد رفع ہو ۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۸ اسی محمد اسمٰعیل صاحب ۔ صدر بازار (دہلی) ۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۲) آیت کے شان نزول میں یہ مذکور ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو قصی کو زندہ کیجئے (قصی عرب کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے) قصی بڑا سچا اور معتبر آدمی تھا وہ زندہ ہو کر آپ کی نبوت کی تصدیق کرے اور ہم خود اس کی تصدیق اس کی زبانی سن لیں تو آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں گے ۔ (۲)

اس مطلب کے مناسب میں یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ ان کے دل میں خیر ہے اور وہ ایمان لے آنے کے لئے تیار ہیں تو ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق سنا دیتا (مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے دلوں میں خیر نہ تھی اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کا یہ مطالبہ خلوص پر مبنی نہیں ہے اگر قصی زندہ ہو کر بھی حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرے اور یہ لوگ قصی کو زندہ دیکھ لیں اور اس کی زبان سے تصدیق نبوت سن لیں جب بھی ایمان نہ لائیں گے اس لئے حضرت حق نے ان کا مطالبہ پورا نہ کیا اور قصی کی زبان سے ان کو تصدیق نبوت نہیں سنائی) اور اگر وہ بوجہ ان کی بدبختی اور خبث باطن کے علم کے ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق سنا بھی دیتا تو ان کا حال یہ ہوتا کہ ایمان نہ لاتے اور اعراض کرتے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ۔

اس شان نزول کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر آیت پڑھو تو مطلب اور مضمون سمجھنے میں دقت

(۱) الانفال ۲۳

(۲) وعن الجبائی انهم کانوا یطلبون من رسول الله ﷺ احیی لنا قصیا فانه کان شیخا مبارکا حتی یشهد لک ونؤمن بک فالمعنی ولو اسمعهم کلام قصی الخ (روح المعانی ٦ ۲۷٦ ط دار الفکر بیروت)

[illegible] اور پریشانی باقی نہیں رہتی [illegible] سے اطمینان قلب سے [illegible]
[illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

”قل انما انا بشر مثلکم“ کا ترجمہ ”کہہ دو تحقیق نہیں ہوں میں بشر مانند تمہارے“ کرنا غلط اور تحریف قرآن ہے

(سوال) ایک عالم مندرجہ ذیل آیت میں انما کے معنی اس طرح کرتے ہیں قل انما انا بشر مثلکم ”کہہ دو تحقیق نہیں ہوں میں بشر مانند تمہارے“ ایک بار نہیں بلکہ بار بار وہ یہی کہتے ہیں کہ انما کے معنی ہیں تحقیق نہیں [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] تحقیق نہیں [illegible] شریعت کی طرف سے اس پر کیا حکم وارد ہوتا ہے نیز ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں (۳) [illegible] (تحقیق نہیں) [illegible] المستفتی نمبر ۲۰۰۵ [illegible] ۳ ستمبر [illegible]

(جواب ۸۳) یہ ترجمہ غلط اور قرآن پاک کے مفہوم کی تحریف ہے انما کلمہ حصر ہے جس سے [illegible] قرآن مجید میں ہے انما هو اله واحد [illegible] انما الهكم اله واحد [illegible] انما انا بشر مثلكم [illegible]

[illegible] انما هو اله واحد [illegible] تحقیق نہیں وہ (یعنی اللہ) ایک معبود اور انما الهكم اله واحد کے معنی یہ ہوں گے کہ تحقیق نہیں معبود تمہارا ایک معبود اور یہ دونوں معنی کفر کو مستلزم ہیں [illegible] انما انا بشر مثلكم کا ترجمہ [illegible] کہ تحقیق نہیں میں بشر مانند تمہارے وہ قرآن مجید کی تحریف کرتا ہے [illegible]

---

(۱) الکہف ۱۱۰
(۲) [illegible] الکہف ۱۱۰
[illegible]

[illegible]

آیت "وات ذالقربی حقه الخ وبالوالدین احسانا" (الآیۃ) وغیرہ کی تفسیر

(سوال) آیات ذیل کا مطلب وضاحت کے ساتھ مع ان کی تفسیر کے بیان فرمائیں"

(۱) وآت ذاالقربی حقه والمسکین - الخ (۲) وبالوالدین احسانا و بذی القربی والیتمی والمساکین - الخ (۳) واذا حضر القسمة اولو القربی والیتامی والمساکین فارزقوهم منه وقولوا لهم قولا معروفا (۴) وات ذاالقربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا -

اب یہ صورت ہے کہ غیر لوگ آتے ہیں زکوۃ خیرات چندہ وغیرہ خوشامد درآمد سے وصول کر لیتے ہیں اور دینے والے صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا امام صف اول میں ہوگا تو ہم اور دیں گے مگر اپنے عزیزان کا منہ دیکھتے رہتے ہیں حالانکہ صاحب مال کو یہ معلوم رہتا ہے کہ ہمارے عزیز تنگ دست رہتے ہیں ضرورت مند ہیں لیکن دھیان و خیال میں نہیں لاتے حالانکہ جو پوزیشن خاندانی ان کی ہے وہی ان کی ہے فرق اتنا ہے کہ وہ صاحب مال ہیں اور یہ بے مال [illegible] ہیں شرم و حیا کے مارے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے یہ لوگ ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے [illegible] اگر کسی رشتہ دار کو ملازم رکھتے ہیں تو اس سے [illegible] سلوک کیا جاتا ہے جو غیر ملازمان سے بھی نہیں کرتے۔ اس پر بھی بس نہیں ہوتا تو طعن و تشنیع وغیرہ سے بھی گریز نہیں کرتے [illegible] کیا اسلام کے لوگوں نے یہی معنی اخذ کیے ہیں؟

(نوٹ) صاحب مال کو چاہئے کہ وہ خود اپنے عزیزوں کو جو کچھ دینا ہے دے یا ضرورت مند کو چاہئے کہ وہ سوال کرے حالانکہ صاحب مال جانتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲ محمد [illegible] (جہلم) ۱۷ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۸۴) ان آیات مذکورہ میں ذوی القربی اور مساکین اور مسافر کا ذکر ہے ذوی القربی سے قرابت کے لوگ مراد ہیں قریب و بعید ہونے کے لحاظ سے ان کے درجات مختلف ہیں ان کے حقوق بھی مختلف ہیں بعض کے حقوق مؤکد اور مقدم ہیں اور بعض کے مستحب اور مؤخر ہیں مثلاً مستطیع پر اس کی اولاد

(۱) ویکرہ امامة [illegible] مبتدع اي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول (الدر المختار و شرحه مع رد المحتار، باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) بنی اسرائیل ۲۶
(۳) النساء ۳۶
(۴) النساء ۸

ماں باپ کا نفقہ واجب ہے مگر ایسے شخص پر جو یا تو اولاد کو نفقہ دے سکتا ہے یا ماں باپ کو یعنی دونوں کو دینے کی استطاعت نہیں رکھتا اولاد کا نفقہ مقدم ہے(۲)

صدقات واجبہ یعنی زکوۃ فطرہ عشر وغیرہ اپنے اصول و فروع کو نہیں دے سکتا ان کے علاوہ باقی تمام قرابت داروں کو جب کہ وہ مستحق ہوں دے سکتا ہے بلکہ اجنبی مسکینوں سے ان کا حق مقدم ہے(۳)

صاحب مال کو جب علم ہو کہ اس کے محلے میں غریب اور حاجت مند لوگ ہیں تو اس کو خود ان کو دینا چاہئے ان کے مانگنے کا انتظار نہ کرنا چاہئے ضروری نہیں ہے کہ ان کو زکوۃ یا صدقہ بتا کر دے بلکہ بغیر بتائے دینا ہی بہتر ہے کیونکہ زکوۃ و صدقہ خیرات کا نام سن کر وہ قبول کرنے سے احتراز کریں گے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

آیت "ان عبادی لیس لک علیھم" الایۃ اور " لا غوینھم اجمعین" میں شبہ تعارض کا رفع

(سوال) قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ ابلیس کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان اور خود ابلیس کا اقرار بھی ہے کہ لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین حضرت آدم علیہ السلام کے مخلصین میں سے ہونے میں شک نہیں اور صراحۃً یہ بھی مذکور ہے کہ ابلیس نے دونوں کو بہکایا فازلھما الشیطان وغیرہ اس سے ان پر سلطان و اغوا بھی ثابت ہوتا ہے ان آیات کا تعارض رفع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۷۸۳ مولوی عبدالحمید مہتمم مدرسہ رشیدیہ لدھیانہ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۵) قرآن مجید میں ان عبادی لیس لک علیھم سلطان کے بارے میں صراحت ہے کہ شیطان کا مقربین و مخلصین پر قابو اور غلبہ نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو شیطان کا بہکانا ممکن نہیں ہے اور لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین میں مستثنیٰ کرنا لاغوینھم سے نہیں ہے بلکہ

(۱) في البحر ولو لم يقدر على نفقة الابوين والولد ... (عالمگیریہ الفصل الخامس في نفقة ذوي الارحام ۱/ ۵۶۴ ط ماجدیہ کوئٹہ) (۲) ... (عالمگیریۃ الفصل الخامس في نفقة ذوي الارحام ۱/ ۵۶۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۳) ولا الى من بينهما ولاد ... (... ۲/ ۳۴۶ ط سعید)
(۴) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة او قرضا ونوى الزكاة فانها تجزيه وهو الاصح (عالمگیریہ الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها ۱/ ۱۷۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۵) الحجرات : ۳۹، ۴۰، ۴۲

اس کے مطاوع سے ہے تقدیر عبارت کی یوں ہے: لاغوینهم اجمعین فیکونون من الغاوین الا عبادك منهم المخلصین مگر چونکہ مطاوع مذکور نہیں ہے (گو مراد ہے) اس لئے مستثنیٰ کا اعراب نصب دیا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جو لغزش ہوئی وہ اتنی سی ہے کہ شیطان اور قدو پڑنے سے نہیں ہوئی بلکہ بھول کی تھی۔ اس کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما (۱) فازلهما میں شیطان کی طرف نسبت اس کی سعی اور کوشش کے اظہار کے لئے کی ہے کہ اس نے اپنی پوری کا زور لگایا مگر آدم پر قدو نہ پا سکا لیکن آدم سے نسیاناً وہ فعل سرزد ہو گیا جو شیطان چاہتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) آیت "یعیسی انی متوفیك و رافعك" (الآیۃ) کا صحیح معنی
(۲) آیت مرج البحرین سے علیؓ اور یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے
(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) یعیسی انی متوفیك ورافعك الی و مطهرك الخ (۲) اس آیت میں متوفیك کے کیا معنی ہیں؟

(۲) مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان (۳) یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۴)
ایک مولوی صاحب نے آیت مذکورہ کی تشریح میں حضرت علیؓ ... مراد حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ ہیں اور آیت ثانیہ کا تعلق حضرت حسنؓ و حسینؓ سے ہے یہ کیا تحقیق ہے؟

(جواب ۸۶) (۱) آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں ہی تم کو وفات دینے والا ہوں یہود تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبض روح کروں گا اور تم کو اپنی طرف اٹھانے والا اور تم کو کفار کی تہمت سے پاک کرنے والا ہوں (۵)
(۲) یہ مطلب لغت اور محاورے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایک تخیل ہے جو کسی طرح حجت نہیں

---

(۱) طٰه ۱۱۵
(۲) آل عمران ۵۵
(۳) الرحمٰن ۱۹، ۲۰
(۴) ایضاً ۲۲
(۵) وفی التفسیر الکبیر للعلامۃ الرازی قوله تعالی انی متوفیك ای منهی عمرك فحینئذ اتوفاك فلا اترکهم حتی یقتلوك بل انا رافعك الی سمائی و مقربك بملائکتی و اصونك عن ان یتمکنوا من قتلك وهذا تاویل حسن ... آل عمران ۵۵، ۸/۶۷ ط دار الکتب العلمیۃ تہران)

ہو سکتا(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا .
(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کیا کلام پاک میں کوئی آیت منسوخ کی گئی ہے یعنی پہلے ایک بات کا حکم صادر ہوا اور پھر دوسرے موقع پر کلام پاک میں اس کی تردید کردی گئی ہو (۲) قانون مذہب اسلام کی بنیاد عقل پر ہے یا محض اعتقاد پر؟

(جواب ۸۷) (۱) ہاں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا حکم موقت تھا اور دوسری آیت کے نازل ہونے سے سابق آیت کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات نہیں کہ کوئی حکم دیا گیا تھا اور اس کی تردید کردی گئی بلکہ سابق حکم کی وقت تک کے لئے تھا جب تک دوسری آیت نازل ہو(۲) (۲) اسلامی قانون کی بنیاد قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات و تعلیمات پر ہے اور تمام اسلامی قانون مقتضائے عقل کے موافق ہے کوئی مسئلہ عقل صحیح و رائے سلیم کے خلاف نہیں البتہ بعض مسائل ایسے دقیق ضرور ہیں کہ عقل کی وہاں تک رسائی نہیں اور یہ بات نہیں کہ عقل ان کے خلاف کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے جیسے کہ عالم میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ قوت بصارت ان کے ادراک سے قاصر ہے مگر ان کا وجود صحیح و ثابت ہے اور خوردبین کے ذریعے سے وہ دیکھے جاسکتے ہیں ایسے ہی شریعت میں بعض مسائل ایسے باریک ہیں کہ عقل بغیر الہام یا وحی کے خوردبین کے انہیں دریافت نہیں کر سکتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

دوسرا باب
رموز اوقاف

قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم

(سوال) ایک شخص اپنے کو قاری واقف تجوید بتاتا ہے مگر وقت تلاوت قرآن مجید اوقاف پر وقف نہیں کرتا چند آیات معلق وغیرہ ملا کر پڑھتا ہے تمام سورت پڑھ کر وقف نہیں کرتا ہے اور ثواب

---

(۱) بخلاف نحو تاویل [illegible] ... (۲۹۲/۱) [illegible]

(۲) [illegible] اصول التفسیر ص ۳۸ مکتبہ [illegible] کراچی)

سے ساتھ پڑھتے جاتے جب ہم لوگوں نے اس کے متعلق کہا کہ متقدمین و متاخرین نے یہ علامتیں مقرر کی ہیں تم ان کے خلاف کیوں کرتے ہو تو اس کے جواب میں قاری صاحب نے یہ کہا کہ اول تو صحت لفظ آخر حرف کی حرکت سے ہوتی ہے دوسرے علم تجوید نہایت مفقود کے قریب ہو چکا ہے سب ہم پڑھتے ہیں سمجھ کر قرآن پڑھنے والا کم ہے اس واسطے منزل پر پہنچنا ہے بہ امر تھا کہ جو قاری ہو اور تھوڑا رکوع کرے کا یہ قاری وقف کرے کا قرأت سے نہ ہوگا اور اگر ایسا چلا جائے تو زیادہ وقت کا اس کی فوت جائے تو ہیں وقف کرنا کیوں واجب ہے ورنہ اور سب فضول ہے وقف لازم وغیرہ کی وقف کرنے کی ضرورت نہیں بہذا غور و خوض سے جواب عنایت فرمائیں"

(جواب ۸۸) شخص مذکور فی السوال کا قول غلط ہے اور اس کی یہ تاویلیں باطل ہیں آیت قرآن مجید توقیفی ہیں ان پر وقف کرنا سنت اتباعی ہے نیز بعض مقامات میں وقف کرنا ضروری ہے کیونکہ وقف نہ کرنے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں یہ کہنا کہ وقف نہ کرنے سے آخر حرف کی صحت حرکت ہو جاتی غلط ہے کیونکہ وقف کے موقع پر وقف نہ کرنے کی حالت میں خلل نظم و معنی ہوتا ہے نیز وقف نہ کرنے میں عرب کی بول چال کے اسلوب کا ترک ہے جن اسالیب عربیت کی رعایت نہ کرنے کا نام لحن ہے لحن کا وقوع جیسا کہ تجربہ ہے اور یہ کہنا کہ علم تجوید تقریباً مفقود ہو چکا ہے یہ بھی مغالطہ ہے علم تجوید یقیناً موجود ہے جیسے پہلے تھا اور اس کی کتابیں اور قواعد تجوید ان کتابوں میں موجود ہیں اگر اس علم کے عالموں کا وجود کم بھی ہو تاہم علم کا فقدان نہیں ہے وقف کے قواعد کتب تجوید میں موجود ہیں جو شخص مذکور کی بات کی صحت کو غلط کرتے ہیں قرآن پڑھنے والوں کا مسافر ہونا مسلم لیکن یہ کوئی معقول عذر نہیں کہ ان کے مسافر ہو جانے کی وجہ سے وقف کرنے کے مواقع میں بھی ٹھہرنا نہ چاہئے مثلاً تھوڑا پڑھیں مگر ضروریات کے لحاظ سے وغیرہ جو مواقع وقف کے مقرر ہیں وہاں ٹھہرنا مناسب یا ضروری ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

"غشاوة" پر سانس توڑنے میں "ولھم" سے ابتداء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں

(سوال) اگر سانس ٹوٹنے کی وجہ سے "غشاوة" پر وقف کردیا اور "ولھم" کو علیحدہ پڑھ دیا تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۱۵ نذیر احمد (ضلع منٹگمری پنجاب) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۶ء

(۱) قال الحاحس فهذا الحديث يدل على انهم كانوا يتعلمون الاوقاف كما يتعلمون القرآن وقول ابن عمر لقد عشنا برهة من دهرنا يدل على ان ذلك اجماع من الصحابة ... وعن علي في قوله تعالى ورتل القرآن ترتيلا قال الترتيل تجويد الحروف و معرفة الوقوف قال ابن الانباري من تمام معرفة القرآن معرفة الوقف و الابتداء لايتاتى فهم القرآن الا بمعرفة الفواصل و معرفة الوقف والابتداء ۱/۸۳ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(جواب ۸۹) سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر سے "**غشاوۃ**" پر وقف کر دینا اور "**ولھم**" کو علیحدہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ایسے لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے

(سوال) اگر کسی لفظ پر سانس ٹوٹ جائے اور وہاں وقف نہ ہو تو اس لفظ کا دوبارہ لوٹانا کیسا ہے ؟

(جواب ۹۰) سانس ٹوٹ جائے تو اس لفظ کو جس پر سانس ٹوٹا ہے اور وقف نہیں ہے دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(سوال) ایضاً

(جواب ۹۱) از استفتاء دیگر) سانس ایسی جگہ ٹوٹ جائے کہ وہاں وقف نہ ہو تو اوپر سے ملا کر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تیسرا باب
مخارج حروف

ضاد اکثر صفت میں ظاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے

(سوال) (۱) حرف ضاد کا مشتبہ الصوت بظا جو کہ اکثر کتابوں میں اور زندہ قاریوں کے فتوے میں مصرح ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صورت صفاتی میں تشابہ ہے سننے میں ظا کی آواز کے مشابہ نہ ہو گا اس دعوی میں یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ صاحب استاد کل ہیں تشابہ کے قائل ہیں اور اس کا قرات یہ تھا کہ اس کا ضاد سننے میں ظا کے ہرگز قریب نہ تھا۔

(۲) حرف ضاد اگر سننے میں نہ دال ہو نہ دال مفخم ہو نہ دال کے مشابہ ہو نہ مخلوط بدال ہو نہ مشابہ بالظا ہو بلکہ مستقل صوت ہو یہ صحیح ہے۔

---

(۱) وفي النشر لابن الجزري: لما لم يمكن للقارئ أن يقرأ السورة أو القصة في نفس واحد، ولم يجز التنفس بين كلمتين حالة الوصل بل ذلك كالتنفس في أثناء الكلمة، وجب حينئذ اختيار وقفة للتنفس والاستراحة وتعين ارتضاء ابتداء بعده، ويتحتم أن لا يكون ذلك مما يحيل المعنى ولا يخل بالفهم. (الاتقان في علوم القرآن، النوع الثامن والعشرون في معرفة الوقف والابتداء، ۸۳/۱ ط سهيل اكيدمي، لاهور)

(۲) وقال ابن الانباري: الوقف على ثلاثة أوجه: تام وحسن وقبيح ... والحسن الذي يحسن الوقف عليه ولا يحسن الابتداء بما بعده كقوله: الحمد لله، لأن الابتداء بقوله: رب العلمين، لا يحسن لكونه صفة لما قبله. (الاتقان في علوم القرآن، النوع الثامن والعشرون، ۸٤/۱ ط سهيل اكيدمي، لاهور)

(۳) حوالہ بالا

(۳) فتاویٰ سعدیہ ص ۴۴ میں مفتی سعد اللہ فرماتے ہیں کہ ”میان دال و ضاد مثل صاد و سین و ذال و ظا و تا و طا مانند کہ بہر کے فرق فہم بلا مشقت حاصل تواں کرد و زبان وقت ادائے ہر یکے بر دیگرے لغزش نہ کند نیست“ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ ضاد صحیحہ اور دال کے درمیان کی نسبت کا ذکر ہے یا ضاد غیر صحیحہ اور دال کے درمیان ہے؟

(۴) مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ دال پر خود کوئی مستقل حرف نہیں بلکہ وہی ضاد ہے جو ضاد ہی کے مخرج سے پورے طور ادا نہ ہوا تو کیا ان کے کلام سے وہی ضاد ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ضاد جو کہ صحیح میں دال سے مشابہ ہے اور ظا سے مشابہ نہیں صحیح ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۳-۹۴)

(۵) دال پر کی آواز میں پڑھنے والے کی نماز صحیح ہوتی ہے، قدری کا نماز بھی اس کے پیچھے صحیح ہو سکتا ہے قصد و غیر قصد کا ذکر نہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۳۳ خان محمد نوری محمد مدرسہ مینیہ دہلی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ م ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۲) (۱) کتب تجوید میں جو لکھا ہے اور قراء موجودین جو فرماتے ہیں کہ ضاد صفات میں ظا سے مشابہ ہے یہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ضاد مستقل اور ظا مستقل جداگانہ حرف ہے ادائے وقت سننے میں بھی دونوں علیحدہ علیحدہ آواز میں مسموع ہونا چاہیے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی آواز میں ظا کی آواز کے ساتھ مشابہت پائی جائے، جس آواز کو دال مفخم کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ محض برائے تفہیم ہے ورنہ دال مفخم کوئی حرف نہیں اور نہ اس کی کوئی آواز ہے ضاد کی ادا دو قسم کی آواز سے کی جاتی ہے ایک آواز تو بالکل ظا کی آواز ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز ہے جو نہ ظا کی طرح ہے نہ دال کی طرح اس کو بوجہ اس کے مستقل نام نہ موجود ہونے کے دال مفخم کی آواز سے بغرض تفہیم تعبیر کر دیتے ہیں وہ ضاد ہی کی آواز ہے جو مختلف ادا کرنے والوں کی قوت ادا کے اختلاف کی وجہ سے بیشمار مراتب و مدارج رکھتی ہے بعض مراتب میں وہ صحیح ضاد اور بعض میں اقرب الی الصحۃ اور بعض میں قریب الی الصحۃ اور بعض میں غلط اور بعض میں اقرب الی الغلط ہو جاتی ہے مگر بہر صورت وہ ضاد ادا کرنے کی نیت سے ادا کی جائے تو اقرب الی الصواب ہے۔(۲)

(۲) بیشک ضاد مستقل حرف ہے اور اس کے لئے مستقل صوت ہے نہ وہ دال ہے نہ ظا اور نہ دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے وہ ضاد کو ادا کرنے کی نیت سے مستقل آواز ہے جو دال سے بالکل جدا ہے اور صفات ظا کی حامل ہے(۳)

(۱) والضاد والظاء اشترکتا صفة جهرا و رخوة و استعلاء و اطباقا وافترقا مخرجا و تفردت الضاد بالاستطالة (الاتقان فی علوم القرآن فصل فی المهمات تجوید القرآن ۱ / ۱۰۱ ط سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) المختار عندنا ان اشتباه الضاد بالظاء لا يبطل الصلوة و يدل عليه ان المشابهة حاصلة بينهما جدا و التمييز عسر فوجب ان يسقط التكليف (التفسير الكبير المسالة العاشرة ۱ / ۷۶۲ ط دار الكتب العلمية تهران)

(۳) حصل في الضاد استطالة لاجل رخاوتها و بهذا السبب يقرب مخرجه من مخرج الظاء الخ (التفسير الكبير المسالة العاشرة ۱ / ۹۳ ط دار الكتب العلمية تهران)

(۳) یہ عوام کے ضاد اور دال کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ بسا اوقات اس کو دال خالص کی آواز سے ادا کرتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ کلمہ کا ابتدائی حرف ہو اور مکسور ہو۔ مثلاً ضداً کہ عوام اس کو خالص ددا پڑھ دیتے ہیں۔

(۴-۵) حضرت مولانا رشید احمد کا یہ فرمانا کہ دال پُر کوئی حرف نہیں ہے صحیح ہے اور جس آواز کو دال پُر کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ دال نہیں ہے بلکہ ضاد ہے جو اپنے مخرج سے پورا ادا ہونے کی صورت میں صفات ظاء کا حامل ہوتا ہے ورنہ ہونے کی صورت میں اس کو تفخیم کے لئے دال پُر سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس آواز کو اور کسی لفظ سے تعبیر کرنا دشوار تھا ایسے شخص کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور اس کی اقتدا بھی درست ہے اور اگر کوئی قاری مجوّد ضاد کو اپنے صحیح مخرج سے ادا کرے اور بوجہ صفات ظاء کا حامل ہونے کے اس کی آواز ظاء کے مشابہ مسموع ہو وہ بھی درست ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

"ضاد" کو مشابہ "ظاء" پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا

(سوال) حرف ضاد کو مشابہ ظا پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا درست ہے نیز کس طرح ادائیگی سے نماز درست ہوتی اور کس طرح ادائیگی سے فاسد ہوتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۸۴ قاری امیر احمد صاحب۔ امام مسجد مورسرائے دہلی ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از قاری محمد اسلام پانی پتی) حرف ضاد اکثر صفات میں ظاء کے مشابہ ہے لیکن مخرج میں ظاء سے قطعی جدا اور صفت استطالت کی بنا پر صفتہ بھی ممتاز ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ضاد کو حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ اور اضراس سے ادا کیا جائے اس کی صورت میں تشابہ بظاء ضرور ہوتا ہے مگر عینیت نہیں ہوتی۔ ضاد کے ادا کرنے والوں کی کئی حالتیں ہیں بعض آدمی اس کو اس کے مخرج سے برعایت صفات صحیح ادا کرتے ہیں اور بعض غلط ان میں سے جو لوگ ادا پر قادر نہیں ہوتے یا ان کو سکھانے والا نہیں ملتا وہ معذور ہیں اور جو لوگ صحیح ادا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے یا سیکھ سکتے ہیں مگر نہیں سیکھتے وہ خاطی ہیں غلط پڑھنے والوں میں سے بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کے سر (یعنی ظاء کے مخرج) سے ادا

---

(۱) خص في الضاد بالاستطالة لا في رخاوتها وبهذا السبب يقرب مخرجه من مخرج الظاء (التفسير الكبير المسألة العاشرة ۱ / ۷۶۳ ط دار الكتب العربية تهران)

(۲) وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال أكثرهم لا تفسد صلاته (عالمگيرية الفصل الخامس في زلة القاري ۱ / ۷۹ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) والضاد والظاء اشتركا صفة جهراً ورخاوة واستعلاء وإطباقاً وافترقا مخرجاً وانفردت الضاد بالاستطالة (الإتقان في علوم القرآن فصل في المهمات تجويد القرآن ۱ / ۱۰۱ ط سهيل اكيڈمی لاهور)

(۴) إن الظاء وإن كان مخرجه من بين طرف اللسان وأطراف الثنايا العليا، ومخرج الضاد من أول حافة اللسان وما يليها من الأضراس إلا أنه حصل في الضاد انبساط لأجل رخاوتها (التفسير الكبير المسألة العاشرة ۱ / ۷۶۲ ط دار الكتب العلمية تهران)

کرتے ہیں جو عین ظا ہو جاتا ہے یہ غلط ہے اور بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کی جڑ (یعنی دال کے مخرج) سے ادا کرتے ہیں یہ دال بن جاتا ہے جو غلط تر ہے اگرچہ پر ہو۔ خلاصہ یہ کہ ضاد ایک ممتاز حرف ہے مگر ظا سے صفاتی تشابہ ضرور رکھتا ہے اور دال سے اس کو بہت بعد ہے یہ حضرات علماء بتلا سکتے ہیں کہ نماز کس سے درست ہوتی ہے اور کس سے غلط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خاکسار ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی۔ دولت خانہ حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب مدظلہ دہلی۔ ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ - ما اجاب المجيب اللبيب فهو حق صحيح و بالقبول حقيق احقر محمد اسحاق عفي عنه ميرٹهي مهر

(جواب ۹۳) از حضرت مفتی اعظمؒ۔ جو لوگ قصداً خالص ظا پڑھیں یا خالص دال پڑھیں ان کی نماز نہیں ہوتی اور جو ادائے صحیح کا قصد کریں مگر صحیح ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے مشابہ بظا مسموع ہو یا دال پُر سنائی دے تو ان دونوں کی نماز درست ہو جاتی ہے مشابہ بظا پڑھنے والوں کے ادا اقرب الی الصحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب) (از مولوی قاری سید طاہر حسن) امام عیدگاہ دہلی۔ حرف (ض) کے متعلق ایک فتویٰ اور بھی ہو چکا ہے جو جمعیۃ القراء والحفاظ دہلی کی جانب سے شائع ہوا ہے جس پر اکثر علماء و قراء کے مفصل بیان اور دستخط ثبت ہیں وہ قابل ملاحظہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کو مخرج سے ادا کرنا نہایت مشکل ہے جن حضرات سے اس کا مخرج پورا ادا نہ ہو سکے تو اہل فن سے حاصل کرنا ضروری ہے باوجود کوشش کے پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو معذوری خیال کی جائے گی اور نماز درست ہو جائے گی۔ احقر الزمن سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عیدگاہ دہلی - ۲۹ محرم ۵۳ء

الجواب صحیح۔ احقر محمد یوسف عفی عنہ۔ ناظم اعلیٰ جمعیۃ القراء والحفاظ دہلی
الجواب صحیح۔ حفیظ الدین احمد امام مسجد رنگریزاں۔ باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی

---

(۱) الضاد و الظاء اشترک صفة جهرا و رخاوة و استعلاء و اطباقا وافترق مخرجا و انفردت الضاد بالاستطالة (الاتقان في علوم القرآن فصل من المهمات تجويد القرآن ۱ / ۱۰۱ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) وفي خزانة الاكمل قال القاضي ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسد وان جرى على لسانه او لا يعرف التمييز لا تفسد وهو المختار حلبة وفي البزازية وهو اعدل الاقاويل وهو المختار (ردالمحتار مطلب مسائل زلة القارى ۱ / ۶۳۳ ط سعيد)

(۳) وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد قال اكثرهم لا تفسد صلاته - ومن لا يعرف بعض الحروف ينبغي ان يجتهد ولا يعذر في ذلك فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف ان لم يجد آية ليس فيها تلك الحروف تجوز صلاته (عالمگيرية الباب الخامس في زلة القارى ۱ / ۷۹ ط ماجدية كوئته)

"ضاد" کردار صفت میں مشابہ "ظاء" کے ہے "ضاد" کو "دال پر" پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی

(سوال) ضاد مشابہ بصوت ظاء کے ہے یا مشابہ بصوت دال کے کس صورت میں نماز فاسد ہوگی مولانا عبدالحئی لکھنوی فتاوی جلدی جلد اول ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ "مشابہ بادال پڑھنے سے نماز باتفاق فاسد ہو جاتی ہے اور مشابہ بظا پڑھنے سے اکثروں کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی" یہ صحیح ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۹۳ مولوی محمد سعید (شہر ضلع اٹک) ۱۴ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۹۴) ضاد جب اپنے مخرج سے صحیح ادا ہو تو وہ ظا کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر جو دال پر کے مشابہ ادا کرتے ہیں یہ اسی ضاد کی بگڑی ہوئی ادا ہے اور جو لوگ کہ بالکل ظا کی آواز سے پڑھ دیتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہذا دال پر کی آواز پڑھنے والے اور مشابہ بظا پڑھنے والے دونوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

"ضاد" کو مشابہ "ظاء" پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

(سوال) ضاد کو مشابہ بظاء پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۷۱ عبدالرشید (ضلع سلہٹ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۵) جو لوگ کہ ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سننے والے ان کی ادا میں صوت مشابہ بظا سنتے ہیں ان کی ادا صحیح ہے اور جو لوگ اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والے کو دال مفخم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ بھی درست ہے وہ بھی ضاد ہی کی آواز ہے کیونکہ صرف دال میں در حقیقت تفخیم کی صلاحیت ہی نہیں ہے مگر ان دونوں اداؤں میں وہ ادا جس میں صوت مشابہ بظا مسموع ہوتی ہے اقرب الی الصحت ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

"ضاد" صحیح طور پر مخرج سے ادا کیا جائے تو مشابہ "ظاء" ہوگی یا نہ ؟
ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسا ہے ؟

(سوال) حرف (ض) کو اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے جیسہ کہ رسول اللہ ﷺ سے قراء مجودین اور حفاظ متقنین کے صدور میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کی آواز مانند آواز ظائے معجمہ کے ہوگی یا نہیں نیز آج کل عام طور پر حرف (ض) کو دال مفخم یا مشابہ دال کے پڑھتے ہیں اور عوام کا نعام ہے کیا شکایت بہت سے

---

(۱) المختار عندنا ان اشباه الضاد بالظاء لا بطل الصوة ويدل على ان المشابهة حاصلة بينهما جدا والتمييز عسر فوجب ان يسقط التكليف (التفسير الكبير المسألة العاشرة ۱/ ۶۲ ط دار الكتب العربيه تهران)

(۲) مرجع سابق

علماء اتقیا بھی بلا دریغ بغیر تحقیق ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں موجودہ زمانے کے رسائل کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا جیسے کہ رسالہ الاقتصاد فی الضاد یا الارشاد فی الضاد وغیرہ تو ہم نے حوالہ کتب معتبرہ تجوید وفقہ وتفسیر وصرف کے مصرح پایا کہ حرف (ض) صحیحہ عربیہ صوت اور تلفظ میں ظاء کے مانند ہے اور غیر اس کے دال مفخمہ یا مشابہ دال کے جو کہ آج کل مروج ہے غلط اور لحن جلی قرار دیا ہے برائے نمونہ عبارت جہد المقل نقل کی جاتی ہے۔ فان لفظت بالضاد فان جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما يليها من الاضراس بدون اكمال حصر الصوت واعطيت لها الاطباق والتفخيم الوسطى و التفشى القليل فهذا هو الحق المؤيد بكلمات ائمة التجويد والتصريف فى كتبهم و يشبه صوتها حينئذ صوت الطاء المعجمة بالضرورة وما ذابعد الحق الا الضلال اور جہد المقل کے منہیہ پر عبارت شعر (فارسی) کی یہ ہے وانا اقول لو كان حق اداء الضاد المعجمة كالدال المهملة المطبقة اوالدال الخالصة كما هو الدائع بين اكثر الناس من الخواص والعوام فى زماننا هذا يقدر عليه الشارع فى اول الشروع ولا يتعسر على احد فما اسعدزماننا بعد زمان صاحب الرعاية ثمان مائة و ستين سنه انتهى

اب ہم حیران ہیں کہ اگر دینی کتابوں کو دیکھیں تو حرف (ض) صحیحہ عربیہ آواز میں مانند ظ کے معلوم ہوتا ہے اور اگر چودھویں صدی کے عمل کو دیکھتے ہیں تو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں لہذا یہ بات قابل دریافت ہے کہ اگر ضاد مروجہ یعنی مشابہ دال کی صحت کی کتاب میں کتب دینی سے ہو تو براہ کرم نام کتاب مع عبارت درج استفتاء فرما دیں اور اگر نہیں تو جو صحیح حرف ہے اس کی ترویج واشاعت میں عضو عليها بالنواجذ کا مصداق بن جائیں حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک سنت کو میری سنتوں میں سے بعد اماتت کے رائج کرے تو اس کے واسطے اتنا ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱۱ سید خلیل احمد شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب) (از مولانا عبد المر صاحب سہنوی) ہو الموفق للصواب۔ حرف (ض) کو اگر صحیح ادا کیا جائے تو ضرور اس کی آواز مانند آواز ظاء کے ہوگی کیونکہ ان سب میں باہم سخت مشابہت ہے تفسیر کبیر جلد اول میں ہے۔ والمختار عندنا ان اشتباه الضاد بالطاء لا يبطل الصلوة و يدل عليه ان المشابهة حاصلة بينهما جدا و التمييز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق دوسری جگہ کی جلد میں ہے فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الضاد والطاء شديدة والتمييز عسير فنقول لو كان هذا الفرق معتبرا لوقع السوال عنه فى زمان رسول الله ﷺ او فى ازمنة الصحابة لا سيما عند دخول العجم فى الاسلام فلما لم ينقل وقوع السوال عن هذه المسئلة علمنا ان

---

(۱) المسألة العاشرة ۹۲/۱ ط دار الكتب العلمية تهران

التمییز بین ہذین الحرفین لیس فی محل التکلیف اور شیخ احمد مکی نے اپنے فتوی میں لکھا ہے لو ابدل الضاد بغیر طاء لم یصح قرائتہ قطعا فعلم من ہذا انہ لم یقع خلاف فی ابدالضاد الا کما وقع فی الطاء فالنطق بہا دالا لم یقل احد بصحتہ (۱) اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے مجموعۃ الفتاوی (۲) میں پوری تحقیق اس مسئلہ میں کی ہے جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے وما علینا الا البلاغ فقط کتبہ غلام رسول ہوشیارپوری۔ سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ہذا الجواب ہو الصحیح العبد محمد صدیق بقلم خود اصاب المجیب فیما اجاب بارک اللہ فی علمہ و عملہ سلطان محمود بقلم خود عفا عنہ

(جواب ۹۶) (از حضرت مفتی اعظمؒ) یہ صحیح ہے کہ ضاد کی آواز صحت ادا کی صورت میں ظا کے مشابہ ہوتی ہے (۳) اور صحت ادا نہ ہو تو یہ آواز ایک ایسی آواز ہو جاتی ہے کہ وہ نہ ظا کی آواز ہوتی ہے نہ دال کی اور جو شخص صحت ادا پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۹۷ دیگر ۸۵۶) ضاد کو جب صحیح طور پر اپنے مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظاء کے مشابہ ہو جاتی ہے اس سے جو لوگ کہ اس کو مشتبہ الصوت بظا پڑھتے ہیں وہ غلط نہیں ہے ہاں جو خالص ظا پڑھیں تو وہ غلط ہے اور خالص دال کی آواز سے پڑھنا جیسے اکثر عوام پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں ضاد کو قصداً ظاء پڑھنا غلط ہے' صحیح ادا کیا جائے تو مشابہ ظاء ہوگی

(سوال) قرآن پاک میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ظا کے ساتھ قصداً اور دال پڑھنے کے ساتھ پڑھنا اور مقصود غیر المغضوب کو ادا کرنا ہے اور مروج یعنی دال پڑھنے اور ظا سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اب دونوں جائز ہیں یا ایک اور اگر ایک جائز ہے تو کون سا جائز ہے اور اگر ناجائز کو کوئی پڑھے تو کیا سزا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ الکرم خان طالب علم مسجد چوری نیل (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۸) ضاد کو ظا پڑھنا غلط ہے اسی طرح دال پڑھنا بھی غلط ہے ضاد اگر اپنے مخرج سے صحیح طور پر ادا ہو تو اس کی آواز ظا کے مشابہ ہوتی ہے اس پڑھنے کو کہا جاتا ہے وہ بھی ضاد کی آواز ہے اور ضاد ہوا

---

(۱) فتاوی حدیثیہ ص ۲۰۹ ط مصر

(۲) ۱/ ۸۱ تا ۸۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) والضاد والظاء اشترک صفتہ جہر ورخوۃ واستعلاء واطباق وافترقا مخرجا وانفردت الضاد بالاستطالۃ (الاتقان فی علوم القرآن فصل فی المہمات ۱/ ۱۰۱ ط سہیل اکیڈمی' لاہور)

(۴) حوالہ بالا

کرنے کی نیت سے ہی آواز نکالی جاتی ہے لہذا دونوں فریق ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۹۹ دیگر ۱۴۵۵) ضاد اپنے مخرج و صفت میں ظا کے قریب اور مشتبہ الصوت ظا ہے یہ بات تمام تجوید کی کتابوں میں مذکور ہے اور فقہ حنفی میں بھی اسی طرح مرقوم ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

"ضاد" کو خالص "ظا" یا "دال" پڑھنا غلط ہے.

(سوال) عام طور سے بعض جگہ ضاد کو مشابہ بمخرج دال پڑھتے ہیں جیسے کہ رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ ولا الضالین کو ولا الدالین اور عید الضحیٰ کو عید الدحی وغیرہ مگر اکثر مقامات پر ضاد کو ضاد ہی پڑھتے ہیں مثلاً ماہ رمضان کو رمدان حضرت کو حدرت اور مرض کو مرد نہیں کہتے مگر رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ کہتے ہیں تو معنی ہی بدل جاتے ہیں رد کے معنی پھیرنا انکار ٹھکرانا وغیرہ کے ہیں اگرچہ اس کے یہ معنی نہیں لیتے مگر ظاہر میں ردی اللہ کہنا کریہہ ہے رسالہ زینت القاری میں لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں یہ ایک ایسی وبا پھیلی ہے کہ ضاد کو دال پڑھتے ہیں اور باوجودیکہ ضاد کا تلفظ ظا سے ملتا ہوا ہے دال سے نہیں ملتا جیسے کہ تمام قراء اور کتب قرأت مثلاً فتح العزیز اور فتح القدیر نیز اتقان وغیرہ میں لکھا ہے کہ ض ظ سے ملتا ہوا حرف ہے دال سے ملتا ہوا نہیں ہے لہذا ضاد کو دال پڑھنا غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۹ احمد یار (کاٹھیاواڑ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ صحیح ہے کہ حرف ضاد کو دال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ ظا کے ساتھ اپنی اکثر صفات میں مشابہ ہے مگر ظا سے بھی وہ جداگانہ حقیقت رکھتا ہے پس جو شخص اس کو خالص ظا پڑھے وہ اور جو شخص خالص دال پڑھے وہ دونوں تبدیل حرف کے مرتکب ہیں اور جو شخص ضاد کو ادا کرنے کے قصد سے پڑھے اور اس کی آواز دال پر کی نکلے یا ظا کے مشابہ نکلے ان دونوں کی نماز تو ہو گی اور ظا کے مشابہ پڑھنے والا اقرب الی الصحۃ ہو گا(۳) اور خالص دال کی آواز سے ادا کرنا غلط ہے دال پر جس آواز کو ہم نے کہا ہے وہ ضاد کی بگڑی ہوئی آواز ہے کیونکہ دال میں فی حد ذاتہ تفخیم نہیں ہوتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

(۱) مرجع سابق
(۲) مرجع سابق
(۳) ایضاً

ولا الضالین کو ولا الظالین (بالظاء) پڑھنا غلط ہے

(سوال) شہر اکولہ میں کچھ روز سے ایک فتنہ پھیلا ہوا ہے کہ ایک شخص جو پیش امام ہے اس کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کو لفظ ظ سے پڑھنا صحیح ہے اور والضالین کو ض سے پڑھنا غلط ہے لہذا بروئے اظہار حق یہ استدعا ہے کہ ولا الضالین پڑھنا چاہئے یا ولا الظالین اور شخص مذکور کا کہنا ہے ولا الضالین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۴ اسماعیل خاں حسن خاں (برار) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۱) یہ کہنا کہ الضالین کو لفظ ظ سے پڑھنا صحیح ہے اور لفظ ض سے پڑھنا صحیح نہیں ہے درست نہیں ہے اس کو ض سے پڑھنا چاہئے ظا سے پڑھنا جائز نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ ض کو اصل مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظ کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور دال سے اس کو کوئی نسبت نہیں ہے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ظا سے پڑھا جاتا ہے حالانکہ وہ ضاد ہی ہوتا ہے ظ نہیں ہوتا پس ضاد پڑھنے کا قصد کرکے اصل مخرج سے نکالنے کی سعی کرنے والا ٹھیک پڑھتا ہے اگرچہ سننے والوں کو ظ معلوم ہو لیکن اگر وہ ظا پڑھنے کا قصد کرکے ظالین پڑھے تو یہ غلط ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟

(سوال) ولا الضالین کے ضاد کو کوئی نماز میں (یا باہر نماز کے) مخرج بظا مثلاً ظوالین پڑھتے اور کوئی ضاد مخرج بادال پڑھتے مثلاً دوالین پڑھا کرتے ہیں اب بتلائیے کہ کس کی نماز صحیح ہوئی اور کس کی باطل اور کس کا پڑھنا غلط ہوگا۔

اکثر علماء کا فتویٰ مخرج بدال پر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو عوام الناس و اکثر حافظ قرآن و علماء ضاد کو مخرج بدال کیوں پڑھتے ہیں آیا ان لوگوں کا پڑھنا غلط ہے یا صحیح عوام الناس خصوصاً مریدان مونگیر کے کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد مجمع فیوض البرکات مولانا محمد علی مونگیری بھی ضاد کو تا زیست مخرج بادال مثلاً دوالین پڑھتے تھے آیا حضور کا پڑھنا کیسا تھا نیز ایسا ہی مکہ و مدینہ منورہ کے قراء حرمین شریفین کے چاروں مصلوں کے امام و علمائے محدثین بلکہ تمام اہل عرب ولا الضالین کو مخرج بدال مثلاً دوالین پڑھتے ہیں تمام جگہ سارے قرآن میں ضاد کو مخرج بدال پڑھتے ہیں آیا ان حضرات مجمع الفیوض والبرکات واقف احادیث و آیات مجید دالعلم والقرآن کا پڑھنا کیا غلط ہے؟

مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اس مسئلہ کا جواب یوں دیا ہے کہ ض و ظ یہ دونوں حرف قریب المخرج ہیں اس لئے اگر ضالین میں باوجود کوشش کے ض صحیح مخرج سے ادا نہ ہو اور اس کی جگہ ظ پڑھا گیا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی بخلاف اس کے اگر دال پڑھا جائے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ

۱۔ مرجع سابق

خلاف مخرج بھی ہے اور اس سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں میں یہی لکھا ہے ص ۶۹ ج ۱) باقی رہا قراء اور علماء جو قرأت و تجوید کے فن سے واقف ہیں وہ ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہیں وہ دوالین نہیں پڑھتے لیکن جو لوگ اس فن سے ناواقف ہیں وہ قراء کی غلط نقل کر کے دوالین پڑھتے ہیں تو ان کی نماز اس سے فاسد ہوتی ہے ایسے لوگوں کو کسی قاری سے سیکھ لینا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کریں۔ فقط المستفتی نمبر ۲۶۶۹ منشی جلال الدین صاحب ۶ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۳ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۰۲) ضاد کو قصداً دال یا ظا کے مخرج سے ادا کرنا غلط ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن ایسا کوئی شخص نہیں کرتا کہ قصداً دال پڑھے یا قصداً ظا پڑھے۔

لوگ ارادہ تو یہی کرتے ہیں کہ ضاد کو صحیح اپنے مخرج سے ادا کریں لیکن ان سے صحیح ادا نہیں ہوتا اور اس میں تین صورتیں ہو جاتی ہیں اول تو عوام کی قرأت کہ وہ صاف دال پڑھتے ہیں اور کوشش بھی نہیں کرتے کہ اس کو اور دال سے علیحدہ کر کے اصل مخرج سے یا اس کے قریب قریب ادا کریں ان کا یہ فعل قابل اعتراض اور عمل غلط ہے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔(۱)

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دال سے تو ممتاز کرتے ہیں اور ظا سے دور رہتے ہیں ان دونوں سے ممتاز و جدا ایک آواز ہوتی ہے جس کو بتانے کے لئے کوئی صحیح تعبیر نہیں مگر عام طور سے اس کو دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے (حالانکہ حقیقت میں وہ دال کی آواز نہیں ہے کیونکہ اس میں تفخیم ہوتی ہے اور اصل دال میں تفخیم کا تصور اور وجود نہیں) یہ آواز چونکہ علیحدہ آواز ہے نہ دال ہے نہ ظا ہے اور ضاد ادا کرنے کی نیت سے کی گئی ہے اس لئے ادائے حرف ضاد کے لئے کافی ہوگی اور نماز ہو جائے گی قراء اور علماء اور تعلیم یافتہ اسی طرح سے پڑھتے ہیں پھر ان میں سے جو مخارج کے عالم ہیں ان کی بالکل صحیح ہوتی ہے اور جو اچھی مشق یا مہارت نہیں رکھتے ان کی ادا میں نقصان رہتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ادا کیا ہوا حرف دال اور ظا نہیں ہوتا(۲)

تیسری صورت یہ ہے کہ ادا کرنے والا ظالین پڑھے یعنی بالکل ظا پڑھ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ چونکہ میں ضاد کو ادا نہیں کر سکتا اس لئے اس کو ظا کی آواز سے مشابہ ادا کروں کیونکہ ضاد اور ظا آپس میں قریب الصوت اور مشابہ صفات رکھنے والے ہیں تو اگرچہ یہ خیال تو صحیح نہیں مگر اس شخص کی نماز اس سے ہو جانے کی کہ یہ ضاد کو اپنے اصل مخرج سے ادا نہیں کر سکتا اور جس طرح ادا کیا ہے وہ اس سے

(۱) ... في التصحيح و لعلمه ولم يقدر عليه فصلاته جائزة، وان ترك جهده فصلاته فاسدة كذا في المحيط (رد المحتار، مطلب في الالثغ ۱/ ۵۸۲، ط سعيد)

(۲) والضاد والظاء اشتركا صفة جهرا ورخوة واستعلاء واطباقا وافترقا مخرجا وانفردت الضاد بالاستطالة ... (الاتقان في علوم القرآن: فصل في المهمات ۱/ ۱۰۱، ط سهيل اكيدمي، لاهور)

مخرج کے بعض اوصاف پر مشتمل ہے اور اگر یہ شخص یہ نیت کرے کہ میں ظا پڑھتا ہوں تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔(۱)

نماز اسی صورت میں ہوگی کہ قصد تو ضاد کا ہو اور ادائیگی میں مشتبہ الصوت بالظا معلوم ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چوتھا باب
اعراب قرآن

قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ کے کتنے برس بعد لگائے گئے؟

(سوال) قرآن شریف کے اعراب کس زمانہ میں اور کس نے لگائے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۹ حسین جمال الدین [illegible] ۱۹ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۳) قرآن مجید کے اعراب زمانہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً پچاس برس کے بعد لگائے گئے ہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پیش (ـُ) کو واو معروف اور زیر (ـِ) کو یا معروف کی طرف مائل کرکے پڑھا جائے

(سوال) اعراب زیر اور پیش کس طرف پڑھا جائے، کوئی یہ کہتا ہے کہ زیر اور پیش [illegible] آواز سے پڑھنا ٹھیک ہے، کوئی کہتا ہے کہ [illegible] آواز سے پڑھنا چاہئے، مثلاً الف زیر اے ب زیر بے، یا الف زیر ای ب زیر بی، کون سا ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۷۱۵ عبد الغفور ([illegible]) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۴) صحیح یہ ہے کہ پیش واو معروف کی طرف اور زیر یائے معروف کی طرف مائل کرکے پڑھا جائے مگر زیادہ کھینچا نہ جائے کیونکہ کھینچنے سے پوری واو یا پوری یا ہو جائے گی اور وہ صحیح نہیں اور واو مجہول یائے مجہول کی طرف مائل کرنا عربی لہجے کے خلاف ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) قال القاضي أبو عاصم [illegible] ولا يعرف التمييز لا تفسد وهو المختار [illegible] وفي القراءة [illegible] ۱/ ۳۳۴ ط سعيد

(۲) انظر تفسير القرطبي: مقدمة المؤلف ۱/ ۴۵، ط دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) [illegible] الكسرة [illegible] وجوب تجويد القرآن ٤/ ١٥٥، ط إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچی)

جواب کی توضیح

(جواب ۱۰۵) (۶۳۷) متعلقہ سوال مذکورہ۔ فقیر کے پہلے جواب کا مطلب یہ ہے کہ احمد کی دال پر جو پیش ہے اس کو واؤ معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے اور للہ کی ہا کے نیچے جو زیر ہے اس کو یائے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ نہ کھینچنا چاہیے کہ الحمدو ہو جائے یا للهی بن جائے۔

قاعدہ یسرنا القرآن مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ہمارے پاس موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں اس میں کیا لکھا ہے اگر یہ بات لکھی ہے کہ جس حرف پر پیش ہو اس کی حرکت یعنی پیش کو واؤ مجہول کی طرح پڑھا جائے، تو یہ بات غلط ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، ۳ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

پانچواں باب
متفرق مسائل

سورۃ توبہ کی ابتداء میں " اعوذ باللّٰہ من النار الخ،، پڑھنا ثابت نہیں!

(سوال) بعض قرآن مجید مطبوعہ بمبئی میں سورۃ توبہ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقوم ہے وبقی الجزری یقرء عند مکان البسملۃ اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار و من غضب الجبار العزۃ للہ و لرسولہ وللمؤمنین کذافی المبسوط انتھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جزری یا مبسوط یا دیگر کسی کتاب میں یہ عبارت پڑھنا لکھا ہے؟

(جواب ۱۰۶) اس دعا کا کسی معتبر کتاب سے ثبوت نہیں ملتا سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ وہی ہے جو حضرت عثمانؓ سے ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اس سورت کے متعلق یہ بیان نہ فرمایا تھا کہ یہ کہاں پر لکھی جائے اس لئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے اس کو یہاں پر درج کر دیا اور بسم اللہ نہ لکھی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں!

(سوال) مولوی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآن صحیح ہے یا نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ہے یا نہیں؟

---

(۱) مرجع سابق

(۲) فقال عثمان ... فظننت انها منها فقبض رسول اللہ ﷺ ولم يبين لنا انها منها فمن اجل ذلك قرنت بينهما ولم اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتها في السبع الطول (جامع الترمذي، ومن سورة التوبة ۲: ۱۳۹ ط سعيد)

یہ ترجمہ لڑکوں کو کار آمد ثابت ہوگا یا مضر؟ کیونکہ اس ترجمہ کی بنا ایک آزاد شخص نے حنفیوں کے مدرسے میں ڈالی ہے جس کا عقیدہ بہت سے مسلمانوں کے نزدیک برا ہے کیونکہ وہ شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تقدیر کوئی چیز نہیں تدبیر کرو اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۰۷) مولوی نذیر احمد صاحب نے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں کی ہیں علمائے احناف کے خلاف ایسی بہت سی باتیں اس میں ہیں جو لڑکوں کو مضر ہوں گی بہتر ہے کہ اردو ترجمہ مدرسے میں داخل کرایا گیا ہے تو مناسب ہے کہ اس کے ساتھ اصلاح ترجمہ دہلویہ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے بچوں کو ضرور پڑھائی جائے تاکہ جو کچھ غلطیاں اس ترجمہ میں ہیں اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

"آیت الکرسی" ایک آیت ہے!

(سوال) آیت الکرسی جو کہ سورۂ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا ھو سے وھو العلی العظیم تک ہے یہ ایک ہی آیت مانی جائے گی یا درمیان میں جو علامات وقف ہیں یہ بھی آیت کا حکم رکھتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکرسی میں دس آیات ہیں۔ المستفتی نمبر ۴۹۲ حافظ محمد شفیع (ضلع جہلم) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۸) آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ھو سے شروع ہو کر وھو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے یہ کل ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز اوقاف ہیں وہ آیات نہیں ہیں لفظ آیت الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے آیات الکرسی نہیں کہا گیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آیت "وما انزل علی الملکین ببابل" (الآیۃ) کی صحیح تشریح

(سوال) کلام مجید میں ہاروت وماروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا صحیح شان نزول اور اصل قصہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاروت اور ماروت شہر بابل میں دو شخص تھے جن کو ان کے عجائب افعال اور نیک چلنی کی وجہ سے فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا اور اس بات کی وہ قراءت مؤید ہے جس میں ملکین بکسر لام پڑھا ہے اور حسن بصری کا بھی یہی

---

(١) وفي التفسير لابن كثير: هذه آية الكرسي ولها شان عظيم قد صح عن رسول الله ﷺ بانها افضل آية في كتاب الله قال الامام احمد حدثنا عبدالرزاق ... عن ابي بن كعب ان النبي ﷺ سأله اي آية اعظم؟ قال: الله ورسوله اعلم، فرددها مرارا ثم قال ابي: آية الكرسي (البقرة ٢٥٥: ١/٣٠٤) وفيه: وهذه الآية مشتملة على عشر جمل مستقلة فقوله (الله لا اله الا هو) اخبار الخ (١/٣٠٨ ط سهيل اكيدمي لاهور)

قول ہے (بیضاوی تفسیر کبیر) یہ دو شخص اس فن سے واقف تھے مگر اس کو برا سمجھتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ علم ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا مگر یہود ایمان کی پرواہ نہ کرتے تھے سیکھنے سے باز نہ آتے تھے پس ان پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ان کو اس فن میں ماہر و عالم ہونے کی قدرت عطا کی تھی نہ یہ کہ کتاب آسمانی کی طرح ان پر خدا نے جادو نازل کیا تھا کہ وہ اس کو تعلیم دیا کرتے تھے بعض مفسرین نے لفظ انزال سے یہ سمجھ لیا کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین شہر بابل میں آئے تھے پھر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تھے اس کے کہنے سے شراب پی اور اس کے خاوند کو قتل کیا اور بت کو سجدہ کیا اور زہرہ نے اسم اعظم ان سے سیکھ لیا جس سے وہ تو آسمان پر چلی گئی اور یہ بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہیں اور وہاں کب سے ان کو عذاب ہوتا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے پہلے اس کو سمجھا دیتے ہیں پھر سکھا دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد الملک بن مروان کے پاس ان سے مل کر آیا تھا الخ۔ یہ سب اصل کہانیاں ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولانا عبدالحق نے بحوالہ حسن بصری بیضاوی و تفسیر کبیر جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا دیگر مفسرین کا قول صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد نقشبندی (سکھر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۰۹) ہاروت و ماروت فرشتے نہیں تھے اور ان کا آسمان سے اترنا اور زہرہ پر عاشق ہونا اور زہرہ کا ان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر جانا اور فرشتہ بن جانا یا ستارہ بن جانا اور ان فرشتوں کا بابل میں کسی کنویں میں الٹا لٹکایا جانا یہ معتبر قصہ نہیں ہے ظاہر یہ ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب کا بیان کردہ قصہ ہی قابل قبول ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کے ترجمہ شائع کرنے کا حکم

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو اور بامحاورہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (لاہور) ۲ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۰) قرآن مجید کے اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدیل کے امکانات

(۱) وهذه القصة من حيز الاحاديث من الروايات الضعيفة الشاذة ولا دلالة عليها في القرآن بشيء و في روايات هذه القصة ما يأباه العقل و النقل وهو ما نقل عن الربيع بن انس انه مسخ الله الزهرة كوكبا و صعدت الى السماء حين تعلمت الاسم الاعظم ... في مسخ كمثال الدين و تمام النقل لم يصححوا لهذه القصة ولا شيء رويته عن علي وله عن ابن عباس الخ (التفسير المظهري ۱ / ۱۰۹ ط حافظ كتب خانه كوئته)

زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے مگر گانے کے طرز میں پڑھنا مکروہ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا حروف مقطعات کے معنی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟

(سوال) حروف مقطعات کے بارے میں بڑا اختلاف ہو رہا ہے چنانچہ ایک عالم فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کو معلوم ہے یعنی یہ ایک راز ہے جو مرسل اور مرسل (اللہ) کے درمیان واقع ہے جس کو ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور دوسرے عالم یہ فرماتے ہیں کہ ان کا علم غیر اللہ کو کوئی نہیں جانتا خواہ وہ رسول ہو یا فرشتہ یا من جملۃ الناس ہو جو شخص یہ کہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہے وہ شخص کافر ہے اور اگر اس اعتقاد میں کفر لازم نہ ہو تو ایسے معتقد کا گنہ گار ہونا یقینی ہے چنانچہ اس اختلاف کی وجہ سے عام مخلوق میں شدید چپقلش کے بعد یہ بات عمل میں آئی کہ اس کا فیصلہ مفتی صاحب سے کرانا چاہئے لہذا آنجناب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو فیصلہ شرعی ہو تحریر فرما کر قاطع اختلاف ہوں اور اگر مختلف مذہب اس میں واقع ہو تو جو قول آپ کے نزدیک مرجح ہو تحریر فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۱ غلام محمد صاحب مظفر گڑھ پنجاب ۹ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۱۲) حروف مقطعات کے متعلق سلف صالحین سے متعدد اقوال منقول ہیں نصوص کتاب و سنت کے لحاظ سے راجح اور قوی قول یہ ہے کہ ان کے معنی اور مراد کا علم ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے جلالین میں تمام کے آگے الله اعلم بمراده بذلك فرمایا گیا ہے اور اس پر صاحب جمل فرماتے ہیں اشار بهذا الى ارجح الاقوال فی هذه الاحرف

(۱) قال المحقق فی الشامیة: وفی الفتح عن الکافی ان اعتاد القراءة بالفارسیة او اراد ان یکتب مصحفا بها یمنع وان فعل فی آیة او آیتین لا، فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمته جاز (رد المحتار، مطلب … والشاذ ۱/۴۸۶ ط سعید)

(۲) قلت فیه استحباب التغنی بالقرآن وتحسین الصوت بالقراءة وتزیینه لا بالسماع … کما ستدری ولکنه مقید بما اذا لم یخرج الی حد التمطیط (اعلاء السنن، باب … فی وجوب تحسین القراءة ۴/۱۵۳ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراچی)

(۳) ۱/۴ ط سعید

التی ابتدئ بها کثیر من السور وهو انها من المتشابه وانه جری علی مذهب السلف القائلین باختصاص الله تعالی بعلم المراد منها انتہی مختصراً (جمل جلد ۱) (۱)

مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا قول یہ بھی ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے درمیان میں اسرار ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو ان کا علم عطا فرمایا گیا تھا مگر چونکہ وہ ایک سر تھا اس لئے حضور ﷺ نے اس کو امت پر ظاہر نہیں فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر عزیزی میں ان اقوال کو ذکر فرمایا ہے جو حروف مقطعات کے بارے میں سلف سے منقول ہیں۔ فرماتے ہیں

اول آنست کہ ایں حروف اسرار محبت است کہ از غیر پوشیدہ بہ پیغمبر حبیب خود صلعم نشان دادہ اند گویند کہ التخاطب بالحروف المفردة سنة الاحباب فان سر الحبیب مع الحبیب یجب ان لا یطلع علیه الرقیب (فتح العزیز سورہ بقرہ مطبوعہ مجتبائی ص ۷۴)

اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے :-

" و قیل انه سر استاثره الله بعلمه وقد روی عن الخلفاء الاربعة وغیرهم من الصحابة ما یقرب منه ولعلهم ارادوا انها اسرار بین الله و رسوله ورموز لم یقصد بها افهام غیره الخ "
(بیضاوی جلد اول ص ۱۵ مجتبائی) (۲)

یعنی بیضاوی نے خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے ان اقوال کو جن میں حروف مقطعات کو اسرار یا المکتوم الذی لا یفسر یا مخفی قرآن فرمایا تھا اس پر محمول کیا کہ یہ اللہ اور رسول کے درمیان اسرار و رموز ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کی مراد معلوم ہے پھر تعیین مراد میں بہت اقوال ہیں اور امام شافعی کا یہ مذہب مشہور ہے کہ متشابہات کے معانی راسخین فی العلم جانتے ہیں پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان میں راز ہیں وہ اقوال سلف سے باہر نہیں نکلتا یہ دوسری بات ہے کہ راجح اور قوی قول کے خلاف ہے مگر اس کی بنا پر اس کی تکفیر تو کجا تفسیق و تضلیل بھی نہیں کی جا سکتی (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

---

(۱) ۱ / ۱۰ ط مصر
(۲) ۱ / ۱۶ ط سعید
(۳) وقد اختلف اهل العلم فی معنی قوله : وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم (فمنهم من جعل تمام الکلام عند قوله تعالی : والراسخون فی العلم فمن قال بالقول الاول جعل الراسخین فی العلم عالمین ببعض المتشابه (احکام القرآن للجصاص ص ۲ / ۴ ط دار الکتاب العربی بیروت)

سورہ براءۃ سے پہلے "بسم اللہ" نہ ہونے کی وجہ

(سوال) قرآن مجید کے دسویں پارے میں سورہ توبہ میں بسم اللہ نہیں نازل ہوئی؟ کیا وجہ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۲۴۷ شیخ مظفر حسین شیخ مظفر (تحصیل ضلع مظفر نگر) ۹ صفر ۱۳۵۸ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۱۳) اس میں حضور ﷺ نے بسم اللہ نہیں لکھوائی تھی یہ سورت پہلی سورت کے ساتھ بسم اللہ میں شامل ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) قال عثمان كان رسول الله ﷺ مما يأتي عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد فكان إذا نزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب ... وكانت براءة من آخر القرآن وكانت قصتها شبيهة بقصتها فظننت أنها منها فقبض رسول الله ﷺ ولم يبين لنا أنها منها فمن أجل ذلك قرنت بينهما ولم أكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتها في السبع الطول (جامع الترمذي، ومن سورة التوبة ۲ / ۱۳۹ ط سعيد)

كتاب الحديث والآثار

پہلا باب
متفرق احادیث کی تشریحات

حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے صحابہ کرام کے زمانہ میں تدوین حدیث کا اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا

(سوال) حدیث شریف فرض دین میں سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بعد جمع قرآن مجید حدیث شریف کے جمع کی حفاظت کیوں نہیں فرمائی۔ خلفائے راشدین نے اپنے عہد خلافت میں کثرت حدیث بیان کرنے سے کیوں منع فرمایا؟ المستفتی نمبر ۳۲ نذیر محمد (ضلع جہلم) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۱۴) حدیث شریف کی تعلیم اور تعلم بھی بقدر ضرورت فرض کفایہ ہے (۱) اس کی تدوین کا اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے ابتداء میں نہیں کیا گیا (۲) کثرت بیان کرنے سے ممانعت اس لئے تھی کہ لوگوں کو غیر مستند احادیث کے بیان کرنے سے روکا جائے اور جرأت مفرطہ سے دور رکھا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ

(سوال) خچر کی سواری کی جو حدیث ہے وہ کس کتاب کی ہے حوالہ تحریر فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نور بدیشی (ضلع چاندپور) ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۵) خچر کی سواری کی حدیث بخاری شریف، ترمذی شریف وغیرہ کتابوں میں موجود ہے بخاری شریف جلد اول ص ۴۰۲ میں ہے وکان ابو سفیان بن الحارث آخذا بعنان بغلته (۴) یعنی حنین میں ابو سفیان بن حارث حضور ﷺ کے سفید خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے جس پر

(۱) وما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه في قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو واللغة والكلام والقراءات واسانيد الحديث وكل هذه الآلة لعلم التفسير والحديث وكذلك علم الآثار والاخبار والعلم بالرجال واساميهم (رد المحتار، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين ١/٤٢ ط سعيد)
(۲) اعلم علمني الله واياك ان آثار النبي ﷺ لم تكن في عصر اصحابه وكبار تبعهم مدونة في الجوامع ولا مرتبة لامرين احدهما انهم كانوا في ابتداء الحال قد نهوا عن ذلك كما ثبت في صحيح مسلم خشية ان يختلط بعض ذلك بالقرآن العظيم (مقدمة فتح الباري ص ٤ ط مكتبه مصطفى مصر)
(۳) انما كانوا يتقون منه ويتهيبون عن الاكثار في التحديث لا عن التحديث بالكلية وذلك منهم خشية الوقوع في الخطأ وهو لا يشعر (الامة لتحري وتصحيح الاسناد التي حدثتهم عن الامتناع والنهي ص ١٠٤ ط دار الانصار جده)
(٤) (باب بغلة النبي ﷺ ١/٤٠٢ ط قديمي كتب خانه كراچی)

حضور ﷺ سوار تھے اور ترمذی شریف جلد اول ص ۲۰۲ میں ہے: و رسول الله ﷺ على بغلته الخ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث "نحن احق بالشك من ابراهيم" کا صحیح مطلب

(سوال) نحن احق بالشك من ابراهيم (۲) تو نبی کو شک ہوا ہے اور اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟
المستفتی نمبر ۲۵۵۷ مولوی عبدالحکیم (ضلع پشاور) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۱٦) نحن احق بالشك من ابراهيم تواضع فرمایا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی شک تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

"خلق الله التربة يوم السبت الخ" صحیح حدیث ہے

(سوال) بعض احباب عمل سے بچنے اور اس سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر حدیث کو روایت اسرائیلی کہہ دیتے ہیں مشکوٰۃ کی ذیل کی حدیث کو بھی انہوں نے روایت اسرائیلی بتادیا از راہ کرم حدیث مذکورہ کے متعلق واضح فرمائیں۔

عن ابى هريرة قال اخذ رسول الله ﷺ بيدى فقال خلق الله التربة يوم السبت و خلق فيها الجبال يوم الاحد و خلق الشجر يوم الاثنين و خلق المكروه يوم الثلثاء و خلق النور يوم الاربعاء و بث فيها الدواب يوم الخميس و خلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة فى آخر الخلق و آخر ساعة من النهار فيما بين العصر الى الليل مشكوة ص ۵۰۱ مطبع مجتبائی دهلی
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
(جواب ۱۱۷) یہ روایت مشکوٰۃ (۳) میں امام مسلم کی طرف منسوب ہے اور مسلم کی روایتیں صحیح ہیں (۴) اس حدیث کو اسرائیلی کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ اس میں اسرائیلیات کی کوئی بات نہیں۔

(۱) باب ما جاء فى الخروج عند الفزع ۱/ ۲۹۸ ط سعيد
(۲) معناه ان الشك مستحيل فى حق ابراهيم فان الشك فى احياء الموتى لو كان متطرقا الى الانبياء لكنت انا احق به من ابراهيم وقد علمتم انى لم اشك فاعلموا ان ابراهيم لم يشك و انما رجح ابراهيم على نفسه تواضعا و ادبا او قبل ان يعلم ... (شرح النووى على الصحيح لامام مسلم باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة ۱/ ۸۵ ط قديمى كتب خانه كراچى)
(۳) باب بدء الخلق و ذكر الانبياء ص ۵۱۰ ط سعيد
(۴) قال الشيخ الامام ابو عمرو بن الصلاح شرط مسلم فى صحيحه ان يكون الحديث متصل الاسناد بنقل الثقة عن الثقة من اوله الى منتهاه سالما من الشذوذ والعلة قال وهذا حد الصحيح فكل حديث اجتمعت فيه هذه الشروط فهو صحيح بلا خلاف بين اهل الحديث (مقدمة النووى شرحه على الصحيح للامام مسلم فصل فى ... ۱/ ۱۳ ط قديمى كتب خانه)

ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حدیث " فمن وصلها وصلته " الخ کا صحیح ترجمہ

(سوال) محترم حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ العالی مسنون
گزارش ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اس ہفتہ الجمعیۃ اخبار میں بھی شائع ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں اس کے ترجمہ و حرف نوٹ سے متعلق فرمائیے کہ صحیح ہے یا نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی ۹ ۔ ۱ ۔ ۴۲

(جواب ۱۱۸) حدیث کا ترجمہ اصل مطلب کے لحاظ سے ٹھیک ہے فمن وصلها وصلته ومن قطعها بتته (۱) کا ترجمہ مناسب الفاظ میں یوں ہونا چاہئے تو جو شخص رحم یعنی رحمی رشتہ داری کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

شققت لها من اسمی کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے نام رحمن سے مشتق اس کے لئے رحم کا نام نکالا ہے یہاں اشتقاق اصطلاحی مراد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، (۲)

حدیث " یا عباد اللہ اعینونی " الخ کا صحیح مطلب

(سوال) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم کو کوئی مصیبت پڑے اور کسی جگہ تم تنہا ہو کوئی مددگار موجود نہیں ہے تو تم کہو کہ اے بندگان خدا اے خدا کے بندو ہماری مدد کرو اور یہ حدیث طبرانی سے روایت ہے یہ بات مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوئی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسی باتوں کا بیان کرنا مناسب ہے اور کیا کوئی روایت ایسی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ نذیر احمد عزیز محمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۹) حدیث یا عباد اللہ اعینونی الخ حصن حصین میں بروایت طبرانی مروی ہے (۳) مگر اس میں عباد اللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسان کی نظر سے مخفی مگر وہاں قریب موجود ہوتے ہیں یہ ان کا وجود مظنون ہے اور ان کو مدد کے لئے پکارنا اس تصور پر ہے کہ وہ پکارنے والے کے قریب ہیں اس کی آواز سن کر اس کی مدد کر سکتے ہیں جیسے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی فریاد سن کر اس کی مدد کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) (باب البر والصلة، الفصل الثانی، ص ۴۲۰، ط سعید)

(۲) (قوله شققت) أي أخرجت وأخذت اسمها قوله (من اسمي) أي الرحمن وفيه ايماء الى مناسبة الاسمية والرحمة ... (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، باب البر والصلة ۹/۲۰۱ ط امدادیه ملتان)

(۳) مترجم ص ۱۲۳، ط میر محمد کتب خانہ کراچی

معراج کی رات حضور ﷺ کا عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے

(سوال) اکثر مولود خواں حضرات بیان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب رسول خدا احمد مجتبیٰ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کی تو اس وقت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ دی اس وقت آپ براق پر سوار ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا ہی تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ نذیر محمد عزیز احمد (رنگون)

(جواب ۱۲۰) یہ قصہ بے اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث منکر، معضل، موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی کہنا صحیح نہیں

(سوال) زید کہتا ہے (۱) قرآن صاحب کے ساتھ سرور انبیاء شفیع اللہ بن محمد بن عبداللہ قرشی ہاشمی مدنی بحکم رب اکرم ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہے تمام امور میں فرق نہیں رکھتا جو کوئی آنحضرت ﷺ کے قول مبارک حدیث شریف کو قول ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلل یا مدلس یا مدرج کہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کی تکذیب و توہین کرتا ہے اور جو کوئی اقوال نبوی کی تقسیم کرتا ہے حدیث موقوف یا حدیث مرفوع یا حدیث منقطع کہتا ہے وہ غیر نبی کے قول کو قول رسول ﷺ میں ملا کر حدیث کہتا ہے یا حدیث شاذ و حدیث معلق و حدیث منقطع میں شامل کرتا ہے وہ بھی حق توہین آنحضرت ﷺ کی کرتا ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ سے تمام ارشادات حق ہیں کوئی ضعیف یا موضوع یا منکر نہیں ہو سکتا، قول غیر معصوم کا قول معصوم سے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے جو کوئی آنحضرت ﷺ کی توہین کا مرتکب ہو وہ کافر ہے خدا کی توہین ہے اور آنحضرت ﷺ کی توہین ہے۔

(۳) اور اگر امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی غلطیاں حسب دستور الٰہی قابل سزا ہوں گی میں نہیں جانتا کہ امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہے یا نہیں اگر کی ہے تو وہ سزا کے مستحق ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۸ منشی فضل الرحمن، پہاڑ گنج، دہلی۔ ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۲۱) (۱) یہ قول محض فن حدیث اور حقیقت حال سے ناواقفیت ہے حدیث کو ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلل یا مدلس یا مدرج باعتبار ثبوت اور سند کے کہا جاتا ہے قول رسول ہونے کی جہت

سے یہ اوصاف حدیث شریف کے نہیں ہیں جس حدیث کو منکر کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند منکر ہے جس کو ضعیف کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند ضعیف ہے اس طرح کہنے سے حدیث رسول اللہ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہوتی، صحابی کے قول کو حدیث موقوف کہتے ہیں اس میں حدیث کے معنی قول رسول ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صحابی کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے اس میں بھی کوئی توہین نہیں ہے(۲)

(۲) حضور ﷺ کا قول تو بے شک موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سندیں تو ضعیف ومنکر ہوتی ہیں اور لفظ حدیث ان مثالوں میں مطلق قول یا خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔(۳)

(۳) ہاں اختیاری اور قصدی غلطی میں مواخذہ ہے خواہ کسی سے ہو اور بے قصد غلطی ہو جائے تو اس میں مواخذہ نہیں خواہ کسی سے ہو۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا احادیث مثل قرآن ہیں

(سوال) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۲ محمد میاں حویلی اعظم خاں دہلی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی درجہ کے موافق واجب التعمیل ہیں لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بہ طریق نقل کے ادون ہونے کے آیت قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔(۵)(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وردت فی هذا الحدیث عن صحیح ولو فی ... ضعیف لکن حصر، فمعناه لم یصح اسناده علی شرط المذکور لانه کذب فی نفس الامر (مقدمة اعلاء السنن للتهانوی ۱: ۳۷ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

(۲) واما ینتهی الی الصحابی یقال له الموقوف کما یقال قال او فعل او قرر ابن عباس موقوف (المقدمة للشیخ عبدالحق الدهلویؒ علی مشکوٰة المصابیح : ص ۵ سعید)

(۳) (مقدمة اعلاء السنن' المرجع السابق ۱: ۳۷)

(۴) قال الشیخ ابو الحسن ... خطأهم مطیعا والا خر عاصیا ولیست صغیرة ... (شرح العقائد ص ۶ مکتبه خیر کثیر کراچی)

(۵) عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ان الله وضع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرهوا علیه (ابن ماجه باب طلاق المکره والناسی ص ۱۴۷ ط قدیمی)

(۶) الاتصال ... من رسول الله ﷺ وهو ان یکون کاملا کالمتواتر وهو الخبر الذی ... کنقل القرآن والصلوٰة الخمس وانه یوجب علم الیقین او یکون اتصالا فیه شبهة صورة کالمشهور وانه یوجب علم طمانینة او یکون اتصالا فیه شبهة صورة ومعنی کخبر الواحد وانه یوجب العمل دون العلم الیقین. المنار مع شرحه نور الانوار وفی الحسامیة ... کالمتواتر ... لان الاتصال بکم قد یکون بغیر التواتر کالسماع من فی رسول الله ﷺ مستفیضة باب اقسام السنة ص ۱۷۷، ۱۷۸ ط سعید)

حدیث "ستفترق امتی علی ثلث و سبعین" میں امت سے امت دعوت مراد ہے یا امت اجابت

(سوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی اس لفظ امت سے کیا مراد ہے ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر یا صرف مسلمان مراد ہیں مسلمان اور کافر مل کر تہتر گروہ ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں تہتر گروہ ہوں گے یا امت میں مسلمان کافر دونوں ہی داخل ہیں؟ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے؟ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے "ما انا علیه واصحابی" کا کیا مطلب ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین (بنگلور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۲۳) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی ہو سکتی ہے اور امت اجابت بھی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے ثم قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الذین لیسوا علی قبلتنا فی عدد الثلاث والسبعین و یحتمل امة الاجابة فیکون الملل الثلاث والسبعون منحصرة فی اهل قبلتنا والثانی هو الاظهر ونقل الابهری ان المراد بالامة امة الاجابة عند الاکثر انتهی اشعۃ اللمعات میں بھی یہی ہے کہ امت اجابت مراد ہے یہ حدیث ترمذی ابو داؤد مسند احمد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے "ما انا علیه واصحابی" سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آج کل اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ ہے اس میں حنفی شافعی مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں البتہ مبتدع فرقے جیسے معتزلی خارجی مرجئہ مشبہہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین، شعب الایمان و بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ سے حدیث لینے کی وجہ

(سوال) (۱) رزین، شعب الایمان، بیہقی، ابن عساکر وغیرہ کتابوں کا شمار حدیث کے تیسرے اور چوتھے طبقہ میں ہے اور ان کتابوں میں زیادہ تر ضعیف حدیثیں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ان حدیثوں

---

(۱) (باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ / ۲۴۸ ط امدادیه ملتان)

(۲) (باب افتراق هذه الامة ۲ / ۹۲ ط سعید)

(۳) (رقم الحدیث ۸۱۹۴ ، ۲ / ۲۸۳ ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۴) (باب شرح السنة ۲ / ۲۸۳ ط امدادیه ملتان)

(۵) لمن هم المهديون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي فلا شك ولا ريب انهم هم اهل السنة والجماعة (مرقاة المفاتيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة ۱ / ۲۴۸ ط امدادیه ملتان)

اپنی تصنیف میں لائے ہیں۔ حتی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں مواہب لدنیہ وغیرہ کی بہت احادیث ذکر کی ہیں جنہیں صاحب سیرۃ النبی نے غیر مستند قرار دیا ہے؟

(۲) علم الصیغہ میں لفظ لا کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط لکھی گئی ہے کہ تکرار لا ہونا ضروری ہے درآں حالیکہ یہ قاعدہ بعض مقامات پر ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے مثلاً مشکوۃ شریف ص ۱۶ میں ہے انک مررت ولا سلمت (حدیث عثمان مشکوۃ ص ۱۶ اور محمدی) یہاں لا ماضی پر داخل ہوا ہے لیکن تکرار نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷۲ محمد حسن صاحب رضوی (سیتاپور) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۲۴) (۱) ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں اس لئے ان کا درجہ صحاح کا نہیں ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں مشکوۃ میں بھی ان کی روایتیں لی گئی ہیں اور دوسری کتابوں میں بھی لی جاتی ہیں البتہ ان کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوتی اس لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور سیرت کے دوسرے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے استناد کیا اور جن مؤلفین نے سیرت میں بھی تنقید کا راستہ اختیار کیا انہوں نے ضعیف روایات کو علیحدہ کر دیا۔

(۲) لا کا ماضی پر داخل ہونا بغیر تکرار کے ممنوع یعنی تکرار کی شرط نہیں ہے جبکہ دعا ہو یا تکرار ہو جیسے فلا صدق ولا صلی(۳) یا لفظی تکرار ہو جیسے ما طلعت الشمس ولا غربت یا موضع دعا میں ہو الا لا بارک اللہ فی سہیل یا معنی تکرار کافی سمجھی ہو جیسے فلا اقتحم العقبۃ(۴) کہ یہاں معنی تکرار کافی سمجھی ہے اور لا اقتحم کو لا فک رقبۃ ولا اطعم مسکینا کے معنی میں لے لیتے ہیں ان کے علاوہ کہیں کہیں ندرت بغیر تکرار اور بغیر موضع دعا کے بھی لا ماضی پر مستعمل ہوا ہے جیسے وای عبدلک لا الما آپ نے جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے یعنی اس کی عبارت یوں ہوتی ہے ماشعرت انک مررت ولا سمعت انک سلمت محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث " ثلثة لاینظر اللہ الیہم یوم القیمة " الخ کا حوالہ

(سوال) (۱) وہ حدیث کس کتاب میں ہے مع حوالہ کتاب کے درج فرمایئے جس کے معنی یہ ہیں۔ تین

(۱) باب الکبائر و علامات النفاق ص ۱۶ ط سعید

(۲) حدیث " لوان الناس یعلمون مافی الندا والصف الاول الخ" کا حوالہ

وفی مقدمة اعلاء السنن قال فی الدر المختار شرط العمل به فی فضائل الاعمال ان یکون مخرجه من کتاب لا یخص الفضیلة بمتروک علی الاعمال. قال ابن حجر فی شرح الاربعین لانه ان کان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقه من العمل والا لم یترتب علی العمل به مفسدة تحلیل ولا تحریم ولا ضیاع حق للغیر ... لذلک فی حکم العمل بالضعیف ۱ ۵۷ ط ادارة القرآن دار العلوم الاسلامیة کراچی)

(۳) القیمة : ۳۱

(۴) البلد ۱۱

[illegible] رحمت [illegible] منہ [illegible] جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو اور [illegible] قسم [illegible] نہیں
[illegible] نیچے ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیا ازار کا ٹخنوں سے نیچے [illegible]
[illegible]

(۲) [illegible] حدیث [illegible] جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا [illegible]
[illegible] وتین چیزوں کے اندر ثواب کا علم ہوتا تو وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے [illegible]
ایک [illegible] کی صف میں [illegible] لیکن [illegible] نہیں۔ [illegible] المستفتی
نمبر ۲۷۴۸ محمد حنیف [illegible] ۲۳ [illegible] الثانی [illegible]
مطابق ۸ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۲۵) (۱) [illegible] حدیث کے الفاظ یہ ہیں ثلثة لا ینظر اللہ الیہم یوم القیمة ولا یزکیہم
ولہم عذاب الیم المنان والمسبل ازارہ والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب یعنی تین [illegible]
[illegible] قیامت میں اللہ [illegible] رحمت نہیں [illegible] اور ان کے لئے [illegible]
[illegible] عذاب ہے [illegible] ازار [illegible] جھوٹی قسم کھا کھا کر اپنا مال [illegible]
[illegible] (ترمذی شریف)[1]
ازار [illegible] ٹخنوں سے نیچے [illegible] تو [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] ازار
کا نیچا ہونا فخر و تکبر کے ساتھ ہو۔[2]

(۲) [illegible] حدیث کے الفاظ یہ ہیں لو ان الناس یعلمون ما فی الندآء والصف الاول ثم
لم یجدوا الا ان یستہموا علیہ لا ستہموا علیہ (ترمذی)[3] [illegible]
[illegible] ثواب کا علم ہوتا [illegible]
[illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ [illegible]

[illegible] سعد بن معاذ پر قبر کی تنگی کی وجہ اور نبی ﷺ کی شفقت پر ناز
اور خاص رحمت الٰہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے

سوال: زید نے [illegible] مولوی صاحب کا [illegible] بیان [illegible] ایک مولوی صاحب طالب علم
[illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible] عن جابر قال خرجنا مع رسول اللہ

(۱) باب ماجاء فیمن حلف علی سلعة کاذبا ۱: ۲۳۰ ط سعید
(۲) وقد نص [illegible] علی ان [illegible] الحدیث [illegible] ممنوع مع
[illegible] ۸: ۲۳۹ ط [illegible]
(۳) باب ماجاء فی فضل الصف الاول ۱: ۵۳ ط سعید

ﷺ الى سعد ابن معاذ حين توفي فلما صلى عليه رسول الله ﷺ ووضع في قبره و سوى عليه فسبح رسول الله ﷺ فسبحنا طويلا ثم كبر فكبرنا فقيل يا رسول الله لم سبحت ثم كبرت قال لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عنه رواه احمد (۱) و عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ هذا الذي تحرك له العرش و فتحت له ابواب السماء و شهده سبعون الفا من الملائكة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه رواه النسائي (۲) یعنی فرمایا جابرؓ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طرف سعد بن معاذ انصاری کے جب کہ فوت ہوئے پس پڑھی آپ نے ان پر نماز جنازہ اور رکھے قبر میں اور مٹی دی گئی تو آپ نے تسبیح پڑھی یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پس ہم نے بھی تسبیح کی دیر تک پھر آپ نے تکبیر کی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پس ہم نے بھی تکبیر کی بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیوں آپ نے اول تسبیح کی اور بعد میں تکبیر فرمایا کہ تحقیق تنگ ہو گئی اس نیک بندہ پر قبر اس کی یہاں تک کہ کشادہ کیا اللہ نے اس کی قبر کو روایت کیا اس حدیث کو احمد نے اور حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سعد بن معاذ ایسا شخص تھا کہ جنبش میں آیا عرش اور کھل گئے دروازے آسمانوں کے اور ستر ہزار فرشتے اس کی نماز جنازہ میں حاضر ہوئے تحقیق دبایا قبر نے جو ان کے [illegible] پھر فراخ ہوئی روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اس حدیث شریف کو بیان فرما کر مولوی صاحب رونے لگے کہ [illegible] خوف کا مقام ہے جب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام امت کا کیا ٹھکانا ہے۔

زید نے عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ تو رونے کا مقام نہیں بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے اس خبر عبرت اثر سے ارباب فہم کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جب غور کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ انصاری جیسے ذی رتبہ اور [illegible] صحابی کہ ان کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ان کے لئے عرش الٰہی جنبش میں آیا آسمانوں کے دروازے کشادہ ہوئے ستر ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر کیا سبب تھا کہ ان کی قبر تنگ ہو گئی [illegible] کہ ان کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی شفقت و عنایت پر ناز تھا یعنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا ﷺ کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے حامی و شفیع تا دفن ہمارے ساتھ ہیں پس یہی خیال ان کا کہ خالصاً تکیہ رحمت الٰہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول ﷺ کی عنایت کا سہارا [illegible] تھا تو [illegible] قبر کا باعث ہو [illegible] اور [illegible] ہدایت کی [illegible] کہ تم نے ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حامی تمہاری قبر پر کھڑا ہے دیکھیں تو وہ کیا مدد کر سکتا ہے اور یہ [illegible] من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه [illegible] رسول خدا ﷺ نے [illegible] خدا [illegible]

---

(۱) رقم الحديث ۲۷۵ ، ۱٤۰۹٦ /٤ ط دار احياء التراث العربي بيروت
(۲) باب ضمة القبر و ضغطته ۱/۲۲٤ ط ايچ ايم سعيد كمپني [illegible] ۵۵

یعنی توحید ربانی کا فرو بلند کیا خدا پر توکل کرنا ذات حق پر بھروسہ رکھنا اور اسی ذات کو فوق الکل مطلق اور نزدیک سمجھنا تعلیم فرمایا ہے۔ دوسری طرف ان ہدایات کے خلاف خدا پر نظر رکھنے کے بجائے دوسروں پر خواہ وہ پیشوا ہوں توقع عذاب و ثواب اور حقوق رکھنا ہے اور جس قدر کسی کے دل میں تعلق ماسوی اللہ سے اسی قدر توحید کم ہوجاتی ہے جب کہ خداوند قدوس جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے انسان کو پیدا کیا جان دی پیدا پرورش کیا رزق دیا فرزند دیئے متاع کا مالک بنایا ان سب کاموں میں کوئی نبی یا ولی خدا کے ساتھ شریک نہ تھا نہ کوئی تھا کسی کی نظر و مروت سے اللہ تعالیٰ نے یہ عنایتیں نہیں کیں پھر کیف کی بات ہے کہ اس ذات و چھوڑ کر دوسرے کی بات ہے مقتدی سے اور معاملہ آخرت کے لئے کسی دوسرے کی حمایت اور سفارش پر توقع نظر رکھے اور دوسری پیدا ہوجاتی ہے تو شرک ہے مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون (۱)

اب سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کی بیان کردہ حدیثوں پر زید نے جو خیال ظاہر کیا ہے یہ وہ توہین رسالت اور انکار شفاعت کو شامل ہے " اور یہ کہ زید کی اقتدا میں نماز درست ہے یا نہیں " المستفتی نمبر ۲۱۷۷ ... دہلی مورخہ ۲ شعبان ۱۳۶۲ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲۶) زید کا بیان توہین رسالت اور انکار شفاعت کو شامل نہیں تاہم اس عبارت سے یہ بات نہیں ہے ... حضرت ... کی طرف ایک ایسی بات منسوب کی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ... شفاعت پر تکیہ کر لیا تھا اور رسول خدا ﷺ کی شفقت پر نظر تھا ... سب ... پھر بھی قرب الٰہی چاہیے ... رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا ہو تو اس پر یقین ہو تا اللہ کی جانب سے ... تھا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حدیث " اتبعوا السواد الاعظم " میں اعظم سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد؟

(سوال) مشہور حدیث اتبعوا السواد الاعظم (مشکوۃ) (۳) میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعظم متعلق ... ہے جس سے معنی رفعت شان کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اعظم متعلق ... سے ہے جس سے مراد کثرت ہے۔ ارشاد فرمایا جائے کہ ان دونوں قولوں میں کون سا قول درست ہے اور شارحین سے کیا منقول ہے " المستفتی نمبر ۲۵۹۳ ... ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

---

(۱) العنکبوت : ۴۱

(۲) قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل ۳۶)

(۳) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۰ ط سعید

(جواب ۱۲۷) لفظ اعظم تو عظمت سے مشتق ہے جس کے معنی درجہ اور شان کی بڑائی بھی ہے اور عددی کثرت پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے حدیث میں اعظم سواد کی صفت کے طور پر مذکور ہے اور سواد کے معنی جماعت کے ہیں جس کے مفہوم میں عددی کثرت داخل ہے تو سواد اعظم کے معنی بڑی جماعت ہوئی اور بڑی جماعت کا مفہوم عرف میں عددی اکثریت ہی ہو جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ایسی عددی اکثریت جو باطل پر ہو قابل اتباع نہیں بلکہ حدیث سے مراد یہ ہے اتبعوا السواد الاعظم من اهل الحق (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) بخاری شریف کا اصح الکتب ہونے کی وجہ
(۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے
(۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے
(۴) اخبار "الجمعیۃ" میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیئے جاتے ہیں
(۵) اخبار "الجمعیۃ" کے اراکین حنفی ہیں
(۶) فتاوی رشیدیہ، مجموعہ الفتاوی معتبر اور حنفی مذہب کے فتاوی ہیں
(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

سوال: (۱) بخاری شریف قرآن کتاب کے بعد کتب سے صحیح مانی جاتی ہے؟
(۲) قرآن شریف کے بعد درجہ بخاری شریف کا مذہب حنفی میں بھی مانا جاتا ہے یا نہیں؟
(۳) کتاب مشکوٰۃ شریف مذہب حنفی میں بھی قابل تسلیم ہے یا نہیں؟
(۴) آپ کے اخبار الجمعیۃ میں جس قدر فتوے شائع ہوتے ہیں وہ مذہب حنفی کے موافق ہوتے ہیں یا نہیں؟
(۵) اخبار الجمعیۃ کے اراکین اور مفتی صاحب حنفی مذہب کے پیرو ہیں یا کوئی دوسرا مذہب ہے؟
(۶) فتاوی رشیدیہ اور مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحی مذہب حنفی کی کتب ہیں یا نہیں؟

(جواب ۱۲۸) (۱) بخاری شریف قرآن مجید کے بعد کتب احادیث میں سب سے صحیح مانی جاتی ہے اس کے مؤلف حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اس کتاب میں صحیح حدیثیں جمع کرنے کا التزام کیا تھا اس وجہ سے یہ دوسری کتب حدیث سے زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اس کی حدیثیں دوسری صحاح سے زیادہ صحیح ہیں (۲)

(۱) وفی المرقاة قوله اتبعوا السواد الأعظم يعبر به عن الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه أكثر المسلمين … لاجتماعهم … (مرقاة المفاتيح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ۱/۲۴۹ ط مكتبة امدادية ملتان) (۲) فاتفق العلماء على أن أصح الكتب بعد كتاب الله صحيح البخاري ثم … ص ۳۶، ۳۸ ط …

(۲) ضعیف ... نہیں(۱)

(۳) مشکوۃ شریف معتبر کتاب ہے، ... مطلب نہیں ... تمام حدیثیں ... ہیں (۲)

(۴) ... حنفی مذہب ... ہیں

(۵) اراکین جمعیۃ علماء ... حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔

(۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

---

(۱) وقد صرح الجمهور بتقديم صحيح البخاري في الصحة ولم يوجد عن أحد التصريح بنقيضه ... (مراتب الصحيح ص ۳۵ ط فاروقی کتب خانہ ملتان)

(۲) ومن أشار إليه من غريب أو ضعيف أو غيرهما بينت وجهه غالبا وما لم يشر إليه في الأصول فقد قفيته في تركه إلا في مواضع لغرض ... صحيح ... والمرقاة ... فإن الغرض ... الصحيح ... ذكر المنكر ... ۱/ ۳۷ ... ملتان)

كتاب التاريخ والسير

پہلا باب

سیرت وشمائل (علیٰ صاحبہا التحیۃ)

آیت ''واقصد فی مشیک'' اور حدیث ''اذا مشی تکفا تکفؤا کانما ینحط من صبب'' کی تطبیق

(سوال) سیرت النبی از مولانا شبلی (حصہ دوم باب شمائل) میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار بہت تیز تھی چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین میں اتر رہے ہیں اور قرآن شریف کی آیت ہے واقصد فی مشیک (۱) تو آیت شریفہ اور حضور ﷺ کی رفتار میں جو تناقض معلوم ہوتا ہے اس کی تطبیق کیا ہے؟ المستفتی محمد سلیمان واوڑا

(جواب ۱۲۹) آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک کا بیان جس حدیث میں آیا ہے (اور سیرت النبی میں غالباً اسی حدیث کا مطلب ادا کیا گیا ہے) اس کے الفاظ یہ ہیں اذا مشی تکفا تکفؤا کانما ینحط من صبب (۲) یعنی حضور انور ﷺ جب چلتے تھے تو ذرا آگے کو مائل ہوتے تھے گویا کہ نشیب سے اتر رہے ہیں اور روایت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی چال متکبروں کی طرح اکڑ کر چلنے کی نہ تھی بلکہ متواضعانہ تھی اور سست رفتار نہ تھے بلکہ قوت اور ہمت کے ساتھ چلتے تھے مگر یہ ہمت یعنی تیزی قوت کی وجہ سے تھی حد اعتدال واقتصاد سے متجاوز نہ تھی تو آیہ شریفہ واقصد فی مشیک کی حضور ﷺ پوری تعمیل فرماتے تھے نہ کہ مخالفت (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

کیا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟

(سوال) آنجناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے خود کسی بادشاہ کے نام بطور عہد نامہ یا کسی اور کے نام پر کوئی خط یا دستخط کیا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۸ مولوی محمد دبیر (پشاور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳۰) حضور ﷺ نے جو خطوط و فرامین بھیجے تھے یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کوئی خط یا فرمان تحریر کیا ہو البتہ حدیبیہ کا صلح نامہ لکھتے وقت جب کفار نے لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے جو صلح نامہ لکھ رہے تھے فرمایا کہ یہ

---

(۱) لقمان ۱۹

(۲) شمائل ترمذی، باب ما جاء فی مشی رسول اللہ ﷺ ص ۸ ط سعید

(۳) فلا ینافی الآیۃ وکذا ما ورد فی صفتہ ﷺ اذا مشی کانما ینحط من صبب وکذا لا ینافیہ قولہ تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا لانہ الذی یکون فیہ مشی کمشیہ لیس ... ولا بطیء بل المحمود غیر الاسراع ... (روح المعانی لقمان ۱۹ ط دار الفکر بیروت لبنان)

محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھ دو تو حضرت علیؓ نے لفظ رسول اللہ کو مٹانے سے انکار کیا اور عذر کیا اور حضور ﷺ نے مسودہ واپس ہاتھ میں لے کر لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا اور ایک روایت میں اس کے آگے وکتب محمد بن عبد اللہ ہے یعنی آپ نے محمد بن عبداللہ لکھ دیا بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ لفظ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بطور معجزہ کے لکھ دیا تو ان علماء کی رائے کے موافق کہا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے معجزے کے طور پر یہ لفظ لکھ دیا تھا مگر یہ بات تحقیق طلب ہے اور حضور ﷺ کا فرمان نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب موجود ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فضلات نبویہ کا حکم

(سوال) (۱) حضور ﷺ کا بول شریف آپ کی ایک خادمہ نے پی لیا تھا تو آپ نے اس کے دانت نہ ٹوٹنے کی دعا دی اور نہ یہ فرمایا کہ دوبارہ ایسا مت کرنا (۲) حضور ﷺ کے پچھنوں کا خون ایک صحابی نے پی لیا تھا تو حضور ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جان کو محفوظ کر لیا (۳) حضور ﷺ کی ایک اور خادمہ نے بھی ایک مرتبہ اسی طرح بول شریف پی لیا تھا جو کہ شب میں پیالہ میں حضور ﷺ نے بول کیا تھا اس واسطے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو کبھی بیمار نہ ہو گی (۴) حضور ﷺ کے تمام فضلات مثل پیشاب پاخانہ وغیرہ پاک تھے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۵ محمد یٰسین (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۱) حضور ﷺ کا پیشاب یا خون بعض صحابہ نے پی لیا ہے لیکن حضور سے اجازت لے کر پیا ہو اس کا ثبوت نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ ان صحابہ نے اس فعل سے یا حضور کے ان الفاظ سے یہ سمجھا ہو کہ آپ نے فرمایا تھا کہ دوسرے لوگوں کے لئے پیشاب یا خون کا پینا جائز ہو گیا تھا بعض علماء شافعیہ اور ان کی متابعت میں بعض علمائے حنفیہ اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حضور ﷺ کا بول و براز پاک تھا لیکن قرآن و حدیث میں کوئی ایسی تصریح نہیں جس میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ حضور ﷺ

(۱) عن البراء قال لما احصر النبي ﷺ عند البيت صالحه ... فأمر عليا ان يمحاها فقال علي لا والله لا امحاها فقال رسول الله ﷺ أرني مكانها فأراه مكانها فمحاها وكتب ابن عبد الله الحديث (صحيح مسلم) قال النووي في شرحه: قوله أرني مكانها ... وزاد عنه في طريق ولا يحسن ان يكتب فكتب قال أصحاب هذا المذهب ان الله تعالى أجرى ذلك على يده اما بأن كتب ذلك القلم بيده وهو غير عالم بما يكتب او ان الله تعالى علمه ذلك حينئذ حتى كتب وجعل هذا زيادة في معجزته فانه كان اميا فكما علمه ما لم يعلم من العلم (شرح مسلم للنووي باب صلح الحديبية ۲: ۱۰۵ ط قديمي كتب خانه كراچي) (۲) صحيح البخاري باب قول النبي ﷺ لا نكتب ولا نحسب ۱: ۲۵٦ ط قديمي كتب خانه كراچي (۳) صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفة كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني وصرح به البيري في شرح الاشباه (رد المحتار مطلب في طهارة قوله ﷺ ۱: ۳۱۸ ط سعيد)

کے فضلات پاک تھے موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'
الجواب صحیح۔ فقیر احمد سعید کان اللہ لہ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ عبدالشکور عفی عنہ مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد اسحاق عفی عنہ

حضور ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں۔

(سوال) جناب پیغمبر رسول خدا ﷺ اپنی امت کے وارث ہیں یا نہیں اور حامی ومددگار ہیں یا نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی جگہ مقام محمود ہے یا نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں نعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کی توہین کرنا کیسا ہے کہ یہ کیا الحال ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۲۹ عثمان خاں ڈگے خاں صاحب۔ مقام ڈہران کاؤں۔ خاندیس ۱۹ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۲) آنحضرت ﷺ اپنی امت کے وارث نہیں ہیں حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث (۱) یعنی ہماری پیغمبروں کی جماعت نہ کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ کوئی ان کا وارث ہوتا ہے ہاں حضور ﷺ اپنی امت کے حامی ومددگار تھے اور قیامت کے دن امت کی شفاعت فرمائیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا جو حضور ﷺ کے لئے ہی مخصوص ہے (۲) حضور ﷺ کی نعت ومدح وثنا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ نعت کا مضمون صحیح ہو اور پڑھنے کا طریقہ بھی درست ہو (۳) گانا بجانا یا لونڈوں کا خوش آوازی سے پڑھنا درست نہیں (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) حضور ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے ؟
(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فرداً فرداً ادا کی گئی 'سب سے پہلے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے ادا کی !

(سوال) (۱) حضرت محمد ﷺ نے کس تاریخ کو وفات پائی ؟
(۲) حضور ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان و حضرت عمر رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں شریک تھے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۱۳۲۷۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) صحیح البخاری، باب فرض الخمس ۱ ۴۳۵ ط قدیمی کتب خانہ' کراچی
(۲) عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قال حین سمع النداء اللهم رب ... وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته حلت له شفاعتی یوم القیمة (صحیح البخاری باب الدعاء عند النداء' ۱ ۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
(۳) واشعار العرب لو فیها ذکر الفسق تکره (الدرالمختار) قال المحقق فی الشامیہ فراد الاشعار ... لم یکن فیہ ذکر الفسق والغلام و نحوه لا تکره (ردالمحتار' الحظر والاباحة' ۶ ۳۵۰ ط سعید)
(۴) قال السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفه فی زماننا حرام (عالمگیریہ' الباب السابع عشر ۵ ۳۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(جواب ۱۳۳) حضور ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن وفات پائی یہ اتنی بات تو متفق علیہ ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی تاریخ کیا تھی تو اس میں کئی قول ہیں دوسری تاریخ پہلی تاریخ بارہ تاریخ تیرہ تاریخ اور ان کے علاوہ بھی قول ہیں(۱)

(۲) حضور ﷺ کے جنازہ کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی لوگوں نے فرداً فرداً ادا کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے نماز ادا کی ہے۔ فقد جاء ان ابابکرؓ دخل علیه ﷺ فکبر اربع تکبیرات ثم دخل عمرؓ فکبر اربعا ثم دخل عثمان فکبر اربعا ثم طلحة بن عبید الله والزبیر بن العوام ثم تتابع الناس ارسالا یکبرون علیه

(سیرت حلبیه)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

دوسرا باب
اہل بیت واہل قریش

روایات صحیحہ سے ابو طالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے

(سوال) حضرت ابو طالب مسلمان تھے یا کافر؟ ان کے ایمان اور کفر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا کیا خیال تھا؟

(جواب ۱۳۴) جہاں تک کہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب کا اسلام لانا ثابت نہیں بلکہ کفر پر ہی انتقال ہونا ثابت ہوتا ہے بخاری شریف(۳) میں باب قصۃ ابی طالب میں یہ حدیث مذکور ہے۔ عن المسیب ان اباطالب لما حضرته الوفاة دخل علیه النبی ﷺ و عنده ابو جهل فقال ای عم قل لا اله الا الله کلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل و عبد الله بن ابی امیة یا ابا طالب ترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزالا یکلماه حتی قال آخر شئی کلمهم به علی ملة عبدالمطلب الحدیث یعنی مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب کہ ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے وہاں ابو جہل بھی موجود تھا حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا آپ لا اله الا الله کہہ دیجئے یہ ایک کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے

(۱) ولما کان الیوم الاثنین ۱۳ ربیع الاول سنه ۱۱ (۸ یونیه ۶۳۳) لحق علیه السلام بالرفیق الاعلی وقد اعلن الصحابة بوفاته. تاریخ الامم الاسلامیه، ۱/ ۱۵۷ ط مصر، وفی تاریخ الاسلام: نقل الرسول الی جوار ربه فی یوم الاثنین ۱۲ ربیع الاول سنة ۱۱ ه وهو فی الثالث والستین من عمره (۱/ ۱۵۵ ط دار الاحیاء، بیروت)
(۲) ۳/ ۳۵۶، ط بیروت۔
(۳) باب قصة ابی طالب ۱/ ۵۴۸، ط قدیمی کتب خانه، کراچی

نے خدا کے سامنے گواہی دیکر شفاعت کرسکوں کا اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑ دو گے ؟ اور دونوں یہ بات برابر کہتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالمطلب کے مذہب پر (قائم ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب نے آخری دم تک بھی اسلام قبول نہیں کیا بخاری ... میں اسی باب قصۃ ابی طالب میں یہ حدیث بھی مذکور ہے قال عباس بن عبد المطلب للنبی ﷺ ما اغنیت عن عمک فانہ کان یحوطک و یغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنی حضرت عباس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے چچا (ابو طالب) کو کیا نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے دشمنوں پر غضبناک ہوتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا وہ پچھلی آگ میں ہوں گے اور اگر میرا تعلق نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ مبتلائے عذاب ہوں گے مگر حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب کی نوعیت میں تخفیف ہو جائے گی اسی باب کی تیسری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا کہ لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ یعنی امید ہے کہ ابو طالب کو میری شفاعت قیامت کے روز فائدہ پہنچے گی وہ یہ کہ پچھلی آگ میں رکھے جائیں گے جو صرف پاؤں کے ٹخنوں تک ہو گی مگر اس کی گرمی سے دماغ کھولتا ہو گا اس حدیث سے قیامت کے روز حضور کی جانب سے شفاعت ہونا اور شفاعت سے صرف عذاب کی تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اسی حدیث کے ذیل میں کہا ہے کہ کافر کو حضور ﷺ کی شفاعت سے تخفیف عذاب کا فائدہ پہنچنا ابو طالب کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی حفاظت اور حمایت کے صدقے میں حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر فائدہ ان کو پہنچا کا یہی حدیث حافظ ابن حجر نے اصابہ میں مسلم سے نقل فرمائی ہے اس میں لعلہ نہیں بلکہ ینفعہ شفاعتی کا لفظ ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت کی یہ خبر اور عذاب کی تخفیف کی یہ صورت واقعات مستقبلہ میں سے ہے جس کا علم حضور ﷺ کو اعلام الٰہی سے ہوا ہو گا اس لئے اس کے محقق الوقوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس بناء پر اب کوئی امکان اس کا باقی نہ رہا کہ ابو طالب کا اسلام کسی طور سے ثابت ہو سکے۔ واللہ اعلم

(۱) حوالہ بالا (گزشتہ صفحہ)
(۲) مرجع سابق
(۳) والنفع الذی حصل لابی طالب من خصائصہ ببرکۃ النبی ﷺ (فتح الباری شرح صحیح البخاری باب قصۃ ابی طالب ۷ / ۱۴۹ ط مکتبہ مصطفی مصر)

"قدموا قریشا ولا تقدموها" صحیح حدیث ہے یا نہیں؟ اس کا صحیح مطلب

(سوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے قدموا قریشا ولا تقدموها و تعلموا منها ولا تعلموها الحدیث اخرجه ابن النجار (از کنز جلد ۷ ص ۱۴۰) اس حدیث کے متعلق یہ سوال کیا ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے اور بصورت ضعیف یا موضوع ہونے کے اس کے ضعیف یا وضعی ہونے پر کیا ثبوت ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۷ مولوی محمد زکریا صاحب لیکچرر مسلم ہائی اسکول اٹاوہ۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳ء۔

(جواب ۱۳۵) یہ حدیث کنز العمال کے صفحہ ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے ابن النجار سے نقل کی ہے اور مناوی نے نور الحق میں اس کی روایت امام (الشافعی) کی طرف منسوب کی ہے اور لا تعلموها کی جگہ لا تعالموها ذکر کیا ہے اور جامع صغیر میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلف ذکر کیا ہے مثلاً کہیں ہے قدموا قریشا ولا تقدموها و تعلموا من قریش ولا تعالموها الشافعی البیهقی فی المعرفة عن ابن شهاب بلاغا (عد) عن ابی هریرة (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها و تعلموا من قریش ولا تعلموها ولو لا ان تبطر قریش لاخبرتها بالخیارها عند الله تعالی (طب) عن عبدالله بن السائب (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها ولو لا ان تبطر قریش لاخبرتها بما لها عند الله- البزار عن علی (صح) یعنی یہ حدیث ابن النجار اور شافعی اور بیہقی اور ابن عدی اور طبرانی و بزار نے روایت کی ہے اور جامع صغیر میں ان کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں ان کو مقدم رکھو اور اما اقاموا الدین جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو اور قریش سے علم حاصل کرو کیونکہ قرآن مجید ان کی لغت (لان القران نزل بلغة قریش) میں نازل ہوا اور ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو فقد ایصال الحق الی اهله کی تعلیم ہے اور یہ بات ثابت ہے ما اقاموا الدین کی قید سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی کی صورت میں قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) ۱۲/۲۲ رقم الحدیث ۳۳۷۸۹-۳۳۷۹۰ ط التراث الاسلامی بیروت لبنان
(۲) حرف القاف ص ۳۰ ط مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد
(۳) الجامع الصغیر للسیوطی حرف القاف ص ۸۵ ط مکتبہ اسلامیہ پاکستان

ابن زیاد کا حضرت حسینؓ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے.

(سوال) حضرت امام حسینؓ کے سر مبارک کو ابن زیاد نے بید سے مارا اور ناک اور آنکھوں کی راہ شراب ڈالی اور کہا کہ حسینؓ تم کو شراب سے زندگی میں بہت انکار تھا اب مرنے کے بعد شراب ہم تم کو پلاتے ہیں کیا یہ واقعہ تاریخ کی کسی کتاب میں درج ہے؟ اور کیا اس واقعہ کو عام پبلک کے سامنے منبر پر بیان کرنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۱۴۰ محمد اسماعیل خاں (آورہ) ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۶) بید مارنے کا واقعہ تو صحیح ہے شراب کا واقعہ نظر سے نہیں گزرا ایسے واقعات کا بیان کچھ اچھا نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سر تن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ کی نسبت حضرت حسینؓ کی طرف صحیح نہیں.

(سوال) حضرت امام حسینؓ نے شمر اعدا کے مقابلہ کے وقت تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ گھوڑا مع زین اور سوار مع خود و زرہ وغیرہ کٹ کر تلوار زمین میں اتر گئی امام حسینؓ جس طرف رخ پھیرتے تھے ہزاروں اعدا کو چشم زدن میں فنا کر دیتے تھے ایک بار امامؓ نے لشکر اعدا کے سامنے ہاتھ اٹھا کر رومال سے اشارہ کیا تو تمام صف اول کے آدمیوں کے سر تن سے جدا ہو گئے یہ روایات صحیح ہیں اور کسی مستند و معتبر کتاب سے اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (ساورہ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۷) اس روایت کی سند اور حوالہ بیان کرنے والے سے دریافت کرنا چاہیے ہماری نظر میں اس کی سند نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حضرت علی حضور ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے

(سوال) دہرہ دون میں ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مندرجہ ذیل افسوسناک مکالمہ عمرو کے مکان پر زید اور بکر کے درمیان وقوع میں آیا تینوں صاحبان اوسط عمر کے مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں مکالمہ مذکورہ مندرجہ ذیل عالی جناب کی خدمت بابرکات میں بغرض استفسار ارسال کیا جاتا ہے کہ ہر دو صاحبان زید و بکر یا دونوں میں سے کوئی کس حد تک مرتکب جرم شرعی ہے؟

نیز در صورت ثابت ہونے گناہ کے گناہ گار پر کیا کفارہ اور ازالہ واجب و عائد ہوتا ہے۔ زید

---

(۱) قال لما أتی عبیدالله بن زیاد برأس الحسین جعل ینکت بالقضیب ثنایاه (البدایة والنهایة، دخول سنة احدی و ستین ۵/ ۶۹۸، ط دار الفكر بيروت)

(عمرو سے) حضرت علی ایک معمولی گھرانے کے تھے پستہ قد تھے تناور تھے پہلوانی کیا کرتے تھے ہمارے رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے کہیں سے کہیں پہنچے اور شیر یزداں کہلائے۔

عمرو۔ معمولی گھرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تمہارا مطلب ان کی نجابت سے ہے؟

زید۔ نہیں عمرو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ متمول نہیں تھے ان کی نجابت کے احترام سے کون منکر ہے۔

عمرو۔ حضرت علی تو رسول اکرم ﷺ کے گھرانے سے تھے۔

زید۔ ہرگز نہیں وہ علیحدہ تھے۔ بلکہ شاید کی تقلید میں میں نے ایک اور تعجب خیز امر دیکھا تھا کہ ابو طالب عم رسول اکرم ﷺ اور ابو طالب والد حضرت علی دو جدا جدا شخص تھے۔

عمرو۔ اس کو تو شیعہ سنی سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک ہی خاندان تھا۔

زید۔ میرا مطلب خاندان کے ایک نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ حضرت علی الگ رہتے تھے۔

بکر۔ (نہایت طیش میں زید سے مخاطب ہو کر) لاحول ولا قوۃ تمہیں عربی نہیں آتی میں تم کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ تم کافر ہو۔ تم سے بات کرنا گناہ ہے۔

زید۔ (نہایت خندہ پیشانی سے) لاحول اس میں گناہ کیا ہے ضمناً ایک بات ہے ایمان سے تو متعلق نہیں ہے کفر مجھ پر کیوں عائد کرتے ہو میں کوئی وعظ تو نہیں کہہ رہا ہوں اگر میں غلط ہوں تو صحت کردو۔ میں نے شاید کہیں یہی پڑھا ہے۔ غالباً شاہنامہ یا کہیں اور۔

بکر۔ (پہلے سے بھی زیادہ طیش میں) لعنت ہے تم پر۔ تم جیسے کافر خارج از اسلام سے توبات کرنا بھی گناہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۹۱۲ مسٹر عبدالحق انصاری ایم اے (دہرہ دون) ۲۸ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) زید کے کلام میں کئی ایک غلطیاں ہیں یہ کہنا کہ انکے والد ابو طالب اور شخص تھے اور آنحضرت ﷺ کے عم محترم ابو طالب اور شخص تھے بالکل غلط ہے اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت علی الگ رہتے تھے یہ بھی غلط ہے پھر یہ کہ انہوں نے شاہنامہ میں یہ باتیں پڑھی ہیں یہ اور زیادہ غلط اور جاہلانہ بات ہے بکر کے کلام میں زید پر جو الزام ہیں عربی نہ آنا۔ اس قسم کی باتیں بلا تحقیق کرنا۔ روزہ نہ رکھنا اگر یہ واقعات ہیں تو بے شک الزامات درست ہیں لیکن لہجہ کا تشدد جو بکر کی طرف سے ظاہر ہوا اور زید پر کفر کا حکم کردینا تو یہ نامناسب تشدد ہے اور تکفیر کرنا ان میں کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قاتلان حسینؓ کو گالی دینا کیسا ہے؟

(سوال) قاتلان حسینؓ اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۳۹) قاتلان حسینؓ کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت برا کیا اور ظلم کیا مگر ان کو کافر کہنا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں۔ المومن لا یکون لعانا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

یزید ابن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد نادم ہوا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت امام حسینؓ کے اندر یزید کا بالکل ہاتھ نہ تھا بلکہ اس واقعہ پر یزید سخت نادم ہوا اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۱۴۰) ہاں یزید [illegible] شہداء [illegible] متاثر ہوا اور اہل بیت کے ساتھ [illegible] (۳) محمد کفایت اللہ

تیسرا باب
صحابہ و تابعین

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی

(سوال) حضور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد کل کتنی تھی؟ المستفتی نمبر ۲۹۱ حسین جمال الدین صاحب ۱۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۴۱) آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی صحیح تعداد کا علم تو نہیں ہے تاہم محدث کبیر ابوزرعہ رازی نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت ایسے صحابہؓ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت یا سماع کے ذریعہ سے کوئی روایت کی ہے ان کی تعداد ایک لاکھ تھی اور ظاہر ہے کہ ایسے صحابی جن سے کوئی روایت نہیں ان کی تعداد اس سے علاوہ ہوں گی (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) [illegible] باب الرجعة مطلب في حكم لعن العصاة ۳/ ۴۱۶ ط سعيد)

(۲) جامع الترمذي باب ما جاء في اللعنة ۲/ ۱۸ ط سعيد

(۳) [illegible] ۵/ ۷۰۰ ط دار الفكر بيروت)

(۴) [illegible] ۵/ ۷۰۲، ۷۰۳ ط دار الفكر بيروت

(۵) [illegible] زيادة على مائة الف انسان من رجل وامرأة [illegible] مقدمة الاصابة في تمييز الصحابة ۱/ ۳ ط مصر

(۱) صحابہؓ اور اہل بیت دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں
(۲) حضرت معاویہؓ صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں
(۳) حضرت علیؓ کے نابالغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے
(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے
(۵) حضرت علیؓ کا حسینؓ و حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاوا خیال کرنا بدگمانی ہے۔

(سوال) ایک روز چند شخص اہل السنت والجماعت کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تذکرہ مذہب کا تھا مقتدی الشخص پر فریقین متفق ہیں (۱) احمد کا دعوی ہے کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی شان میں [illegible] محمود کا دعوی ہے کہ صحابہ کی شان اہل بیت اطہار سے زیادہ ہے اور یہ کہ صحابہ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن پاک کی آیت سے بھی ان کی شان و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے احمد نے کہا اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزیں اپنے بعد [illegible] نجات کی امت میں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے گا نجات پائے گا محمود نے کہا وہ حدیث جو صحابہ کی شان میں ہے [illegible] متفق ہیں اہل بیت کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) اسی مجلس میں [illegible] حضرت معاویہؓ کا آیا اس پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں احمد نے کہا [illegible] عشرہ مبشرہ میں [illegible] نہیں [illegible] حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں [illegible] ان سے [illegible] محمود نے کہا [illegible] ہو لیکن حضرت امیر معاویہ کا رتبہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسین یعنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے۔ براہ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) بعدہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علیؓ کے ایمان پر بھی ہے چونکہ وہ نابالغی کی حالت میں ایمان لائے تھے اور نابالغی کے ایمان [illegible] معتبر نہیں ہوتا۔

(۴) حضرت علیؓ پر کن کن صحابہ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بار تذکرہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا آیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مروان کے فعل سے ہوئی جیسا کہ مشہور ہے کہ [illegible] فاقتلوا [illegible] جب حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ دشمنوں نے خلیفہ سوم کے مکان کو گھیر لیا ہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو [illegible] کے لئے بھیجا کہ حضرت عثمانؓ کو دشمنوں کی [illegible] چنانچہ [illegible] محمود نے کہا کہ یہ [illegible] حضرت علیؓ کا صرف دکھانے کا تھا حقیقتاً ان کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرت [illegible] ایک وقت [illegible] حضرت علیؓ [illegible] پھر؟

المستفتی نمبر ۲۲۳ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۴۲) (۱) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی رفیع ہے اور اہلبیت کی شان بھی بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن لوگوں کو دونوں شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ان کو دونوں کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب مختلف ہوتے ہیں اس لئے اس بارے میں اسی قدر اعتقاد پر اکتفا کرنا اسلم ہے شیخین کی فضیلت کلیہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے اوصاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں(۱)

(۲) حضرت امیر معاویہ جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں(۲) اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت علی اور حضرت امام حسین سے افضل ہیں ان کے لئے وہ مناقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کاتب وحی تھے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنا کرتہ مرحمت فرمایا تھا اور دعا دی تھی(۳) اور ان کے پاس حضور ﷺ کے

(۳) یہ اعتراض مہمل اور لغو ہے یہ تو حضرت علی کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ بچپن میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مبداء فیاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں ان تینوں کے بعد حضرت علیؓ باقی صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں۔

---

(۱) عن محمد بن الحنفية قال قلت لأبي أي الناس خير بعد النبي ﷺ قال أبوبكر قال قلت ثم من؟ قال عمر (الحديث) (صحيح البخاري باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ ۱ / ۵۱۸ ط قديمي كتب خانه كراچی)

(۲) عن عبدالرحمن بن عوف قال قال رسول الله ﷺ أبوبكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبدالرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة (جامع الترمذي مناقب عبدالرحمن ۲ / ۲۱۵ ط سعيد)

(۳) أسلم (أي معاوية) قبل الفتح وأسلم أبوه بعده وصحب النبي ﷺ وكتب له (فتح الباري باب ذكر معاوية ۷ / ۸۰ ط مصر) عن عبدالرحمن بن أبي عميرة وكان من أصحاب النبي ﷺ عن النبي ﷺ أنه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به (جامع الترمذي مناقب معاوية ۲ / ۲۲۴ ط سعيد) وقد روي من غير وجه أنه أوصى إليه أن يكفن في ثوب رسول الله ﷺ الذي كساه إياه (البداية والنهاية ترجمة معاوية وذكر شيء من أيامه ۵ / ۶۴۷ ط دار الفكر بيروت)

(۴) وأفضل البشر بعد نبينا أبوبكر الصديق ثم الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم علي المرتضى وخلافتهم على هذا الترتيب (عقائد النسفي مع شرحه ص ۱۴۹ ط مكتبه خير كثير كراچی)

(۵) یہ خیال کہ حضرت علیؓ نے صرف دکھاوے کے لئے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بھیجا تھا حفاظت منظور نہ تھی بدگمانی ہے حضرت علیؓ کی طرف سے ایسی بدگمانی کرنی مناسب نہیں ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں ؟ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئیے ؟

(سوال) (۱) حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے ساتھ گروہ شیعہ کو اس قدر بغض ہے کہ ایک طرف خود سرا و جہرا اپنے گھروں میں اور سنیوں کی جماعت میں ان پر سب و شتم اور طعن و طعن کرتے ہیں اور دوسری طرف اگر سنی ان کی مدح میں قصائد یا نظمیں پڑھیں تو کہتے ہیں کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے اور اس بنا پر اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں ایسی صورت میں سنیوں پر مدح خلفائے ثلاثہؓ میں قصائد یا نظموں کا پڑھنا اپنے گھروں' محفلوں میں عام مقامات اور شارع عام پر مذہبا ضروری ہے یا نہیں ؟

(۲) حکومت وقت نے شیعوں کی درخواست اور شکایت پر حفظ امن کے بہانہ سے شارع عام پر مجمع عام میں اور ایسے مقامات پر جو مخلوط ہوں یا عامۃ الناس کے استعمال کے لئے ہوں حضرات خلفائے ثلاثہؓ کی مدح کرنا یا مدح میں قصائد اور نظمیں پڑھنا ممنوع قرار دیا ہے تو حکومت کی یہ کارروائی مداخلت فی الدین ہے یا نہیں ؟

(۳) شیعوں کی مخالفت اور حکومت وقت کی مزاحمت کی بنا پر جیسا کہ اوپر مذکور ہے ان سنیوں کے لئے جو ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوں جہاں کہ یہ مخالفت اور مزاحمت کی جاری ہو اس مخالفت کا انسداد کرنا اور حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے محامد و مناقب و نثر یا نظم میں علی الاعلان و بر سر عام جلسوں یا جلوسوں میں بیان کرنے کا حق حاصل کرنا مذہبا لازم ہے یا نہیں ؟

(۴) جس مقام پر حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے محامد و مناقب کا بیان علی الاعلان و بر سر عام کرنے کی مخالفت و مزاحمت ہوتی ہو جیسے کہ اوپر مذکور ہے اور وہاں کے سنی اس مخالفت و مزاحمت کے انسداد کے لئے کوشاں ہوں تو جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں اور ان کو مالی یا کسی قسم کی امداد دیں تو وہ عند اللہ ماجور ہوں گے یا نہیں اور جو اہل علم یا علمائے دین یا امراء یا ارباب ثروت اس کوشش کرنے والی جماعت کی تائید و نصرت اور امداد سے پہلو تہی کریں وہ اعانت روافض اور تعاون علی الاثم والعدوان کے مرتکب ہوں گے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۳ مولوی عبدالرحیم صاحب (انجمن تحفظ سنت لکھنؤ) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء۔

(۱) قال اللہ تعالی: یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (الآیۃ) (الحجرات: ۱۲)

جواب از مولانا محمد اسباطؒ

جواب ۲) (از مولوی محمد اسباط صاحب مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی) جواب عرض کرنے سے پہلے چند مقدمات کی تمہید ضروری ہے۔

(۱) ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے کہ اسلام و شریعت نیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کی تاریخ کی تبلیغ کرے تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں تک بھی پہنچ سکے تاکہ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کی صداقت سے ذہن اور ان کی محبت سے ان کے قلوب معمور رہیں اور اسلام کی محبت ان کے دلوں پر پوری طرح چھا جائے۔ قال الله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن (۱) وقال الله تعالى فاصدع بما تؤمر (۲) وقال الله تعالى وانذر عشيرتك الاقربين (۳) وقال رسول الله ﷺ بلغوا عني ولو آية (۴) وقال عليه السلام نضر الله امرأ سمع منا شيئا فبلغه كما سمعه فرب مبلغ اوعى له من سامع (رواه الترمذي (۵) وابن ماجه (۶) ورواه الدارمي (۷) عن ابي الدرداء) (مشكوة) (۸)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام آپ کی امت اور آپ کے درمیان واسطہ ہیں ان ہی کی وساطت سے دین پہنچا اور ان ہی کی کوششوں اور جانفشانیوں سے ساری دنیا کے لوگوں کو دولت اسلام ملی ہے اور امت کو ان ہی کے ذریعہ سے اپنے مذہب پر ثبات ہے۔ قال الله تعالى وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (۹) اور امت کی زبان پر ان کا احسان ہے اور شریعت نے ان کی عظمت اور محبت اور ان کی عزت اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہمارے اوپر لازم کی ہے۔ قال الله تعالى والذين جاؤوا من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم (۱۰) وعن عبدالله بن مغفل قال قال رسول الله ﷺ الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا من بعدي فمن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد

(۱) النحل ۱۲۵
(۲) الحجر ۹۴
(۳) الشعراء ۲۱۴
(۴) مشكوة المصابيح، كتاب العلم، فصل اول، ۱/ ۳۲ ط سعيد
(۵) باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع ۲/ ۹۴ ط سعيد
(۶) باب من بلغ علما ص ۲۱، ط مير محمد كتب خانه، كراچي
(۷) باب الاقتداء بالعلماء ۱/ ۸۷ ط قديمي كتب خانه، كراچي
(۸) كتاب العلم فصل الاول ۱/ ۳۵ ط سعيد
(۹) البقرة ۱۴۳
(۱۰) الحشر ۱۰

آذی الله ومن آذی الله فیوشک ان یاخذه (رواه الترمذی) (۱) وعن عمر قال قال رسول الله ﷺ اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب الخ (مشکوة) (۲) وعن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ وعمرؓ (۳)

(۳) شریعت نے چونکہ تبلیغ کے لئے کسی طریقہ خاص کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے جو ایسے طریقے اختیار کر سکتے ہیں جس سے مقصود تبلیغ ہو سکے لہذا ان کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نثر میں خواہ وہ نظم میں، خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ہو سکے ان کے فضائل و مناقب ان کے کارنامے ان کی علامات کے ساتھ اور اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شیفتگی کے واقعات پڑھیں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں خصوصاً نظم اور قصائد کی صورت میں کیونکہ اس صورت سے ساتھ تبلیغ کا خاص طور پر موثر اور مفید ہونا ظاہر ہے۔

(۴) یہ بھی ظاہر ہے کہ مذہبی مجالس اور محافل میں صرف وہی مسلمان شرکت کرتے ہیں کہ جن کو کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی دلچسپی ہے لیکن جو مسلمان مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ان کو مذہب اور بزرگان دین کی طرف مائل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام بازاروں اور سڑکوں اور تفریح گاہوں میں بھی ہم مذہبی تبلیغ کریں۔

(۵) یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مذہب والوں نے دوسرے مذاہب والوں کے اصول و فروع کو اپنے لئے دل آزار قرار دیا ہے خواہ وہ کتنے ہی حق اور منصفانہ کیوں نہ ہوں چنانچہ بہت سی قوموں نے دوسرے مذاہب کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہندوستان اور یورپ کی ازمنہ ماضیہ کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آج بھی ہندوستان کی ریاستوں میں اذان اور نماز اور قربانی وغیرہ پر جو سخت پابندیاں عائد ہیں وہ اس دعوے کے شاہد عدل ہیں اور خود قرآن کریم نے بھی فرمایا ولن ترضی عنک الیهود والنصاری حتی تتبع ملتهم (۴) لیکن حکومت میں کسی قوم کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قوم فلاں مذہب کی فلاں بات سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے حقوق و حدود کی تعیین ضروری ہے ان حقوق اور حدود میں یہ چند باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں (الف) جب ایک ملک میں مختلف قوم اور مختلف مذہب و ملت کے لوگ آباد ہوں تو ہر قوم کا جان و مال عزت و مذہب دوسری قوموں کی دست اندازی اور تعدی سے محفوظ رہنا ضروری ہے (ب) ہر قوم اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں آزاد ہے چاہے وہ ان میں جو عبادت کا درجہ میں یا

---

(۱) باب ماجاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ ۲ / ۲۲۵ ط سعید
(۲) باب مناقب الصحابة ۲ / ۵۵۴ ط سعید
(۳) مشکوة المصابیح، باب مناقب ابی بکر و عمر ۲ / ۵۶۰ ط سعید
(۴) البقرة: ۱۲۰

شاہراہوں میں یہ تفریق کا ہوں میں ۔ جب تک کہ کسی قوم کی توہین اور دل آزاری نہ کریں (ن) یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام اہل مذاہب کو یہ دعویٰ ہے کہ صرف انہیں کا مذہب حق ہے اور اس کے علاوہ تمام مذاہب جھوٹے اور غلط ہیں ایسی حالت میں یقیناً کسی ایک مذہب کی تبلیغ اور فضائل اور مناقب اور محاسن کو بیان کرنا گویا دوسرے مذہب کا رد ہے اور ایک مذہب کے بزرگوں کی تعریف دوسرے مذہب کا جال ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ کثر مذاہب کے بزرگوں سے دوسرے مذہب اور مذہب والوں کو نقصان بھی پہنچا ہے کون نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں آتش پرستوں کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا اور عیسائیوں کی روما اور مصر کی بڑی بڑی سلطنتیں برباد ہو گئیں ہندو برہمنوں نے بدھ مذہب والوں کو کس طرح ہندوستان سے مٹایا لیکن باایں ہمہ نہ کبھی عیسائیوں نے صحابہ کرامؓ کی مدح کو دل آزاری سمجھا نہ پارسیوں نے ہندو اور سکھ بھی اپنے مذہبی جلوس نکالتے ہیں لیکن کسی قوم نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ دل آزاری صرف اسی وقت دل آزاری ہے جب قوم و مذہب پر تعریض ہو یا کسی طرح بھی اشارۃً یا کنایۃً اس کی توہین کی جاتی ہو ورنہ صرف اپنے بزرگوں کی مدح چاہے کسی دوسری قوم کے لئے وہ کیسے ہی مبغوض ہوں ہرگز دل آزاری نہیں ہو سکتی اور ہو تو قابل التفات نہیں (۶) حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے حقوق میں دست درازی کرنے سے روکا جائے نہ یہ کہ ایک قوم کی خاطر دوسری قوم کو اس کے واجبی حقوق سے روکا جائے۔

(۷) حکومت کا جو حکم مداخلت فی الدین کی قبیل سے ہو ہمیں ہرگز طاعت جائز نہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب و كره مالم يؤمر بمعصية فاذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة (متفق عليه (۱) مشكوة (۲)) عن علیؓ قال قال رسول الله ﷺ لا طاعة في معصية انما الطاعة في المعروف (متفق عليه (۳) مشكوة (۴))

(۸) ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ جب اس کے مذہب میں مداخلت کی جائے تو بقدر استطاعت اس کی مخالفت کرے اور ہرگز اس مداخلت کو روانہ رکھے ورنہ تعاون اثم و عدوان کا مرتکب ہوگا۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول الله ﷺ قال من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان (رواه مسلم (۵) مشكوة (۶)) وقال الله تعالى

---

(۱) بخاری باب السمع والطاعة للامام مالم تكن معصية ۲/ ۱۰۵۷ ط قدیمی مسلم، کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة ۲/ ۱۲۵ ط قدیمی

(۲) کتاب الامارة والقضاء، الفصل الاول ۱/ ۳۱۹ ط سعید

(۳) بخاری، کتاب اخبار الآحاد ۲/ ۱۰۷۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی - مسلم باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة ۲/ ۱۲۵ ط قدیمی

(۴) کتاب الامارة والقضاء الفصل الاول ص ۳۱۹ ط سعید

(۵) باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان الخ ۱/ ۵۱ ط قدیمی

(۶) باب الامر بالمعروف ۱/ ۴۳۶ ط سعید

تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (۱)
البتہ ابتداء تحقیق کی ضرورت نہیں ہے پہلے حدود قانون میں رہ کر تحصیل حق کی کوشش کرنا ضروری ہے اگر خدانخواستہ ناکامی ہو تو پھر خدائی قانون کے آگے کسی قانون کی پروا نہ کریں۔

ان آٹھ مقدمات کے بعد ہر نمبر کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) حسب مقدمہ ثانیہ آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور امت مسلمہ کے دولت اسلام پانے کیلئے واسطہ بھی ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بسبب مسلمانوں کی گردن پر ان کے احسان عظیم کے ان پر شریعت نے صحابہ کرام کے حقوق قائم و مقرر کئے ہیں عظمت و محبت و اطاعت و دعائے مغفرت۔ اور حسب مقدمہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احکام شریعت کی تبلیغ مسلمانوں پر ضروری ہے اور منجملہ حقوق یہ حقوق اربعہ بھی ہیں لہذا ان کی تبلیغ بھی ضروری ہے اور حسب مقدمہ ثانیہ یہ بھی ثابت ہوا کہ تبلیغ کے کسی خاص طریقہ کا ہم کو شریعت نے پابند نہیں بنایا جب تک ہم حدود شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ اور حسب مقدمہ رابعہ عام مسلمانوں تک ان احکام کے پہنچانے کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم ہر جگہ بازاروں اور سڑکوں اور سیر گاہوں میں بھی تبلیغ کریں اور حسب مقدمہ خامسہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف اپنے بزرگوں کے فضائل و مناقب بشرطیکہ دوسرے مذاہب اور ان کے بزرگوں کی توہین و تعریض کے ساتھ نہ ہو موجب دل آزاری نہیں ہے یا ہے تو قابل التفات نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی عموماً اور خلفائے راشدین کی خصوصاً مدح اور ان کے فضائل و مناقب خواہ بصورت نظم ہو یا بصورت نثر، خواہ ایک آدمی پڑھے یا متعدد آدمی، خواہ مکانوں میں ہو یا مسجدوں میں، بازاروں میں ہو یا سیر گاہوں میں ہر جگہ اور ہر طرح پڑھ سکتے ہیں بلکہ شرعاً ضروری ہے ورنہ ترک فریضہ تبلیغ کا گناہ بھی ہوگا اور من لم يشكر الناس لم يشكر الله (۲) کے بھی مصداق ہوں گے۔ خاص کر جب کہ ایک قوم ان پر سب و دشنام تبرا و افترا نہایت منظم طریقہ پر کر رہی ہے نظم و نثر میں ان کی ہجو اور معائب بیان کرتی ہے حالانکہ ان کو ان چیزوں کا کوئی حق حاصل نہیں ایسی حالت میں مسلمانوں کو حقیقی صحابہ کے فضائل اور مناقب بھی نہ بیان کرنا کس قدر خسران دنیوی واخروی کا باعث ہے۔

(۲) حسب مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو مدح صحابہ سے روکنا یقیناً مداخلت فی الدین ہے جس میں اطاعت کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی رو سے معذور ہیں۔

(۳۔۴) حسب مقدمہ ثانیہ مسلمانوں پر اپنے اس حق کو حاصل کرنا شرعاً ضروری ہے اور جو لوگ اس حق کے حاصل کرنے میں سعی کریں گے یا جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں گے وہ یقیناً ماجور و مثاب ہوں گے ورنہ بقدر اپنی استطاعت کے نہی عن المنکر نہ کرنے کے گناہگار اور تعاون علی الاثم والعدوان)

(۱) (المائدة ۲)
(۲) جامع الترمذي : باب ماجاء في الشكر لمن احسن اليك ۲/۱۷ ط سعيد)

کے مرتکب ہوں گے۔ هذا والله اعلم وعلمه اتم واحکم ۔ محمد ایوب مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ ۲ جمادی الاولی ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح ۔ محمد صدیق الہ آبادی مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ۔
الجواب صحیح ۔ ظہور احمد کان اللہ لہ مدرس ومفتی مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ
الجواب صحیح ۔ حیدر حسن الجواب صحیح ۔ مہر ۔ ابوالعماد محمد شبلی
شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۹ جون ۱۹۳۶ء

واقعی صحابہ کرام کے کارناموں ان کے فضائل اور مناقب کا بیان کرنا امر دینی ہے اور اس پر حکومت کا پابندی عائد کرنا نہ صرف مداخلت فی الدین بلکہ جنبہ داری ہے۔ فصح الجواب و الله اعلم بالصواب۔ حررہ ابوالرحیم محمد ایوب غفرلہ ۵۵۔۵۔۵ ہجری مہر

الجواب صحیح ۔ نعت اللطف حسین احمد غفرلہ۔ الجواب صواب۔ الاحقر محمد طیب غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند ۵۵۔۵۔۲۴ ہجری

الجواب صواب ۔ بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند ۔ المجیب مصیب ۔ ریاض الدین عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

الاجوبة کلها صحیحة وحصول هذا الحق فرض لاهل السنة والجماعة ومالا بد لاهل الاسلام قاطبة وان غصبه الحکومة المسلطة لبعض اعوانه ویجب على المسلمین کافة الاجتهاد فی تحصیل هذا الحق الصریح بای طریق کان مما لم یتجاوز حدود الشرع۔ محمد اعزاز علی غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند

(جواب ۱۰۲۷) (از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) جواب صحیح ہے لیکن مسلمانوں کو ایسی تدبیر اور تنظیم سے کام کرنا چاہیے جو حصول مقصد کے لئے مؤثر اور مفید ہو اور بدانتظامی نہ ہو بلا سوچے سمجھے اپنے نفوس کو مقید کرنا اور کاروبار کو تباہ کرنا مناسب نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ ۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۵۵ھ

الجواب صواب محمد سہول عثمانی عفی عنہ ۔ مفتی دارالعلوم دیوبند۔
الجواب صحیح ۔ شمس الحق ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند
لقد اصاب من اجاب محمد عبدالحق نافع عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند
مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

جواب از مفتی اعظم

(جواب ۱۴۳) (از حضرت مفتی اعظم) جو موقف ہے حضرات صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اور مآثر کے بیان کرنا اور ان کی اشاعت، تبلیغ کرنا اہل السنۃ والجماعت کا ایک مذہبی اور اتفاقی جمہوری قانونی حق ہے اس پر پابندی عائد کرنا حکومت کے لئے آئین اور انصاف کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مہر دارالافتاء / مدرسہ امینیہ دہلی

جواب از مفتی مظاہر علوم

(جواب ۱۵۱۸) (از حضرت مفتی مظاہر العلوم سہارنپور) حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرامؓ کا ذکر اور بیان اہل السنت کا ایک شعار ہے کہ جس سے کوئی جمعہ بلکہ کوئی خطبہ تک بھی کا جمعہ کا خالی نہیں ہوتا اور شاہ مدح صحابہ کے عام آزادی ہے کسی کی تقلید کرنا اہل السنۃ کو روکنا بلاوجہ شرعی یقیناً مداخلت فی الدین ہے۔ ظاہر ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ انصاف کو قائم رکھے اور جنبہ داری سے کام نہ لے جیسے دوسری قوم کو مذہبی شعار کے ادا کرنے میں آزادی ہے اسی طرح اہل سنت کو بھی آزادی ہونی چاہیے اور مدح [illegible] کی حکومت [illegible] حکومت مسلمانوں کے شعار مذہبی میں مداخلت کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ممکن تدبیر سے اس کی مدافعت کریں اور [illegible] کوشش کرنی چاہیے۔ ایسی صورت میں حکومت [illegible] ہے کہ خلفائے راشدین اگرچہ شرط خطبہ نہیں لیکن شعار اہل سنت ہے اور منہاج السنۃ میں ہے۔ ان المسلمین والکفار اذا کان ہولاء شعار وہولاء شعار وجب شعار الاسلام فی کل زمان وفی کل مکان فقط واللہ اعلم [illegible] مفتی مظاہر علوم سہارنپور [illegible] ۱۳۵۵ھ عبداللطیف عفا اللہ عنہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵ ج ۱ ۱۳۵۵ھ

جوابات سب صحیح ہیں۔ بندہ عبدالرحمن غفرلہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵ ج ۱ ۱۳۵۵ھ

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دار العلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہؓ کی ممانعت اور انسداد کا ایک دل آزار قانون نافذ کیا ہے جس کا نفاذ

(۱) فصل فی شعائر الاسلام: ۱/ ۳۵۲ ط سعید

تعلق میں بالکل جداگانہ طور پر ہو رہا ہے اہل السنت والجماعت سے بعض علماء نے یہ صاف کر دیا ہے بلکہ فتویٰ دے دیا ہے کہ مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت در حقیقت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر خاموش رہنا اور مدح صحابہ کی ترویج نہ کرنا یعنی یہ اہانت دین اور ترک دین ہے جو قطعی حرام ہے لہذا ہر مسلمان اہل سنت والجماعت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں اقدام کرے اور یہ درست کام ہے ہر شخص کو قدم بڑھانے کا حق ہے تو شہ شرعی تیار کرے تو آپ بحوالہ مسائل ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۱) علمائے کرام کی مذکورہ بالا رائے یعنی ممانعت مدح صحابہؓ مداخلت فی الدین ہے یا نہیں ؟

(۲) ہر مسلمان اہل السنت والجماعت وبلا امتیاز تذکیر و تانیث وبلا تفاوت سن و سال اس میں حصہ لینا چاہیے یا نہیں ؟

(۳) ہم طلبہ دار العلوم دیوبند کیا مذکورہ بالا موقع پر خاموش رہیں یا عملی حصہ لیں ؟ بالخصوص ایسی حالت میں کہ اہم تعلیم کا خیال نہیں قانون شکنی کا جرم ہے اس کا خیال رہنے کہ اگر اہل علم طبقہ خصوصاً علماء وطلبہ نوجوان متفقہ طور پر حصہ لے نہ لیں تو ہوئے قتل و قید کی دوڑ میں بچہ دور نہیں کہ حکومت اس قانون کو اپنے ہاتھوں پارہ پارہ کر دے گی۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد صاحب غازی پوری متعلم دار العلوم دیوبند ۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱٤٤) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموماً لحاظ سے آج میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتناع مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے نافذ کر دیا ہے میرے خیال میں دار العلوم کے طلبہ مذہباً ابھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تابعین کا ایک سو ستر ہجری اور تبع تابعین کا دو سو بیس ہجری تک ہے۔

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اسے صحابی کہتے ہیں اور جس نے صحابی کو دیکھا اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو دیکھا اسے تبع تابعی کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابی کا زمانہ کتنا تھا اور صحابی سے تابعین تک کتنا وقت اور تابعین سے تبع تابعین تک کتنا وقت تھا۔ المستفتی نمبر ۱۳۵۰ انور صاحب (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤٥) صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ

سے مدینے اور ایمان پر وفات پائی صحابہ کرام کا زمانہ سنہ ایک سو ہجری تک ہے اور تابعی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو اور ایمان پر وفات پائی تابعین کا زمانہ ایک سو ستر ہجری تک ہے تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں تابعی کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک ہے۔ کذا فی المرقاۃ، لعلی القاری ج ۵ ص ۵۲۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ واقعہ شہادت حضرت عثمانؓ

(جواب ۱۴۶) جب مفسدوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا تو حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا کہ کوئی مفسد گھر میں داخل نہ ہونے پائے مفسد دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار پر چڑھ کر گھر میں اترے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے آکر امام حسنؓ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت امام حسینؓ کے سینے پر تھپڑ مارا اور فرمایا کہ تم دونوں کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عثمانؓ کیسے شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت علیؓ کو واقعہ معلوم ہوا کہ قاتل دیوار پھاند کر گھر میں گھسے تو انہوں نے امام حسنؓ و امام حسینؓ کو معذور سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کے منہ پر طمانچہ مارنے کا بیان صحیح نہیں اور حضرت عثمانؓ دوسرے روز مدفون ہوئے تین دن نعش کا پڑا رہنا بھی غلط ہے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضرت معاویہؓ جائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی۔

(سوال) حضرت معاویہؓ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۲ سید خلیل حیدر (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۷) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت امام حسنؓ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے، انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر

(۱) باب مناقب الصحابة ۱۱ / ۲۷۶ ط امدادیہ ملتان

(۲) ولزم كثير من الصحابة بيوتهم وسار إليه جماعة من أبناء الصحابة عن أمر آبائهم منهم الحسن والحسين الخ (البداية والنهاية صفة حصر أمير المؤمنين عثمان بن عفان ۵ / ۲۶۲ ط دار الفكر بيروت)

(۳) وقد اعتنى معاوية في أيام إمرته بقبر عثمان ورفع الجدار بينه وبين البقيع وأمر الناس أن يدفنوا موتاهم حوله (البداية والنهاية قبيل ذكر صفته ۵ / ۲۸۰ ط دار الفكر بيروت)

(۴) فلما رأى الحسن بن علي تفرق جيشه عليه مقتهم وكتب عند ذلك إلى معاوية بن أبي سفيان وكان قد ركب في أهل الشام فنزل مسكن يراوضه على الصلح بينهما فبعث إليه معاوية عبدالله بن عامر وعبدالله بن سمرة — فأجابه إلى ذلك واجتمعت الكلمة على معاوية (البداية والنهاية خلافة الحسن بن علي ۵ / ۴۹۸ ط دار الفكر بيروت)

اداروں وافضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال وافعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری (۱) اس لئے حضرت معاویہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چوتھا باب
ائمہ مجتہدین

امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(سوال) تاریخ وفات امام اعظم ابو حنیفہ تحریر فرمائی جائے ایک کتاب میں ۲ شعبان لکھا ہے ایک کتاب میں صرف رجب ۱۵۰ ہجری لکھا ہے۔ المستفتی نمبر ۹۵۱ محمد مقیم صاحب (تیہاری) ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۸) کتب معتبرہ ومتداولہ سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ رجب ۱۵۰ھ میں حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کی وفات ہوئی ہے (۲) اس سے زیادہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب فتح القدیر نہایت مستند ومعتبر ہے

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ابن ہمام علمائے حنفیہ میں کس پایہ کے بزرگ تھے اور ان کی کتاب فتح القدیر کو علمائے حنفیہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟

(جواب ۱۴۹) علامہ ابن ہمام علمائے حنفیہ میں بڑے پایہ کے محقق ہیں (۳) اصحاب ترجیح میں سے ہیں فتح القدیر بہت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں

(سوال) خادم نے عرض کیا تھا کہ طحطاوی علی المراقی کی آخر کتاب الجنائز میں نماز جنازہ کی تیسری تکبیر

---

(۱) الفاطر: ۱۸

(۲) قال الواقدی وغیرہ: مات ابو حنیفۃ فی رجب سنۃ خمسین ومائۃ ولہ سبعون سنۃ (مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، فصل فی وفاۃ ابی حنیفۃ ص ۳۰ ط سعید)

(۳) وقدمنا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد الخ (رد المحتار، مطلب الکمال بن الہمام من اہل الترجیح ۳: ۶۸۸ ط سعید)

کے بعد باجماعت مستحب ہونے کا جو قول ہے وہ ابن امیر حاج کا قول تھا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ وہ مالکی ہیں فقیہ بھی ہیں محقق بھی ہیں بعض کتب فقہ میں ان کے قول سے استشہاد کیا ہے اور شبہ ہوا تو فوائد بہیہ میں نکال کر دیکھا تو مولانا عبدالحی نے ان کو حنفیہ میں شمار کیا ہے؟ المستفتی نمبر برادر فقیہ محمد یوسف دہلوی

(جواب ۱۵۰) غالباً یہ ابن امیر الحاج حنفی نہیں جن کے قول سے یہ استشہاد ہے اور وہ ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

پانچواں باب
متفرقات

مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں۔

(سوال) مسجد اقصیٰ کہاں ہے؟ بیت المقدس میں جو مسجد ہے اس کا کیا نام ہے؟ جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اور اس کے متعلق کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۴ منشی محمد صدیق صاحب (بمبئی) یکم محرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۵۱) مسجد اقصیٰ زمین بیت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے متعلق کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتب ہیں یا نہیں؟

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کتاب قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ فرید الدین عطار مستند اور صحیح ہیں یا نہیں؟

(جواب ۱۵۲) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی باتیں ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) الفوائد البهية لخاتمة ... في بعض النسخ ص ۲۴۳ ط نور محمد كتب خانه كراچی

(۲) ... المسجد الأقصى وهو ... المقدس الذي ... معبد الأنبياء من لدن إبراهيم الخليل عليه السلام ... كثير بني اسرائيل ... ۲۴۳ ط سهيل اكيدمي لاهور)

كتاب الجهاد

پہلا باب

ہجرت وجہاد

حکم الهجرة من الهند والجهاد فيها

(سوال)

(جواب ۱۵۳) هو الموفق قال النبی ﷺ الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيمة (۱) وفيه هذا الحديث ان الجهاد لاعلاء كلمة الله ماض الى يوم القيامة ومن المعلوم ان الجهاد و القتال باعداء الله واعداء الاسلام لا بدله من امور و شرائط فمنها الامام و منها آلات الحرب و منها القدرة على القتال وغيرها وهذا القدر مما لا خفاء فيه (۲)

اما الهجرة فهي انما كانت فريضة في ابتداء الاسلام من مكة المكرمة لانها كانت دار كفر و عدوان كان المؤمنون لا يامنون فيها على انفسهم واعراضهم واموالهم وكان احدهم يؤذى في الله اشد ما يكون من ضرب و اهانة و نهب وغيرها وكانوا لا يقدرون على اقامة الصلوات واداء الفرائض الاسلامية وبالجملة كان الاسلام واهلوه ضعفاء ففرض الله سبحانه و تعالى عليهم ان يهاجروا من مكة و يخرجوا عن اوطانهم كي يقدروا على اقامة الدين و يخرجوا عما يوقعه الكفار و الاعداء بهم

ولما فتح الله تعالى مكة على رسوله قال ﷺ لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد و نية و اذا استنفرتم فانفروا (۳) فبين ﷺ ان الهجرة التي كانت فريضة لم تبق فريضة و هي الهجرة من مكة لانها صارت دار الاسلام بعد ان كانت دار كفر و عدوان

فقوله ﷺ لاهجرة بعد الفتح انما هو في شان الهجرة الخاصة فلا يكون متعلقا بالهجرة العامة و نفي الهجرة من مكة انما كان بسبب رفع سببه الخاص والرفع برفع سبب خاص لا يستلزم عدم الثبوت مطلقا فانه لامرحمه في الاسباب

ويجوز ان يكون شي له اسباب متعددة فان ارتفع منها سبب خاص جاز ان

(۱) صحيح الامام مسلم باب فضيلة الخيل ۲: ۱۳۲ ط قديمی كتب خانه كراچی

(۲) [illegible] فی الهند فی [illegible] کان [illegible] فی [illegible] لا [illegible] بصيرة شرعا و شرطه و حكمه ۲: ۱۸۸ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) [illegible] ۳۰۳:۱ [illegible] عن مجاهد عن [illegible] قال كانت الهجرة في اول الاسلام فرضا ثم صارت مندوبة وذلك قوله تعالى و من يهاجر في سبيل الله يجد في الارض مراغما كثيرا و سعة (الاية) نزل حين اشتد اذى المشركين على المسلمين عند انتقال الرسول الى المدينة ۳: ۴۰۱ ط معهد الخليل الاسلامی كراچی)

بحكم برفع هذا الشيء من جهة ارتفاع هذا السبب الخاص المرتفع و حكم بوجوده بسبب وجود سبب آخر

الا ترى انه ﷺ اشار على ذلك بقوله ولكن جهاد ونية يعني ان فريضة الهجرة انما ارتفعت برفع سببه وهو المنع عن اقامة الصلوات و غيرها من فرائض الدين لانه حصل بفتح مكه شوكة للمسلمين ولم يبق للمشركين المانعين قوة مانعة عن اداء الفرائض الاسلاميه وارشد الى اهم الفرائض بقوله ولكن جهاد ونية فثبت بقوله هذا ان الجهاد ايضا من الفرائض التي ان منع عنها لزمت الهجرة

لاسيما اذا بلغهم استيلاء الكفار على الممالك الاسلامية واستيصالهم للسلطنه الاسلامية و ظهورهم على المقدمات المقدسه التي امرنا نبينا ﷺ باخراج المشركين عموما واخراج اليهود والنصارى منها خصوصا وجاء با الامر الحكمي من سلطان الاسلام خلد الله ملكه و سلطنته وانكشف لنا عجز السلطنه الاسلامية عن المقاومة والمدافعة

و بعد مامهدنا لايبقى خفاء في ان فريضة الجهاد والمدافعة توجهت على المسلمين عامة ، حيث كانوا ومسلمو الهند وان كانوا عاجزين عن الجهاد ما داموا في الهند لكن لهم سبيل الى اقامة هذه الفريضة وهو الخروج عن البلاد الهندية والهجرة الى البلاد الاسلاميه فافتراض الهجرة في هذه الاوان انما هو لا قامة فريضة الجهاد والمدافعة عن الاسلام والممالك الاسلامية لا لان المسلمين لا يقدرون في الهند على الصوم والصلوة و غيرها وهذا الحكم ممالا خفاء فيه -

وما يقال ان الجهاد لا يفترض على مسلمي الهند لانهم ليسوا بقادرين عليه فلا تفترض الهجرة عليهم لانها حينئذ لا تكون مقدمة للفريضة قلنا نعم ان الجهاد ليس بمقدور عليه في الهند لكن لامانع من اقامته اذا خرجوا عن الهند فالخروج عن الهند مقدمة لمساعدة الاسباب و ميسر لاقامة الفريضة فكيف لا تكون فرضا

نعم يشترط لا فتراض الهجرة حصول اليقين او الظن الغالب بتيسر الغزو والمدافعة فما لم يحصل هذا اليقين او الظن لم نحكم بافتراض الهجرة عينا وهذا ما كنا عليه الى اليوم من عدم الحكم بافتراض الهجرة عينا لانه لم يحصل لنا اليقين من جهة

(۱) فاذا احتيج اليهم بان عجز من كان بقرب من العدو او تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم الى ان يفترض على جميع اهل الارض شرقا و غربا على هذا الترتيب (عالمگيريه كتاب السير الباب الاول في تفسيره وشرطه ۲/ ۱۸۸ ط ماجديه كوئته)

بان المهاجرين يحصل لهم قدرة على الجهاد والمدافعة بعدما خرجوا عن الهند وهجروا اوطانهم

مع انالم نشك في استحباب الهجرة واستحسانها لم يجد في نفسه قوة و استقامة و تحملا للشدائد فقلنا به وافتينا به مرارا ، والحكم لله العلي الخبير وهو اعلم و علمه اتم واحكم فقط محمد كفايت الله غفرله مدرس مدرسه اميه دهلی

(غالباً تحریر فرمودہ ۱۹۱۸ء - واصف)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے وابستہ رکھی گئی ہے اس حدیث سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جہاد فرض ہے اور ہمیشہ قیامت تک جاری رہے گا اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جہاد و قتال چند امور و شرائط کے بغیر نہیں ہو سکتا جن میں سے امام کا ہونا اور سامان جنگ کا میسر ہونا اور جنگ پر قادر ہونا ضروری ہے یہ بات تو بالکل صاف ہے۔

اور ہجرت کا حکم یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ سے ہجرت فرض کی گئی تھی کیونکہ اس وقت مکہ دار الکفر اور دار العدوان تھا مسلمانوں کی جانیں آبرو اور اموال غیر محفوظ تھے اور ایمان لانے والوں میں سے ایک ایک کو بہت توہین اور ذلت بھری صورت میں زیادہ سے زیادہ سخت اذیت پہنچائی جاتی تھی وہ نماز قائم کرنے اور فرائض اسلامیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے غرض کہ اس وقت مکہ میں اسلام اور اہل اسلام نہایت مغلوب اور کمزور تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ فریضہ عائد کیا کہ مکہ سے ہجرت کریں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں تاکہ وہ امن سے شعائر دین کو قائم کر سکیں اور کفار کی دست برد اور ایذا سے نجات پائیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر رسول اللہ ﷺ کو فتح یاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت (یعنی ہجرت مکہ) ہے اور جب تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے کی ضرورت پیش آئے تو فوراً نکل پڑو۔ آپ نے یہ بات فتح کے دن فرمائی کہ جو ہجرت فرض تھی وہ بحیثیت فریضہ باقی نہیں رہی وہ ہجرت مکہ تھی کیونکہ جو دار الکفر والعدوان تھا وہ دار الاسلام ہو گیا۔

پس آپ کا فرمان لا هجرة بعد اليوم یہ اسی خاص ہجرت کے بارے میں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فریضہ ہجرت مطلقاً ساقط ہو گیا اور مکہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت محض اس لئے فرمائی کہ اب وہ خاص سبب ہجرت باقی نہیں رہا تھا اور کسی سبب خاص کے باقی نہ رہنے سے کسی حکم کا اٹھ جانا اس کے مطلقاً عدم ثبوت کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ نئے اسباب کے پیدا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں

(١) لان المفارقة بسبب الجهاد باقية وكذا المفارقة بسبب نية صالحة كالفرار من دار الكفر والخروج في طلب العلم والفرار بالدين من الفتن (بذل المجهود في حل سنن ابي داود باب في الهجرة هل انقطعت ٣ / ٤٠٢ ط معهد الخليل الاسلامي، كراچی)

سے ایک [illegible] سبب ہو سکتے ہیں اور ان میں سے ایک سبب مرتفع ہو گیا تو جائز ہے کہ [illegible] حکم [illegible] جب کبھی ویسے اسباب پیدا ہو جائیں تو وہ حکم پھر عود کر آتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ولکن جہاد ونیۃ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ فریضہ ہجرت کا سبب مرتفع ہو جانے کی وجہ سے ہی فریضہ ہجرت بھی مرتفع ہو گیا اور وہ سبب یہ تھا کہ فریضہ نماز اور دیگر فرائض دینیہ کی ادائیگی میں سخت رکاوٹ تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا تو مسلمانوں کی برتری کی وجہ سے ادائیگی فرائض اور اقامت دین میں سہولت حاصل ہو گئی اور کفار کے اندر دینی فرائض سے روکنے کی قوت باقی نہ رہی [illegible] کے فرمان سے ایک اہم فریضہ کی طرف بھی رہنمائی ہو گئی [illegible] جہاد بھی ان فرائض میں سے شمار [illegible] اس کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈالی جائے تو ہجرت [illegible] خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ ممالک اسلامیہ پر غیر [illegible] اسلامی سلطنت مغلوب [illegible] اور ان مقامات مقدسہ پر وہ مسلط ہو گئے ہیں جن سے غیر [illegible] کو اور خاص کر یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا اور جب کہ [illegible] خدا اللہ ملک کی طرف سے زبان حال [illegible] اور ہم پر یہ بات مخفی نہ [illegible] کی قوت مقابلہ اور قوت دفاع کمزور ہو گئی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ہجرت اس شخص کے لئے مستحب اور مستحسن ہے جو اپنے اندر سختیوں کے برداشت کرنے کی طاقت اور ثابت قدم رہنے کی قوت رکھتا ہو ایسے لوگوں کے لئے ہم نے متعدد مرتبہ استحباب ہجرت کا فتویٰ دیا ہے اور حقیقت خدا ہی بندوں کی حالت سے زیادہ باخبر ہے وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم کامل اور محکم ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسرا باب
شہادت

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟

(سوال) اگر کوئی شخص قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چاقو یا زہر سے یا بھوک پیاس سے ہلاک کرے اور منع کرنے سے باز نہ آئے وہ اگر مر جائے تو اس کو شہید کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۵۵۲** مولوی عبدالرزاق (ضلع ...) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۵٤) جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلا کاٹ لینا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستول سے گولی مار لینا یا کنویں میں گرا دینا یا ریل کے نیچے آ جانا تو یہ خودکشی ہے اور یقیناً گناہ کبیرہ ہے(۱) اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں بلکہ مفضی الی القتل ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دینا ان کی صفوں میں گھس پڑنا یا بھوک ہڑتال کر دینا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہو کھانا نہ کھاؤں گا یہ افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور ہر صورت میں حرام اور ناجائز کہہ دینا درست نہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۲۱ جولائی ۱۹۳۵ء

دارالحرب میں غیر مسلم شاتم رسول کا قتل بے معنی بھی ہو سکتا ہے؟

(سوال) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت سے ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں

(۱) من قتل نفسه عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى وإن كان أعظم وزرا من قاتل غيره ... وفي الشامية قوله به يفتى لأنه فاسق غير ساع في الأرض بالفساد وإن كان باغيا على نفسه كسائر فساق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازة ۲ / ۲۱۱ ط سعيد)

(۲) ومما ذكر في شرح السير أنه لا بأس أن يحمل الرجل وحده وإن ظن أنه يقتل إذا كان يصنع شيئا بقتل أو بجرح أو بهزم فقد فعل ذلك جماعة من الصحابة بين يدي رسول الله ﷺ يوم أحد ومدحهم على ذلك (رد المحتار مطلب ... ٤ / ۱۳۵ ط سعيد) وفي البخاري قال النبي ﷺ إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى (الحديث) (باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ۱ / ۲ ط قديمي كتب خانه كراچي)

پیش کرے ... توبہ درست ہے اگر چہ ان ... روایت ہے اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی ... ہے اور مسلمان ... ہونا چاہتا ہے ... قومی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں ... شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو اس کی سزا کیا ہے؟ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتوی صادر ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جو ایسے شخص کے ... موت ... اور معافی ... نہیں بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو اگر اسلامی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر ... تحریر فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک واقعات رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجہ سے آپ بخوبی معلوم ... وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علم الدین عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کرکے خود تختہ دار پر چڑھ ... تو ان ... جان دیدی اور ان کو شہید مانا جاتا ہے تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا نہیں؟ چونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو یہاں پر حکومت غیر ... تو کیا اس صورت میں علم الدین عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلامیہ کی نہ ہو اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار و قطار میں ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۰ مولوی عزیز احمد صاحب (راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۵۵) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگ لے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے اگر کوئی محبت رسول میں سرشار و مغلوب ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جا سکتا ہے اور اس صورت میں اس کو شہید ... نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں

(سوال) یہاں پر جس پلٹن میں میں رہتا ہوں چند دن گزرے کہ دو مسلمان پٹھانوں نے ... مار دیئے تھے مولوی صاحب نے فتوی دیا تھا کہ یہ شہید ہیں چونکہ باغیوں کے ہاتھ سے ان کی موت واقع

(۱) ولو كان المسلم داخل ... مسلم ... دار الحرب لا يجب القصاص عمدا ... وهو قتل المسلم الاسير مسلما في دار الحرب لا يجب القصاص عند الكل (عالمگیریہ کتاب الجنایات الباب الثانی ۶/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

ہوگئے پھر ان کو اسی حالت پر دفن کیا گیا ہے یہ کہا گیا ہے کہ پٹھان باغی ہیں جو مرے ہیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن ۸ / ۴ پنجاب کیمپ رزمک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) انگریزی فوج کے سپاہی جو مقابل کی فوج سے مارے گئے ان کو غسل وغیرہ عام اموات کی مانند دینا چاہئے تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتم بدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

(سوال) ایک مذہبی معاملہ میں مسلمان اور برمی جو کہ گوتم بدھ کو ماننے والے ہیں ان دونوں کے درمیان فساد ہو گیا مسلمان و برمی قتل کرنا شروع کر دیا بعد میں گورنمنٹ وقت نے بھی رفع فساد کے لئے مسلمانوں اور برمیوں پر بندوق سے فائر کیا جس سے بعض مسلمان مقتول ہوئے اب شہید مسلمانوں کے بارے میں کیا حکم ہے یہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ لوگ شہید نہیں ہیں جن کے لئے غسل و کفن کا مخصوص حکم ہے یہ حضرات غور نہیں فرماتے جو ظلماً قتل ہوا ہو اس کے لئے ہے دونوں میں فرق کرتے ہیں چونکہ مذکورہ مسلمان ظلماً مقتول ہوئے اور شہادت کے جو حدیث سے بعض جدید کی وجہ سے ہیں جن کے متعلق یہ حکم ہے کہ مقتول ہونے کے بعد کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا ہو یا ایک وقت نماز سے کم زندہ رہا ہو اور گفتگو وغیرہ کی نوبت نہ آئی ہو وہ سب شہید ہیں اسی طرح جو مقتول پایا گیا اور اس کے بدن پر زخم ہے لیکن نہ معلوم ہوا کہ وہ زندہ رہا یا نفع بھی اٹھایا ہو کے لئے بھی کیا اسی وجہ سے شہید ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور ان پر وہ احکام جاری ہوں گے جو ایک شہید کے ہونا چاہئیں گورنمنٹ نے جن مسلمانوں پر گولی چلائی وہ بھی ظلماً مارے گئے اس سے وہ بھی شہید ہوں گے یا نہیں صاف اس کے متعلق شافی اور یقینی حکم سے مطلع فرمایئے۔ المستفتی نمبر ۲۳۵۴ محمود مدنی (رنگون) ۱۲
جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) جو شخص معرکہ میں کفار یا باغیوں یا ڈاکوؤں سے مارا جائے یا شہر میں ظلماً قتل کیا جائے خواہ قاتل باغی ہو یا قاطع طریق یا ڈاکو ہو اور خواہ قتل بالمحدد ہو یا بالمثقل تو ان سب صورتوں میں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے بشرطیکہ ارتثاث نہ پایا گیا ہو۔

اس فساد میں جو مسلمان برمیوں کے ہاتھ سے یا حکومت کے آدمیوں کی فائرنگ سے مقتول ہوئے یا ایسے فساد زدہ علاقہ میں مقتول یا مجروح پائے گئے یہ سب شہید ہیں اگر ارتثاث نہ ہوا ہو تو شہید

---

(۱) [illegible] في الأحكام على من قتل [illegible] في غير الحرب [illegible] (رد المحتار، مطلب في صلوة الجنازة ۲ / ۲۱۱ ط سعيد)

کے احکام جاری ہوں گے ایسے فساد کے وقت کہ شہر کا انتظام مختل ہو جائے اور دن دہاڑے قتل کا ارتکاب ہونے لگے تو قاتل قطاع الطریق میں داخل ہو جاتے ہیں اور قطاع الطریق کا فعل قتل محدد کے ساتھ مقید نہیں رہتا وھکذا کلہ ظاہر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تحریک کشمیر میں ظلماً مارا جانے والا مسلمان شہید ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ۸ شوال ۱۳۵۰ھ)

(سوال) موجودہ کشمیر کی تحریک آزادی میں کوئی آدمی دوسرے کے ہاتھ سے مارا جائے تو وہ شہید ہوا ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہتھیار کے جانا اور اپنے سر دشمن کے آگے رکھ دینا جہاد نہیں ہے یہ کیا حق ہے؟

(جواب ۱۵۸) دوسرے کے یا کسی شخص کے ہاتھ سے ظلماً مارا جانے والا یقیناً شہید ہے(۱) اور جب کہ مسلح مقابلہ زیادہ مضر ہو تو خاموش مقابلہ بھی جہاد ہے۔ موجودہ تحریک کشمیر بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ظلماً مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مسجد قدیمی ہو یا نئی غیر معمولی طور پر ہندو مسجد کے سامنے باجا بجانے کی خاطر نماز میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے مسجد کی حفاظت کے لئے کسی ہندو کے ہاتھ سے موت ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۵۹) اگر ہندو تعدی اور ظلم سے کسی مسلمان کو مار ڈالیں تو وہ مسلمان یقیناً ثواب شہادت کا مستحق ہوگا(۲) بشرطیکہ زیادتی کی ابتدا مسلمان نے نہ کی ہو(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وكذا يكون شهيدا لو قتله باغ أو حربي أو قاطع طريق ولو تسبباً أو بغير آلة جارحة فإن مقتولهم شهيد بأي آلة قتلوه (تنوير الابصار وشرحه) قال المحقق في العناية أي بشرط أن لا يرتث أيضاً (باب الشهيد ۲/۲۴۹ ط سعيد)

(۲) وهو (الشهيد) في الشرع من قتله أهل الحرب والبغي وقطاع الطريق ... أو قتله مسلم ظلماً ولم يجب به دية (عالمگیریہ، الفصل السابع في الشهيد ۱/۱۶۷، ۱۶۸ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) والمراد شهيد الآخرة من في مطلب (رد المحتار، مطلب في تعداد الشهداء ۲/۲۵۲ ط سعيد)

تیسرا باب
غلام و جاریہ

هل يجوز شراء المراة المشركة من ابويها المشركين بثمن معلوم؟

(سوال) ماقولكم دام فضلكم في رجل اشترى امراة من بنات المشركين بثمن معلوم من ابويها هل يصح هذا البيع والتقويم؟ وهل يجوز مواقعتها وتدخل في ملكه ام لا ؟ بينوا توجروا ؟

(جواب ۱۶۰) قلت تحقيق المسئلة يقتضي تمهيد مقدمات المقدمة الاولى ان اهل الحرب احرار قال في البحر (۱) ولو قهر حربي بعض احرارهم الخ وفي رد المحتار (۲) نقلا عن الدر المنتقى فلو اهدى ملكهم لمسلم هدية من احرارهم الخ فهي هاتين الروايتين تصريح بان اهل الحرب احرار في دارهم اما ما قال في المستصفى انهم ليسوا باحرار بل ارقاء فيها اى في دار الحرب وان لم يكن ملك لاحد عليهم (رد المحتار) (۳) فليس على ظاهره بل المراد انهم ارقاء بعد القهر والغلبة كما قال في رد المحتار ما نصه قلت لكن قد ينافي العتق ان المراد بكونهم ارقاء اى بعد الاستيلاء عليهم اما قبله فهم احرار الخ انتهى (رد المحتار (٤) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

المقدمة الثانية ان بيع الحر وكذا شراءه باطل (٥) وهذا ظاهر

المقدمة الثالثة ان الاستيلاء بالقهر والغلبة موجب للملك سواء كان من مسلم او كافر بعد ان يكون المستولى عليه كافرا حربيا او مالا متقوما (٦)

واذا تمهد هذا فاعلم ان بيع الحربي حربيا اما ان يكون في دار الاسلام بان دخل حربي دارنا مستامنا فباع فيها احدا او في دار الحرب بان دخل مسلم دارهم مستامنا فباع فيها منه حربي حربيا آخر فعلى الاول لا يجوز البيع لانه بيع لحر اذ لم يوجد

---

(۱) باب المستامن ٥ / ۱۰۷ ط بیروت

(۲) مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ٤ / ۱٦٤ ط سعيد

(۳) حواله بالا

(٤) مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ٤ / ۱٦٤ ط سعيد

(٥) بطل بيع ما ليس بمال كالدم والميتة والحر والبيع به اى جعله ثمنا بادخال الباء عليه لان ركن البيع مبادلة المال بالمال ولم يوجد (تنوير الابصار وشرحه مع رد المحتار باب البيع الفاسد ٥ / ٥٠، ٥١ ط سعيد)

(٦) اذا سبى كافر كافرا في دار الحرب واخذ ماله ملكه لاستيلائه على مباح (تنوير وشرحه) وفي الهندية حتى لو استولى كفار الترك والهند على الروم واحرزوها بالهند ثبتت الملك لكفار الترك (الهندية، باب استيلاء الكفار ٤ / ۱٥۹، ۱٦۰ ط سعيد)

الاستیلاء الموجب للملک واهل الحرب احرار للمقدمة الاولی قال فی ردالمحتار نقلا عن الولوالجیة ولو دخل دارنا بامان مع ولده فباع الولد لا یجوز فی الروایات ای لان فی اجازة بیع الولد نقض امانه انتہی (رد المحتار (۱) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

وعلی الثانی فاما ان یکون البائع قد قهر المبیع واستولی علیه ام لا(۲) وعلی الثانی لا یجوز البیع ایضا لانه بیع الحر ولا سبیل الی جوازه وعلی الاول ان لم یکن عندهم فی دینهم ان من قهر منهم احدا ملکه لم یجز هذا البیع لکونه بیع الحر والاستیلاء الواقع لا یکون موجبا للملک فی اعتقادهم وکذا عندنا لانه وجد فی دارهم من غیر اخراج واحراز وان کان المذهب عندهم ان من قهراحدا او استولی علیه ملکه جاز البیع لان البائع قدباع مملوکه فی اعتقاده قال فی البحر ولو قهر حربی بعض احرارهم ثم جاء بهم الی المسلم المستامن فباعهم منه ینظر ان کان الحکم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد صار ملکه جاز الشراء لانه باع المملوک وان لم یملکه لا یجوز لانه باع الحر انتہی (بحر)(۲)

ثم اعلم ان هذاالبیع وان جاز لکنه لا یکون مفیدا للملک للمشتری مالم یخرج المشتری المبیع الی دار الاسلام قہرا قال فی رد المحتار ولو دخل دارهم مسلم بامان ثم اشتری من احدهم ابنه ثم اخرجه الی دارنا قهرا ملکه (۳) واکثر المشائخ علی انه لا یملکهم فی دارهم وهو الصحیح انتہی (رد المحتار - ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

ویعلم من حکم المشائخ بعدم دخول المبیع فی ملک المشتری ما دام فی دارهم ان الموجب للملک هو الاخراج قہرا لا البیع والشراء فان قیل : لم یکن هذا البیع مفیدا للملک فمافائدة الحکم بجوازه کما قلتم فی صورة بیع الحربی حربیا اخر قد قهره واعتقده مملوکه بالقهر (وکما نقلتم من البحر قلت فائدة الحکم بجواز البیع انما هی نفی نسبة الغدر من المسلم المستامن الذی دخل دارهم بامان فانه مامور بان لا یغدربهم (۴) واخراجه احدا منهم الی دار الاسلام قہرا یعد غدرا الا اذا کان فی صورة البیع والشراء الجائز عندهم ایضا فانه لا یکون غدرا والملک الحاصل للمسلم بالاخراج

(۱) باب استیلاء الکفار' مطلب فیما لو باع الحربی ولده ۴/ ۱۶۰ ط سعید

(۲) باب المستامن' ۵/ ۱۰۷ ط بیروت

(۳) مطلب فی قولهم ان الحرب خدعة ۴/ ۱۶۴ ط سعید

(۴) دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضه لشیء من دم ومال وفرج منهم اذ المسلمون عند شروطهم فلو اخرج الیها شیئا ملکه ملکا حراما للغدر (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب المستامن ۴/ ۱۶۶ ط سعید)

الكذائی لا يكون ملكا خبيثا

وجملة الكلام ان الموجب للملك انما هو الاخراج قهرا من دار الحرب الى دار الاسلام و ليس للبيع والشراء في حصول الملك كثير نفع وانما نفعه في نفي كون الاخراج غدرا فالبيوع لى حكم الفقهاء بجوازها معناها انها تصلح لنفي نسبة الغدر من لاخراج المترتب عليه و البيوع لى حكمنا بعدم جوازها معناه انهالا تصلح لنفي هذه النسبة والاخراج المترتب عليها يعد غدرا

ويوجد مما ذكرنا حكم بيع كفرة الهند اولادهم في المملكة الانجليزية من انه لا سبيل الى جواز هذا البيع فان هذه البلاد ان كانت دار الاسلام كما هو راى جماعة من العلماء لم يجز هذا البيع لما نقلنا سابقا عن رد المحتار من ان بيع الحربی حربيا في دار الاسلام لا يجوز في الروايات وان كانت دار حرب لا يجوز البيع ايضا فان حكم جواز البيع في دار الحرب ايضا مشروط بكون البائع قاهرا مستوليا على المبيع والقهر و الاستيلاء كذالك لا يوجد في الحكومة الانجليزية وايضا قدمنا ان حصول الملك للمشترى مشروط باخراجه المبيع الى دار الاسلام ومن دام في دار الحرب لا يحصل له الملك عند اكثر المشائخ وهو الصحيح

فالمسلم الذى يشترى في المملكة الانجليزية من كفر اولاده لا يجوزله البيع والشراء لكون هذا البيع و الشراء غدرا بالحكومة التي نحن من معاهد يها ومن عهدها ان نجرة الانسان جريمة قانونية عندها و نحن التزمنا العهد وكذلك لايحصل له الملك على المبيع لعدم وجود الاخراج قهرا مع انه شرط لحصول الملك كما قدمنا ولا يفيد ان يكون افراد من كفرة الهند يعتقدون جواز هذا البيع وان ينفق لبعضهم ان يقهر احدا سرا من عمال الحكومة لان اعتقاد اهل الامر هو المعتبر لا اعتقاد كل احد

قال في ردالمحتار والغدر حرام الا اذا غدربه ملكهم فاخذ ما له او حبسه او فعل غيره بعلمه ولم يمنعه لانهم هم الذين نقضوا العهد انتهى

(رد المحتار (۱) ص ۲۵۴ ج ۳)

وايضا قدمنا ان البيع انما كان لصحة نفي الغدر والغدر نقض العهد و عهدنا بالحكومة و عمالهم لامع الكفرة الذين يعتقدون جواز البيع فهذا البيع وان كان مع المجوزين لا يصلح لنفي نسبة الغدر وكذا القهر والغلبة جريمة عند الحكومة فلا يؤثر في حصول الملك

---

(۱) باب المستامن ٤ ١٦٦ ط سعيد

فالحاصل ان هذا البيع و الشراء باطل ولا يدخل المبيع المذكور تحت التقويم ولا في ملك المشترى والله تعالى اعلم كتبه الراجى رحمة مولاه محمد كفاية الله مدرس مدرسه امينيه دهلى يكم رجب ۱۳۳۳ هجرى

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے مشرکین سے ایک لڑکی قیمت دیکر اس کے ماں باپ سے خریدی کیا یہ بیع وشرا صحیح ہے؟ اور کیا اس سے مجامعت کرنا جائز ہے اور کیا وہ لڑکی اس خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی؟

(جواب ۱۶۰) اس مسئلے کی تحقیق کے لئے چند مقدمات کی ضرورت ہے۔

(۱) اہل حرب (دار الحرب میں) آزاد ہیں (مملوک نہیں ہیں) بحر میں ہے ولو قهر حربى بعض احرارهم الخ اور ردالمحتار نے درمنتقی کے حوالے سے لکھا ہے فلو اهدى ملكهم لمسلم هدية من احرارهم الخ ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حربی دارالحرب میں آزاد ہیں لیکن مستصفی میں جو لکھا ہے کہ اہل حرب دارالحرب میں آزاد نہیں ہیں بلکہ غلام ہیں اگرچہ وہ کسی خاص شخص کی ملک نہ ہوں تو اس کے لفظی اور ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ تسلط اور غلبہ کے بعد مملوک بن سکتے ہیں جیسا کہ صاحب ردالمحتار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم تحقیق سے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ دارالحرب میں اہل حرب کے مملوک اور غلام ہونے سے مراد یہ ہے کہ استیلاء کے بعد وہ غلام بن سکتے ہیں لیکن استیلاء اور قبضہ پائے جانے سے قبل وہ آزاد ہیں (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

(۲) آزاد کی بیع وشرا باطل ہے اور یہ ایک ظاہر امر ہے۔

(۳) تسلط باقتدار وغلبہ موجب ملک ہے بشرطیکہ خواہ مسلم ہو یا غیر۔

بشرطیکہ مغلوب کافر حربی یا مال متقوم ہو۔

مقدمات ثلاثہ کے ذہن نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیئے کہ ایک حربی کا دوسرے حربی کو فروخت کرنا دو طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ یہ معاملہ دارالاسلام میں ہو کہ ایک حربی مستامن بن کر دارالاسلام میں داخل ہو اور دوسرے حربی کو فروخت کردے دوسری صورت یہ کہ یہ معاملہ دارالحرب میں ہو کہ ایک مسلمان مستامن بن کر دارالحرب میں داخل ہو اور وہاں ایک حربی دوسرے حربی کو اس کے ہاتھ فروخت کردے پہلی صورت میں یہ خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع ایک آزاد کی بیع ہوگی اور وہ استیلا جو موجب ملک ہوتا ہے اس صورت میں نہیں پایا جاتا اور مقدمہ اولی کی رو سے اہل حرب آزاد ہیں۔ صاحب ردالمحتار نے بھی واضح فرمایا ہے کہ اگر کوئی حربی اپنے بچہ کو لیکر دارالاسلام میں داخل ہو اور بچے کو فروخت کردیا تو یہ بیع منعقد نہ ہوگی کیونکہ وہ بچہ بھی مستامن ہے۔ اور اگر اس کی فروخت کی اجازت دے دی جائے تو نقض امان لازم آتا ہے (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

دوسری صورت یعنی دارالحرب میں مسلم مستامن کسی حربی سے دوسرے حربی کو خریدے تو اس میں دیکھنا یہ ہے کہ بائع حربی کو مبیع پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ یہ بھی آزاد کی بیع ہے جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور اگر غلبہ و قبضہ حاصل ہے تو اگر حربیوں کے مذہب میں اس قسم کا غلبہ و قبضہ موجب ملک نہیں ہے تو یہ خرید و فروخت جائز نہ ہوگی اور یہ قبضہ نہ تو حربیوں کے مذہب کی رو سے موجب ملک ہوگا اور نہ اسلام کی رو سے کیونکہ دارالحرب سے اخراج اور دارالاسلام میں داخلہ کے بغیر یہ غلبہ و قبضہ جواز بیع کا موجب نہیں ہوتا اور اگر حربیوں کے مذہب میں ایک حربی کا دوسرے حربی پر قبضہ و استیلاء موجب ملک ہو جاتا ہو اور اس قسم کا ایک حربی اپنے مملوک کو مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کرے تو یہ بیع جائز اور منعقد ہو جائے گی کیونکہ بائع نے جس کو فروخت کیا ہے وہ اس کے مذہب اور اعتقاد کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے صاحب بحر نے فرمایا ہے کہ اگر حربی نے دوسرے آزاد حربیوں پر استیلاء حاصل کرکے ان کو مملوک بنا لیا اور کسی مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر حربیوں کے مذہب کی رو سے یہ غلبہ موجب ملک ہے تو یہ خرید جائز ہوگی کیونکہ اس حربی نے ایک ایسی چیز کو فروخت کیا ہے جو اس کے مذہب کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے اور اگر اس کو اپنے مذہب کے لحاظ سے حق ملکیت حاصل نہیں ہے تو یہ آزاد کی بیع ہوگی جو ناجائز ہے (بحر)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوپر جس عقد بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ خرید تو جائز ہے مگر اس میں بھی مسلم مستامن اس مبیع کا مالک نہیں بنتا جب تک کہ اس کو خود اپنے قبضے کے ساتھ دارالاسلام میں نہ لے آئے صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلم امان حاصل کرکے دارالحرب میں گیا اور پھر کسی کافر سے اس کا لڑکا خرید لیا اور اس کو اپنے قبضے کے ساتھ دارالاسلام میں لے آیا تو اب وہ اس لڑکے کا مالک بن جائے گا اور اکثر علماء کا مذہب ہے کہ دارالحرب میں مالک نہیں بن سکتا اور یہی مذہب صحیح ہے (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

اور مشائخ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب تک دارالحرب میں رہے وہ مبیع مسلم مستامن کی ملک میں داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوگیا کہ غلبہ و استیلاء اور قبضہ و حراست کے ساتھ دارالحرب سے نکال لانا موجب ملک ہوتا ہے نہ کہ صرف خرید و فروخت اگر کہا جائے کہ جب کہ یہ معاملہ دارالحرب میں موجب ملک نہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے کے جواز کا حکم دینے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس صورت میں مسلم مستامن پر بد عہدی کا الزام نہیں آئے گا کیونکہ جو مسلمان کہ کفار کی امان میں ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ بد عہدی (یا ان کے قوانین کی خلاف ورزی) نہ کرے اور مسلم مستامن کا کسی حربی کو جبراً پکڑ کر دارالاسلام میں لے جانا بد عہدی ہے لیکن اگر ایسی خرید و فروخت کی صورت میں ہو جو کفار کے نزدیک

جائز سمجھی جاتی ہو تو یہ بد عہدی نہ ہوگی اور اس طریقے سے اگر مسلم مستامن اس خرید کردہ مملوک کو دار الاسلام میں لے جائے تو وہ اس کا جائز مملوک ہوگا۔

غرض یہ کہ دار الحرب سے صرف غلبہ و حراست کے ساتھ نکال کر لے جانا موجب ملکیت ہو سکتا ہے مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں جو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اس کا کچھ زیادہ فائدہ نہیں بس اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اگر مسلم مستامن اس کو دار الحرب سے لے جائے تو بد عہدی نہیں ہوگی پس جس خرید و فروخت کو فقہاء نے جائز کہا ہے اس کے جواز سے غرض یہ ہے کہ اخراج کی صورت میں بد عہدی و غداری کا الزام نہ آئے اور جس کو ناجائز کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بد عہدی کے الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے جو اخراج ہوتا ہے اس کو عہد شکنی قرار دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ حکومت انگلشیہ میں ہندوستان کے کفار اپنی اولاد فروخت کریں تو اس کی خرید و فروخت کے جواز کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اگر یہ مملکت بقول بعض علماء دارالاسلام ہے تو یہ بیع ناجائز ہے جیسا کہ ردالمحتار ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دارالاسلام میں ایک حربی کا دوسرے حربی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

اور اگر برٹش انڈیا کو دارالحرب مانا جائے تب بھی یہ بیع جائز نہیں کیونکہ دارالحرب میں بھی جواز بیع کے لئے یہ شرط ہے کہ بائع کو مبیع پر پورا قبضہ و اختیار اور حق تصرف حاصل ہو اور ایسا اختیار و قبضہ حکومت انگلشیہ میں موجود نہیں ہے اور پھر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مشتری کے لئے ملکیت کا ثبوت بھی اخراج الی دارالاسلام کے ساتھ مشروط ہے اور جب تک وہ دارالحرب میں رہے گا اس وقت تک امام صاحب کے نزدیک حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا اور یہی مذہب حق ہے۔

پس جو مسلمان حکومت انگلشیہ میں کسی کافر سے اس کے بچے کو خریدے گا اس کی یہ خرید و فروخت ناجائز ہوگی کیونکہ یہ معاملہ اس حکومت کے ساتھ بد عہدی کے مترادف ہوگا جس کے قانون کے ہم پابند ہیں اور جس کے قانون کی رو سے بردہ فروشی جرم ہے اور ہم نے اس قانون کی پابندی کا پختہ وعدہ کر رکھا ہے اور نہ یہاں ملکیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اخراج بالقہر کا وجود نہیں پایا جاتا جو حصول ملکیت کے لئے شرط ہے۔

اگر کفار ہند کے بعض قبائل اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہوں اور کسی پوشیدہ طریقے پر ایسا قبضہ و تسلط جو ان کے اعتقاد میں موجب ملکیت ہو حاصل ہو جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس مملکت میں حکومت کا عقیدہ و قانون معتبر ہوگا نہ کہ کسی قوم کا عقیدہ۔

ردالمحتار میں ہے کہ کافر حکومت میں بھی بد عہدی و قانون شکنی حرام ہے سوائے اس صورت کے جب کہ بادشاہ خود ہی بد عہدی و پیمان شکنی کرے کہ مسلمانوں کا مال غصب کر لے قید کر دے یا کوئی

وہ ان غلاموں کے ساتھ ایسا کرے اور بادشاہ جاننے کے باوجود ان کی حفاظت و مدد نہ کرے۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جواز بیع کا حکم محض اس لئے تھا کہ بدعہدی کا الزام مسلم مستامن پر نہ آئے اور بدعہدی سے مراد قانون شکنی ہے اور ہمارا قانونی معاہدہ حکومت و عمال حکومت سے ہے نہ کہ (رعیت میں سے) ان کفار کے ساتھ جو اس قسم کی بیع کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہوں پس اگر اس قسم کی بیع اہل حرب کی طرف سے ہو تو مسلم مستامن پر الزام قانون شکنی عائد نہیں ہو سکتی کسی طرح غلبہ و قبضہ بھی حکومت انگلشیہ کے قانون کی رو سے جرم ہے اس لئے وہ بھی حصول ملک کے لئے مفید نہیں۔

غرض صورت بیع و شراء مذکورہ فی السوال باطل ہے اور مبیع مذکورہ قابل خرید و فروخت نہیں ہے نہ مشتری کی ملکیت میں داخل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم — محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہم بستری کا حکم

(سوال) ایک شخص نے ایک باندی خریدی ہے اس سے ہم بستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہم بستری کی جائے اور اولاد ہو تو وہ اولاد حرامی ہوگی یا حلالی؟

(جواب ۱۶۱) ہندوستان میں واقعی باندیاں نہیں ہیں جو شرعی قاعدے کے موافق باندیاں قرار دی جا سکیں لہذا اس کی تفصیل معلوم ہونی چاہئے کہ باندی کہاں سے خریدی اور اس باندی کی حیثیت کیا تھی تب جواب دیا جا سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں

(سوال) (۱) ایک مسلمان مرد نے ایک ہندو عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا کر اپنے گھر میں باندی بنا کر رکھ لیا ہے اور اس سے ہم بستر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کے ساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) باندی کس عورت کو کہتے ہیں اور کس حیثیت سے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں سے لے؟

(۳) اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور کہے کہ یہ جائز ہے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے گا؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۴ فقیر محمد اسمٰعیل (پنجاب) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۲) ہندوستان میں کسی شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی کسی ہندو کی بیوی کو اس کے شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں ہاں اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس کے خاوند نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو اور عدت گزر گئی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا

(۱) [illegible] قدمنا في [illegible] ... وهذا دليل على أن أهل الحرب أحرار (رد المحتار، مطلب في قولهم أهل الحرب [illegible] ۴ / ۱۶۴ ط سعيد)

ہے(۱) بغیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہوگا بلکہ ایمان جاتے رہنے کا قوی خطرہ ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

آزاد شخص کو خرید نا جائز نہیں.

(سوال) ہندہ نے بہ سبب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے بعوض زر نقد مطلوبہ اس کو خرید لیا یہ خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۸۴۲ محمد مبین ضلع ارگ ۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) یہ خرید و فروخت قطعاً ناجائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے(۳) ہندہ زر خرید لونڈی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور وہی رقم جو مہر قرار دیا جا سکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اس کا نکاح جائز ہے اور زید نے جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرع کے موافق لونڈیاں نہیں.

(از الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ریاست نیپال اور ریاست منی پور وغیرہ میں لونڈیاں فروخت ہوتی ہیں کیا کوئی مسلم ان جگہوں سے لونڈیاں خرید سکتا ہے؟

(جواب ۱۶۴) یہ لونڈیاں جو نیپال اور منی پور وغیرہ میں فروخت ہوتی ہیں اصول شریعت مقدسہ کے موافق لونڈیاں نہیں ہیں لہذا ان کو خریدنا اور ان سے لونڈیوں کا کام لینا جائز نہیں ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) وإذا أسلم أحد الزوجين في دار الحرب [illegible] والمراد هي التي أسلمت فإنه يتوقف انقطاع النكاح بينهما على مضي ثلاث حيض سواء دخل بها أو لم يدخل بها كذا في الكافي، فإن أسلم الآخر قبل ذلك فالنكاح بحاله (عالمگیریة، الباب العاشر في نكاح الكفار ۱/۳۳۷، ط ماجدية)

(۲) قال من استحل حراما قد علم في دين النبي عليه السلام تحريمه كنكاح المحارم فكافر (رد المحتار، باب المرتد، مطلب استحلال المعصية كفر ۴/۲۲۹، ط سعيد)

(۳) بطل بيع ما ليس بمال كالدم والميتة والحر والبيع به أي جعله ثمنا لانعدام ركن البيع [illegible] (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، باب البيع الفاسد ۵/۵۰، ۵۱، ط سعيد)

(۴) قلت لكن قد منا في الغنائم [illegible] بكونهم أرقاء أي بعد الاستيلاء عليهم [illegible] فهم أحرار [illegible] للطبرية، قال وهذا دليل على أن أهل الحرب أحرار (رد المحتار، باب استيلاء الكفار، مطلب في قولهم [illegible] الحرب أرقاء ۴/۱۶۴، ط سعيد)

چوتھا باب
متفرق

کلکتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں 'فساد ہے

(سوال) کلکتہ کے فساد کو بعض لوگ جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات و حمیت کو ابھار کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند سطور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمادیں بچوں عورتوں اور بوڑھوں ناتوانوں کو بے خبری میں تلوار کے گھاٹ اتارنا کس طرح بھی جائز ہے؟[1] المستفتی خادم میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۱۶۵) اس فساد کو جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے بہ نیت جہاد کی تھی اگر وہ تسلیم کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ انہوں نے عورتوں بچوں بوڑھوں پر کیوں تعدی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں بچوں بوڑھوں سے تعرض نہیں کیا جاتا نہیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی مشخص صورت کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا۔ جلادیا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے مکانوں کو جلادیا شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جا سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اقدامی جہاد بھی جائز ہے

(سوال)

مکتوب مولانا عبدالماجد دریا آبادی

۱۸ جون ۱۹۳۹ء دریاباد۔ بارہ بنکی

مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بحمد اللہ حج و زیارت سے واپس ہو کر ابھی دریاباد پہنچا ہوں عنقریب انشاء اللہ دہلی کا بھی ارادہ ہے زمیندار کے پرچے پڑھ پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی الجمعیۃ کی موجودہ روش بہت بہتر معلوم ہوئی مسئلہ کی دو قوت والے معاملہ کا جو جواب الجمعیۃ نے نکات الخلاف میں دیا ہے وہ بہت پر لطف ہے (یعنی خود صاحب زمیندار کا سارا معاملہ حج ادیا ہے) اس کی داد دیتا ہوں اللہ ہی ہم سب پر رحم فرمائے۔ مدینہ منورہ میں بہت اطمینان سے قیام کا موقع مل گیا تھا آپ سب حضرات کے حق میں خوب دعائیں کیں اور سب سے زیادہ خود امت محمدیہ کے حق میں۔

---

(۱) وينبغي للمسلمين ان لا يقتلوا امرأة ولا صبيا ولا مجنونا ولا شيخا فانيا (عالمگيرية الباب الثاني في كيفية القتال ۲ / ۱۹۴ ط ماجدية، كوئٹہ)

اس عریضہ کا مقصود اس مسئلہ کی تحقیق ہے۔ میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجہ پر پہنچا ہوا تھا کہ قتال کی اجازت کفر کے مقابلہ میں نہیں بلکہ حرب کے مقابلہ میں ہے یعنی صرف حربی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان سے قتال فرض ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ اور سورہ حج کی متعدد آیات (قاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا(۱) الخ اذن للذین یقتلون بانهم ظلموا الخ(۲) وغیرہ) بھی تائید میں ہیں۔ حتی کہ صاحب ہدایہ(۳) کی یہ تصریح کہ بوڑھوں، اپاہجوں، عورتوں بچوں، اندھوں وغیرہ سے قتال اسی بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوتے اپنے اس خیال میں بالکل مستحکم تھا کہ اثنائے سفر حج میں مولوی مناظر احسن صاحب نے اس کے بالکل برخلاف تقریر فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہر کافر کافر ہونے کی بنا پر مباح الدم ہے اور یہی فقہ حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورہ توبہ کی بھی بعض آیات سے استدلال کیا۔ اس لئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں مفصل جواب کی زحمت کی ضرورت نہیں مختصر اشارات مع فقہ حنفی کے حوالہ جات کے کافی ہوں گے کہ آیا ہر کافر محض اپنے عقیدہ کی بنا پر واجب القتل ہے تو آپ حضرات نے فتوی ترک موالات میں نصاری کے مظالم کا ذکر بے حاصل کیا ہے صرف اس قدر کہنا کافی تھا کہ یہ کافر ہیں اور ان سے کفر کی بنا پر ان سے ترک موالات لازم ہے۔

والسلام محتاج دعا عبدالماجد

جواب مکتوب بالا از حضرت مفتی اعظم

۲۲ جون ۱۹۲۹ء مخدوم محترم دام مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت اور حج اکبر سے مراجعت پر تہنیت مبارکباد قبول فرمائیں تقبل الله منکم وجعله ذخرا لآخرتکم۔ مولانا کی عنایت نامہ کی مجھے کوئی شکایت نہیں ہے یہ تو آپ کی بزرگانہ ذرہ نوازی ہے اور مقتضائے طبیعت شریف است" هداك الله واياه الى ما يحبه و يرضاه

مولانا مجھ جیسا ہیچ مدان اس مسئلے پر کیا روشنی ڈال سکتا ہے لیکن تعمیلاً للامر اپنا خیال عرض کرتا ہوں یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے کفر کو فی حد ذاتہ اباحت دم کا سبب قرار نہیں دیا ورنہ مقاتلہ میں عورتوں، بچوں اور راہبوں سے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جب کہ ان کا کفر سے متصف ہونا بھی یقینی ہے مگر اس کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فی حد ذاتہ جرم ہے اور مرتکب اس جرم کا مستحق سزا ہے اگر افراد کفار میں کوئی ایسے خاص حالات نہ ہوں جو حرب کے قتل کو

(۱) البقرۃ: ۱۹
(۲) الحج ۳۹
(۳) ولا یقتلوا امرأة ولا صبيا ولا شيخا فانيا ولا مقعدا ولا اعمى لان المبيح للقتل عندنا هو الحراب ولا يتحقق منهم (هدایہ، باب کیفیۃ القتال ۲/ ۵۶۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

مرتفع ہو جاتی ہیں یعنی ضعیف ہو جاتی ہیں تو تمام کفار کی قتل کی اجازت [illegible] جن کا مقتضا یہ تھا کہ تمام کفار (جن پر یہ سب احکام [illegible] مرتب ہے) مباح الدم ہو جاتے مگر معدود الاشخاص نے حرب کا قتال اٹھا دیا اور انوثیت، شیخوخت، رہبانیت نے اہلیت حرب کو ضعیف کر دیا اس سے ان پر سے مباح الدم ہونے کا حکم جاتا رہا(۱)

جو آیت کہ متعلق کفار کے ساتھ قتال اور ان کے قتل کے جواز پر دلالت کرتی ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ تمام کفار [illegible] مسلمین کے دشمن اور محارب ہیں اور ان کو یہ حق ہے [illegible] کافروں سے مسلمانوں کو بقدر [illegible] قتال جائز ہے جب کہ ان سے کوئی معدود یا امداد [illegible] سے یہ ثابت ہوا کہ امام نے اجازت قتل میں یہ شرط نہیں لگائی کہ جب کفار کی جانب سے [illegible] بھی مسلمانوں پر [illegible] نہیں ورنہ مسلمان تو مدافعت [illegible] حملہ کرتے ہیں [illegible] کفار سے جنگ کی [illegible] کا حکم مرتفع یا ضعیف نہیں ہو [illegible] کی حد تک موجب [illegible] نہیں [illegible] حربیت موجب اباحت دم ہے اور [illegible] میں یہ [illegible] مرتفع یا منتقل ہو جاتے [illegible] کا حکم نہیں ہوگا [illegible] مولانا ظفر الحسن صاحب کا یہی مطلب ہوگا اور انہوں نے [illegible] دونوں کو [illegible] نظر سے دیکھا ہوگا اور [illegible] استعمال [illegible] میں [illegible] حربیت [illegible] مقصود نہ قرار دیا ہو کہ جب [illegible] وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد الآية سے ثابت ہے اور جس کا نتیجہ اس آیت میں قتل اصحاب الاخدود والنار ذات الوقود اذ هم عليها قعود وهم على ما يفعلون بالمؤمنين شهود (۳) میں مذکور ہے [illegible] سے [illegible] ہوگا اور اس صورت میں جناب کے اور مولانا ظفر الحسن صاحب کے کلام میں فی الحقیقت تدافع نہیں ہوگا۔

اگر میری یہ پریشان نویسی جناب کو صحیح معلوم ہو تو الحمد للہ ورنہ جس قول سے [illegible] مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام خیر ختام محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) [illegible] في شرح السير الكبير [illegible] (ط سعيد)

(۲) ولا يقتلوا امرأة ولا صبيا ولا شيخا فانيا ولا مقعدا ولا اعمى لان المبيح للقتل عندنا هو الحراب ولا يتحقق منهم (هداية باب كيفية القتال ۲: ۵٦۲ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

(۳) البروج: ٤ تا ۷

كتاب الحدود والجنايات

پہلا باب
اقامت حدود شرعیہ

دار الحرب میں زانی سے توبہ کرا لینا کافی ہے

(سوال) ایک شخص زنا کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا اس پر کیا کفارہ ہے اور غریب شخص نے توبہ کر لی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع اعظم گڈھ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۶) اس شخص سے توبہ کرا لینا کافی ہے کیونکہ اجرائے حدود کے لئے اسلامی عدالت کا حکم ضروری ہے اور وہ موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

دوسرا باب
تعزیر

استاذ شاگرد کو تعزیراً کتنا مار سکتا ہے؟

(سوال) مدارس اور اسکولوں میں بہ سبب شرارت یا سبق یاد نہ کرنے کے استاد یا ماسٹر دست، بید یا چھڑی یا ہاتھ سے اپنے شاگردوں کو تنبیہ اور تعزیر دیتے ہیں اس کے متعلق شرع شریف میں کتنی حد مقرر ہے؟ کس حد تک تنبیہاً ان اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں؟ یا بالکل جائز نہیں اور کس حد سے تجاوز کرنے سے مستحق آثم ٹھیرے گا اور آثم ٹھیرنے میں اس پر شرعاً کیا تعزیر لازم آئے گی؟ نیز اگر غصہ کی حالت میں تادیباً کچھ درشتی کے الفاظ سب و شتم استعمال کرے تو کس حد تک استعمال کر سکتا ہے اور کس حد سے تجاوز حرام ہے؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۶۷) چہرہ اور مذاکیر کے علاوہ سارے بدن پر تا وقتیکہ تجاوز عن الحد نہ ہو مارنا جائز ہے یعنی اس طرح مارنا کہ بدن میں سے زخمی ہو جائے یا کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر سیاہ داغ پڑ جائیں یا ایسی ضرب ہو جس کا اثر قلب پر پڑتا ہو جائز نہیں اگر مارنے میں حد معلومہ سے تجاوز ہو یا چہرہ و مذاکیر پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گناہ گار ہوگا۔

استاد کو بشرط اجازت والدین اس قدر مارنے کا اختیار ہے جو مذکور ہوا اور وہ بھی جب کہ مارنے کے لئے کوئی صحیح غرض تادیب یا تنبیہ یا کسی بری بات پر سزا دہی ہو بے قصور مارنا یا مقدار قصور سے زیادہ

---

(۱) ولو ظلمه على نفسه بالقذف على المعصية فسقط بها ... فشرط الامام لاستيفاء الحدود (رد المحتار، فصل فيما يوجب القود وفيما لا يوجب ٦/ ٥٤٩ ط سعيد)

[illegible] باعث [illegible] مستحق تعزیر ہے۔ او علی المذاکیر یجب الضمان بلا خلاف ولو برئ وجب الدیۃ لانہ اتلاف (رد المحتار)[1] ضرب المعلم الصبی ضربا فاحشا وھو الذی یکسر العظم و یخرق الجلد او یسودہ (ردالمحتار)[2] فانہ یعزرہ ویضمنہ لو مات شمنی (درمختار)[3] ضرب معلم صبیا او عبدا بغیر اذن ابیہ او مولاہ فالضمان علی المعلم اجماعا وان ضرب باذنھما لا ضمان علی المعلم اجماعا (درمختار)[4] [illegible] ایسے الفاظ جن کا تعلق صرف [illegible] سے ہو [illegible] قوف [illegible] وغیرہ [illegible] نہیں لیکن ایسے الفاظ جن کا تعلق لڑکے سے متجاوز [illegible] سے [illegible] تک پہنچ [illegible] سور کا بچہ حرامی یا اور فحش الفاظ اور گالیاں استعمال کرنا ناجائز [illegible] والضابط انہ متی نسبہ الی فعل اختیاری محرم شرعا و یعد عارا عرفا یعزر والالا ابن کمال (درمختار)[5] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بلا عذر معقول جمعہ کی نماز ترک کرنے والا قابل مواخذہ ہے

(سوال) [illegible] چار [illegible] نماز [illegible] سے [illegible] شرعی [illegible] المستفتی نمبر ۱۳۰ [illegible] محمد [illegible] ۱۶ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۶۸) [illegible] بلا عذر معقول [illegible] مواخذہ [illegible] تعزیر قاضی شرعی کی رائے پر مفوض ہے[6] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فصل فی التعزیر ۶: ۵۶۶ ط سعید

(۲) باب التعزیر ۴: ۷۹ ط سعید

(۳) حوالہ بالا

(۴) باب القود فیما دون النفس فصل فی المعتبر ۶: ۵۶۶ ط سعید

(۵) باب التعزیر ۴: ۷۲ ط سعید [illegible] فی [illegible] الامر [illegible] فی [illegible] وھو امر حقیقی (باب التعزیر ۴: ۷۲، ۷۳ ط سعید)

(۶) عن ابی ہریرۃ [illegible] فی الارض [illegible] مشکوٰۃ المصابیح کتاب [illegible] ۲: ۲۶۷ ط سعید

(۷) [illegible] عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۲: ۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

تیسرا باب
تعزیر باخذ المال (جرمانہ)

پنچ کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں زجراً تا وقت توبہ قطع تعلق جائز ہے

(سوال) ہماری قوم نجاران برادری میں ایک بھائی نے دوسرے سے یہ معاملہ کیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے کیونکہ وہ غیر برادری کی ہے اور تیرا اتفاق برادری میں نہ [illegible] ... [illegible] نے بلا نکاح کے مطلقہ کو کچھ مدت تک اپنے گھر میں رکھا اب پنچوں کو جو [illegible] ثبوت کو پنچ کی اور دونوں سے اس کا قصور ثابت ہو گیا تو یہ فیصلہ کیا کہ مبلغ پچاس روپے [illegible] جس نے نکاح مطلقہ کو گھر میں رکھا تھا احمقانہ سے اور مبلغ پچاس روپے طلاق [illegible] ... [illegible] کیا اور ایک اور شخص پر بھی اسی معاملے میں بعد ثبوت قصور پانچ روپے احمقانہ نقد کئے۔

یہ احمقانہ برادری میں اسی وجہ سے رائج کیا گیا ہے کہ حتی الامکان ان ناجائز طرق کا اصلاح ہوتا رہے اگر اس قسم کا تدارک نہ کیا جائے تو برادری میں [illegible] ناجائز طرق کا [illegible] ہو جاوے جو موجب تباہی ہے۔ اب علمائے دین سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ احمقانہ کا روپیہ [illegible] اس قسم سے [illegible] احمقانہ وصول ہو چکا ہے اپنے استعمال میں یا برادری میں صرف [illegible] درست ہے یا نہیں اگر [illegible] میں اس کا صرف کرنا درست نہیں تو کس مصرف میں لایا کریں۔ بینوا توجروا

(جواب ۱۶۹) یہ احمقانہ اگر تعزیر سمجھا جائے تو واضح ہو کہ غیر نکاحی کسی عورت کو رکھنا اور اس سے زنا کرنا [illegible] موجب حد ہے اور [illegible] میں کوئی حد شرعی مقرر ہے ان میں تعزیر نہیں ہے التعزير هو التاديب دون الحد و يجب في جناية ليست موجبة للحد كذا في النهاية (عالمگیری)(۱) اور نیز حرمت زنا حق اللہ میں [illegible] ہے اور حقوق اللہ میں تعزیر کرنا صرف حالت مباشرت میں عامہ مومنین کا حق ہے نہ بعد مباشرت فقالوا الكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة المعصية واما بعد المباشرة فليس ذلك لغير الحاكم (عالمگیری)(۲) اور اگر زنا کرنا ثابت نہ ہو تاہم تعزیر بمال امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ناجائز ہے و عند ابی یوسف یجوز التعزیر باخذ المال للسلطان و عندهما و باقی الائمة الثلثة لا یجوز کذا فی فتح القدیر (عالمگیری)(۳)۔

(۱) فصل فی التعزیر ۲/ ۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ
(۲) حوالہ بالا
(۳) حوالہ بالا

اور اگرچہ امام ابو یوسفؒ نے تعزیر بالمال کو جائز فرمایا ہے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال کو ایک مدت مناسبہ تک روک لے اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کر دے نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لئے یا بیت المال کے لئے ضبط کر لے و معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شیء من ماله عنده مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لا ان یاخذه الحاکم لنفسه او لبیت المال کما یتوهمه الظلمة اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی کذافی البحر الرائق (عالمگیری) (۱) پس یہ اتفاقیہ لینا اور اس کا مصارف مذکورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں بلکہ جن سے لیا ہے ان کو واپس دینا لازم ہے ہاں ایسے لوگوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو پنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں (۲)

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

مالی جرمانہ جائز نہیں!

(سوال) جرمانہ جو ہمارے یہاں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو اس روپیہ کا مستحق کون ہے؟ (۲) نیز جو شخص سربرآوردہ مرتکب ہو کر وہ جرمانہ کر کے خود کھا لیا کرے تو وہ شخص کیسا ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۷۰) مالی جرمانہ ناجائز ہے اور امام ابو یوسفؒ سے جو تعزیر بالمال کے جواز کی روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چند مدت کے لئے اس کا مال روک لیا جائے اور جب انزجار کی امید ہو جائے تو اس کا مال واپس کر دیا جائے (۳) (۲) یہ شخص ظالم اور فاسق ہے کہ لوگوں کا مال کھاتا ہے

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں تاوقت توبہ قطع تعلق کرنا جائز ہے.

(سوال) ایک عورت ... نے اپنے باپ کو اور اپنے خصم کو تہمت زنا کی لگائی اور بعد میں وہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)
(۲) فتبین هذا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصیة فسوغ لمن اطلع علیها منه هجره علیها لیکف عنها قال المهلب غرض البخاری فی هذه الباب ان یبین صفة الهجران الجائز وانه متنوع بقدر الجرم فمن کان من اهل العصیان یستحق الهجران بترك المکالمة کما فی قصة کعب و صاحبیه (فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب ما یجوز من الهجران لمن عصی ۱۰/۴۱۵ ط مکتبه مصطفی مصر)
(۳) وعند ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال وعندهما وباقی الائمة الثلاثة لا یجوز کذا فی فتح القدیر و معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شیء من ماله عنده مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه (عالمگیریه فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدیه کوئٹه)
(۴) اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (عالمگیریه، فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدیه کوئٹه)

دونوں انکار کر گئیں اور کہا کہ ہم نے تہمت لگائی تھی۔ اب مہربانی فرما کر زانی کی تعزیر اور تہمت زنا کی تعزیر سے مطلع فرمائیں اور مالی تعزیر فرما دیں؟ المستفتی نمبر ۳ سید محمد حسین صاحب (ضلع جالندھر) ۱۴ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۱) شریعت میں مالی تعزیر نہیں ہے (۱) اور زنا اور تہمت زنا کی جو سزا ہے وہ آج کل جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ حکومت موجودہ کے قانون کے مطابق نہیں ہے (۲) اس لئے مسلمانوں کو زانی یا تہمت لگانے والوں کو سزا دینے پر قدرت نہیں۔ ہاں تنبیہ کرنے کے لئے ان کو اپنی پنچایت اور حقے پینے سے علیحدہ کر سکتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کو علیحدہ رکھیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک قوم کی دو پارٹیوں میں چند زمانہ سے ناچاقی تھی اب وہ تعلق کے لئے دو ثالث مقرر کرتے ہیں اور ان سے بیان کرتے ہیں دونوں ثالث مسجد میں جا کر فیصلہ سناتے ہیں کہ تین صاحب تو تین حصے دے دیویں اور تین صاحب مسجد میں پانچ پانچ بدھنے دے دیویں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تاوان جو مجھ پر ڈالا ہے اس میں بے گناہ ہوں اور پنچایت ان کا بے گناہ ہونا تسلیم کرتی ہے کیا عند الشرع ان کا قصور معاف ہو سکتا ہے؟ اور یہ فیصلہ ازروئے شرع ٹھیک ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۵۵ قیام الدین (جیپور) ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۲) معلوم جس بات کے لئے ثالثی مقرر کی گئی تھی ہمیں معلوم نہیں اور سوال میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے دو فریقوں پر تاوان کس سلسلے میں عائد کیا اس لئے اس فیصلے کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی ہاں اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ تعزیر بالمال ہمارے نزدیک جائز و صحیح نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں

(سوال) کیا شرعاً قاضی کسی معاملے میں جرمانہ کر سکتے ہیں؟ اور کیا وہ جرمانہ کا روپیہ اپنے ذاتی تصرف

---

(۱) والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال (رد المحتار، مطلب في التعزير بأخذ المال ٤/ ٦٢ ط سعيد)

(۲) فشرط الإمام لاستيفاء الحدود (رد المحتار، فصل فيما يوجب القود وفيما لا يوجبه ٦/ ٥٤٩ ط سعيد)

(۳) فتبين هذا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها ... قال المهلب غرض البخاري من هذا الباب أن يبين صفة الهجران الجائز وأنه يتنوع بقدر الجرم فمن كان من أهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمة كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ١٠/ ٤١٥ ط مكتبة مصطفى مصر)

(٤) والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال (رد المحتار، مطلب في التعزير بأخذ المال ٤/ ٦٢ ط سعيد)

میں لے سکتے ہیں؟

(جواب ۱۷۳) جرمانہ کرنے کا قاضی کو حق نہیں ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جھگڑا فیصلہ کرنے کی اجرت لینا اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں

(سوال) ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ ممبر کسی سے کوئی جھگڑا ہو تو پنچ اور ممبر دونوں مل کر انصاف کرتے ہیں اور مالی و فریادی جو ہوتے ہیں ان سے جھگڑے کے بدلے پانچ روپیہ وصول کرتے ہیں وہ پیسے بسا اوقات کا بدلہ خیال کرتے ہیں اور وہ لوگ اس روپے کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس رقم کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جواب جواز میں ہے تو اس روپے کو نیک کاموں میں یعنی مسجد و مدرسے میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس کے علاوہ جو جرمانہ بھی کرتے ہیں اس کو بھی مسجد وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۲۱ محمد ناصر الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۴) جھگڑا فیصلہ کرنے کی اجرت لینا یا جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے ایسے روپے کو مدرسہ مسجد اور نیک کاموں میں صرف کرنا بھی ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک شخص امام مسجد بھی ہے اور محلے میں معلم قرآن شریف بھی ہے اور نائب قاضی بھی ہے بعدم موجودگی قاضی صاحب قصداً نکاح پڑھا دیا کرتے ہیں جیسے اجرت نکاح کا مقدمہ ہوا ان سے اس معاملہ کی شکایت ہونے پر جواب طلب کیا گیا وقت مقررہ تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ اب تک دیا ہے لہذا مطابق قواعد انجمن جیسا کہ مذہبی امور میں طے شدہ ہے ان پر صدر نے ۸ آنے جرمانہ کیا ہے لہذا التماس ہے کہ جواب باصواب مرحمت فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۵ جناب پریذیڈنٹ صاحب انجمن اسلامیہ (بتیا) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۵) مالی جرمانہ کرنا ناجائز ہے لہذا یہ جرمانہ واپس کیا جائے اور ان کو تنبیہ کر دی جائے کہ اگر دوبارہ ایسا کریں گے تو ان کو نائب قاضی کے عہدے سے موقوف کر دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال (رد المحتار، مطلب في التعزير بأخذ المال ٤/ ٦٢ ط سعيد)

(۲) ولا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي (عالمگيرية، فصل في التعزير ٢/ ١٦٧ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال (رد المحتار، مطلب في التعزير بأخذ المال ٤/ ٦٢ ط سعيد)

(٤) حواله بالا

جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے

(سوال) چندہ رقمیں وصول شدہ جرمانہ و چندہ تنظیم کمیٹی کی جمع ہیں ان رقموں کو کون سے مصرف میں لگانا جائز ہے؟ تنبیہاً جرمانہ یا تاوان کسی قسم کی تنبیہ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین ضلع رنگپور ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۶) جرمانے کی رقمیں تو واپس کی جائیں اور چندہ جس کام کے لئے لیا گیا ہے اس میں خرچ کیا جائے مالی تعزیر یعنی جرمانہ کرنا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (۱)

(۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔
(۲) تہمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں

(سوال) (۱) جو مسلمان کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے اس پر اگر جرمانہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ (۲) ایک شخص تہمت چوری یا کسی اور کی لگاتا ہے اور چند مسلمان دیندار اس پر جرمانہ کریں تو کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۲۹ شیخ محمد ضلع [illegible] ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۷) (۱) گناہ کی ترغیب دینا ایسا ہی گناہ ہے جیسے اس گناہ کا ارتکاب کرنا (۲) مالی جرمانہ کرنا درست نہیں۔ (۲) تہمت لگانا بڑا گناہ ہے مگر تہمت لگانے والے پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں (۳)
کفایت اللہ کان اللہ لہ

مالی جرمانہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے۔
(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) کچھ عرصہ ہوا مسمی میر بادشاہ نے اپنی حقیقی بہن ایک شیعہ کے نکاح میں دے دی ہے ان بھائی بہن کی اپنی ماں زندہ ہے جو محمد شفیع کے نکاح میں ہے اسی وجہ سے یہ بھائی بہن محمد شفیع کے مکان میں رہتے ہیں مسجد کے پیش امام مولوی اقبال صاحب و رحمن زادہ و غلام احمد خان نے محمد شفیع جو کہ لڑکی کا سوتیلا باپ ہے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا اور روزانہ مسجد میں وعظ کرتے رہے اور اہل سنت والجماعت کو متنبہ کیا کہ آئندہ کے لئے محمد شفیع سے جس نے لڑکی کو شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں

---

(۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال (رد المحتار، باب التعزير، مطلب في التعزير باخذ المال ۴/ ۶۲ ط سعيد)

(۲) عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال: ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً (صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة ۲/ ۳۴۱ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۳) والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال (رد المحتار، مطلب في التعزير باخذ المال ۴/ ۶۲ ط سعيد)

چونکہ یہ [illegible] کے [illegible] تک [illegible]
کے سامنے [illegible] تمام تر ذمہ داری اس کے بھائی پر
[illegible] اس میں یہ قرارداد پاس ہو گیا کہ اس معاملہ میں محمد شیر اور
[illegible] عورت [illegible] تیس روپے جرمانہ اور لڑکی اور لڑکی کے بھائی کے [illegible]
[illegible] تعلق نہیں [illegible] محمد شیر نے مبلغ تیس روپے [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] مسجد کی مرمت [illegible] اس میں لگا دیا [illegible] صاحب نے [illegible]
[illegible] جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اس [illegible]
کے محمد شیر نے [illegible] مسجد [illegible]

(جواب ۱۸۷) یہ تیس روپے جو شیر محمد سے لئے گئے ہیں ناحق لئے گئے ہیں محمد شیر [illegible]
[illegible] محمد شیر [illegible] مسجد میں دیدے تو مسجد میں لگانا جائز ہے [illegible] اجازت اور
رضامندی کے بغیر مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مالی جرمانہ جائز نہیں [illegible] شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے
(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت [illegible] اکر کے لے گیا پنچایت نے بکر سے زید کی عورت زید کو واپس دلوادی
[illegible] زر نقد [illegible] جرمانہ [illegible] (شمع رتان) کے فنڈ میں مدرسہ [illegible]
وغیرہ کے خرچ یعنی مرمت مکان مدرسہ کے لئے دیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۷۹) جرمانہ کا روپیہ وصول [illegible] واپس [illegible]
[illegible] بدون رضامندی مالک کے خرچ نہیں [illegible] شخص جس سے روپیہ وصول [illegible]
ہے خود اجازت دیدے اور سمجھ لے کہ اس لینے کے مدرسہ میں لگا دینا پسند کرے تو پھر مدرسہ میں لگایا جاسکتا
ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(۱) مرجع سابق
(۲) عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ (مشکوٰۃ المصابیح، باب الغصب والعاریۃ ۱/ ۲۵۵ ط سعید)
(۳) [illegible] باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال ۴/ ۶۲ ط سعید)
(۴) عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ (مشکوٰۃ المصابیح، باب الغصب والعاریۃ ۱/ ۲۵۵ ط سعید)

چوتھا باب
قصاص و دیت

شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغلظہ اور کفارہ لازم ہے

(سوال) متعلقہ قصاص

(جواب ۱۸۰) بسم اللہ سبحانہ [illegible] خاکسار نے احمد سعید مقتول اور جمیل احمد خاں قاتل کے مقدمہ قتل کے متعلق حسب ذیل کاغذات غور سے دیکھے۔ اول بیان مقتول۔ دوم بیان [illegible] سوم بیان تصدیق احمد عہدہ دار پولیس۔ چہارم بیان نبی بخش۔ پنجم بیان رمضانی۔ ششم بیان [illegible] کا تکمیل۔ ان میں سے مقتول کا بیان تو صرف دعویٰ ہے [illegible] کا بیان [illegible] تینوں سے [illegible] تصدیق احمد کا بیان بھی شہادت نہیں [illegible] نبی بخش اور رمضانی یہ دونوں واقعہ کے شاہد ہیں [illegible] کی وجہ واقعہ کا شاہد ہے جمیل احمد خاں کا احمد سعید کو [illegible] ان کی شہادت سے بالاتفاق ثابت ہے اور باقی [illegible] نبی بخش اور رمضانی کی شہادت سے مع تھوڑے اختلاف کے ثابت ہے [illegible] نبی بخش کے بیان میں ہے کہ جمیل احمد نے احمد سعید کے پیٹ میں دو تین خنجر مارے [illegible] اور رمضانی کے بیان سے پیٹ میں متعدد خنجر [illegible] دو تین تین یہ اختلاف [illegible] نہیں ہے ممکن ہے کہ قاتل نے دو تین مرتبہ خنجر چلایا ہو [illegible] اور رمضانی نے [illegible] ایک [illegible] تو بھی [illegible] وقت [illegible] واقعہ کی شہادت میں [illegible] ثبوت قصاص کے لئے کافی ہیں [illegible]

مگر [illegible] دونوں کی عدالت شرط ثبوت شہادت لقولہ تعالیٰ و اشہدوا ذوی عدل منکم (۱) وفی الہدایۃ ولا بد فی ذلک کلہ من العدالۃ ولفظۃ الشہادۃ فان لم یذکر الشاہد لفظۃ الشہادۃ وقال اعلم او اتیقن لم یقبل شہادتہ (۲) انتہی اور رمضانی کے بیان سے ثابت [illegible] کی عدالت [illegible] نبی بخش [illegible] حدود و قصاص میں [illegible] شہود کی عدالت کے متعلق [illegible] ولا یسال عن حال الشہود حتی یطعن الخصم الا فی الحدود والقصاص فانہ یسال عن الشہود (کذا فی الہدایۃ) (۳) [illegible] نبی بخش احمد سعید کا نوکر [illegible] اما

---

(۱) الطلاق ۲

(۲) کتاب الشہادۃ ۳/ ۱۵٦ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

(۳) مرجع سابق

الاجير الواحد وهو الذى استاجره مياومة او مشاهرة او مسانهة باجرة معلومة لا تقبل استحساناً (فتاوىٰ عالمگیری) (۱)

لا يقال ان شهادة نبی بخش ليست من باب شهادة الاجير لمستاجره فان المستاجر قد مات وانقطعت الاجارة بموته والشهادة للاولياء فان نفعها عائد اليهم لانا نقول مبنى الرد انما هو التهمة وهى موجودة ههنا وايضا ان القصاص موجب للوارثة عند ابى يوسف و محمد حتى يثبت الملك فيه للمورث ابتداء ثم للوارث ولذا لو انقلب مالا يكون له فعلى هذا رجوع نفع شهادة الاجير الى مستاجره لازم كانه يشهد له والموضع احتياط فيجب التحرز عن الشبهة والله اعلم (كفاية الله)

وجہ سوم۔ لفظ شہادت کا ذکر کرنا بھی شرط مقبولیت ہے اور یہ کسی گواہ کے بیان میں نہیں ہے اور یہ لفظ "حلف مذہبی بیان کرتا ہوں" قائم مقام لفظ شہادت کے نہیں ہو سکتے۔ لما مر من عبارة الهداية وفي الهندية : وهل يشترط لفظة الشهادة قال مشائخ بلخ و مشائخ بخارا اشترط وقال مشائخ العراق لا يشترط كذا في المحيط والقدوری اعتمد على الاول و عليه الفتوى كذا في الخلاصة (۲) وجہ چہارم۔ گواہان ثلثہ میں سے کسی گواہ کے بیان سے یہ ثابت نہیں کہ پیٹ کا زخم جو سبب موت ہوا ہے وہ اس نے جمیل احمد کے چاقو سے لگتے ہوئے دیکھا ہے پیٹ پر چاقو چلانا سب بیان کرتے ہیں اسی طرح پیٹ پر اور مقتول کے پاؤں پر خون بہتا ہوا دیکھنا سب بیان کرتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ چاقو سے پیٹ میں زخم لگتے میں نے دیکھا ہے۔

پس یہ وجوہ اربعہ اس بات کو مستلزم ہیں کہ حکم قصاص اس شہادت پر نہیں دیا جا سکتا لیکن قصاص کا مندفع ہو جانا اس امر کو بھی مستلزم نہیں کہ جمیل احمد بالکل بری سمجھا جائے قصاص چونکہ شبہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سقوط سے برأت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پر دیت مغلظہ و کفارہ لازم ہوگا والله اعلم و علمه اتم واحكم کتبہ محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۶ء

تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا بہ نسبت تلوار کے اولیٰ ہے.

(سوال) تلوار سے استیفائے قصاص میں بسا اوقات بلکہ ہمیشہ یہ صورت پیش آتی ہے کہ دو تین مرتبہ بھی تلوار مارنے سے جب گردن علیحدہ نہیں ہوتی تو اس وقت ہر جانب سے تلوار و خنجر چھری سے گردن پر چلایا جاتا ہے گویا کہ ذبح کیا جاتا ہے تو اگر استیفائے قصاص تلوار سے نہ کیا جائے بلکہ بجائے تلوار

(۱) الفصل الثالث فيما لا يقبل شهادته للتهمة ۳ / ٤٧٠ ط ماجديه كوئته
(۲) الباب الاول في تعريفها و ركنها و سبب ادائها ۳ / ٤٥١ ط ماجديه كوئته

کوئی دوسرا آلہ دھاردار ایسا استعمال کیا جائے کہ وہ آلہ قاتل کی گردن کے محاذ میں اوپر سے چھوڑا جائے اور وہ آلہ ایسا تیز ہو اور اس کے ساتھ وہ وزن دار بوجھ ہو کہ یکایک گردن قاتل پر گرے اور فوراً اپنی تیزی اور ثقل کی وجہ سے گردن کو علیحدہ کر دے یہ صورت شرعاً جائز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۷ حضرت مولانا محمد حسن صاحب وفتر دار القضاء بھوپال ۳ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۸۱) حنفیہ نے قصاص کے بارے میں یہ ضرور کہا ہے ولا یقاد الا بالسیف (۱) یعنی استیفائے قصاص صرف تلوار کے ذریعے سے کیا جائے مگر اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ قتل کی دوسری صورتوں کو مثلاً پتھر سے کچل دینا پانی میں غرق کر دینا لکڑیوں سے مار کر ہلاک کر دینا اختیار نہ کیا جائے بلکہ دھاردار آلہ سے ہی قتل کیا جائے تلوار کی شخصی صورت مراد نہیں ہے بلکہ نیزہ و خنجر کی اجازت بصراحت موجود ہے وفی الدرر عن الکافی المراد بالسیف السلاح قلت و به صرح فی المضمرات حیث قال والتخصیص باسم العدد لا یمنع الحاق غیره به الا تری انا الحقنا الرمح والخنجر بالسیف فی قوله علیه السلام لا قود الا بالسیف انتهی (درمختار) (۲) و الحق ان یکون المراد بالسیف فی الحدیث المذکور السلاح مطلقا بطریق الکنایة کما اشار الیه المصنف بقوله والمراد به السلاح (فتح القدیر) (۳) و عن عبدالله بن مسعود واخرجه البیهقی ایضا من الحدیث ابراهیم عن علقمة عنه ولفظه لا قود الا بالسلاح (عینی شرح بخاری) (۴) پس صورت مسئولہ میں جس آلہ جارحہ کا ذکر ہے وہ سلاح میں داخل ہے اور چونکہ اس کے ذریعے سے استیفائے قصاص میں مقتول کو زیادہ تکلیف نہیں بلکہ تلوار کی نسبت کم ہے اس لئے جائز ہے بلکہ تلوار سے اس وقت میں اولیٰ ہوگا لقوله علیه السلام ان الله تبارک و تعالی کتب الاحسان علی کل شئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة (الحدیث رواه مسلم (۵) کذافی المشکوة) (۶) والمراد بها المستحقة قصاصا او حداً والاحسان فیها اختیار اسهل الطرق واقلها ایلاما (مرقاة شرح مشکوة) (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) تنویر الابصار مع رد المحتار، فصل فیما یوجب القود ومالا یوجبه ۶/ ۵۳۷ ط سعید
(۲) ایضا
(۳) باب ما یوجب القصاص وما لا یوجبه ۸/ ۲۶۱ ط مصر
(۴) باب سوال القاتل حتی یقر والاقرار فی الحدود ۲۴/ ۳۹ ط بیروت
(۵) باب الامر باحسان الذبح والقتل و تحدید الشفرة ۲/ ۱۵۲ ط قدیمی کتب خانه کراچی
(۶) کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول ص ۳۵۷ ط سعید
(۷) حواله بالا ۸/ ۱۱۵ ط امدادیه ملتان

مظلوم مقتول تھے اگر کسی نے ان کو بھی قتل کر دیا ہے تو ظالم کا خون رائیگاں ہے مظلوم کا قصاص یا دیت واجب ہے۔

(سوال) شخصے زمین خود را کاشت می کرد شخصے دیگر گفت به صاحب زمین که من این را مستحق شدہ ام شخص صاحب زمین گفت ... مدعی باطل ... بروند نزد حکومت یا قاضی تا که فیصلہ پذیرد مدعی باطل قبول نکرد پس بعد انکارش صاحب زمین کشت زمین خود شروع کرد آں مدعی باطل برآشفتہ آمد ... زمین ... چند طمانچہ زدند و بعدہ صاحب زمین ... طرف حکومت ... پسران مدعی باطل معہ شخصے دیگر رفتند و نزد ... صاحب زمین ... پسر مدعی باطل را کشت ازاں دو۔

المستفتی نمبر ۱۲۶۲ ... (۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء۔)

(ترجمہ) ایک شخص اپنی زمین کاشت کرتا تھا ایک دوسرے آدمی نے مالک زمین سے کہا کہ میں ... مستحق ہوں ... مالک زمین نے مدعی باطل سے کہا کہ آؤ ہم تم حاکم کے پاس چلیں اور فیصلہ کرالیں مگر وہ مدعی باطل اس پر ... نہ ہوا اور مالک زمین نے اپنی زمین کاشت شروع کر دیا۔

اس پر مدعی باطل آیا ... اور ایک اور آدمی نے ... مالک زمین سے مار پیٹ شروع ... مالک زمین نے ... جانے کا ارادہ کیا ... مدعی باطل کے ... ایک تیسرے شخص ... مالک زمین کو قتل کر دیا۔

اور مالک زمین نے ان مدعی باطل کے دو لڑکوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔

اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

جواب) (از مولانا ... صاحب) لا علم لنا الا ما علمتنا الخ ... مدعی باطل ... صاحب زمین ... چنانچہ مقتول ... ہدایہ ... مدعی باطل ... مالک زمین ... مدعی باطل کے ان مددگاروں پر ... جو اس قتل میں شریک تھے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

در ہدایہ: ومن شهر على المسلمين سيفا فعليهم ان يقتلوه لقوله عليه السلام من شهر على المسلمين سيفا فقد اطل دمه ولانه باغ فتسقط عصمته ببغيه وفي سرقة الجامع الصغير ومن شهر على رجل سلاحا ليلا او نهارا او شهر عليه عصا ليلا في مصر او نهارا في طريق في غير مصر فقتله المشهور عليه عمدا فلا شيء عليه لما بينا وهذا لان السلاح لا يلبث فيحتاج الى دفعه بالقتل والعصا الصغيرة وان كانت تلبث ولكن في الليل لا يلحقه الغوث فيضطر الى دفعه بالقتل وكذا في النهار في غير المصر في الطريق لا يلحقه الغوث فاذا قتله

كان دمه هدرا قالوا فان كان عصا لا تلبث يحتمل ان يكون مثل السلاح عندهما هدايه(۱) باب القصاص والله اعلم

بندہ عبدالرحمن عفی عنہ رمضان بہ تحقیق مولوی تاج ایمان۔ ہندیہ فقہ از مولانا برکات احمد ٹونکی۔

(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) جان بچانے کی حالت میں اگر مظلوم نے حملہ کرنے والے کو قتل کر دیا تو حملہ آور مقتول کا خون ہدر ہوتا ہے اور مظلوم کے ذمہ خون کا قصاص یا دیت (جبکہ صورت (۲) لاجواب ہے)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کسی کے جبر و ڈرانے دھمکانے سے بچہ جان دیدے تو ستانے والے پر گناہ نہیں!

(سوال) اگر کوئی نابالغ بچہ کسی مربی استاد یا آقا کے خوف و دہشت یا ڈرانے دھمکانے سے یکایک خوف زدہ ہو کر جان دیدے یا خودکشی کرے یا فرار ہونے کی نیت سے نکل جائے اور راستہ میں لقمہ اجل بن جائے تو اس کا عذاب کس پر عائد ہوگا جب کہ مربی یا آقا کی نیت کسی قسم کی بدخواہی کی نہ ہو بلکہ اصلاح ہو تو اس کا کفارہ یا ادا کرنا کس پر ہے یا ڈرانے دھمکانے والے اس سے مستثنیٰ ہوں گے؟ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ محمد مظہر الدین صاحب (امبالہ) ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۳) اگر مربی استاد یا آقا نے بچہ کو جائز حدود کے اندر تنبیہ کی ڈرایا دھمکایا مارا اور بچہ نے خوف زدہ ہو کر جان دیدی یا بھاگا اور راستہ میں لقمہ اجل ہو گیا تو اس کا گناہ اس مربی استاد یا آقا پر نہ ہوگا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پانچواں باب
قتل اور خودکشی

قاتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر کئی سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا یا ورثاء کو خون بہا دینا ہوگا!

(سوال) ایک شخص جو ایک مسلمان و بے گناہ کو قتل کرنے کے جرم میں از روئے تعزیرات ہند گورنمنٹی فیصلہ عدالت کے مطابق سات یا دس سال قید بھگت چکا ہو یا شاید پھانسی دی گئی ہو کیا اس سے اس گناہ کی سزا معاف ہو جائے گی؟

(۱) باب ما یوجب القصاص وما لا یوجبه ۴/ ۵۶۷ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
(۲) فضرب التاديب مقيد لانه مباح وضرب التعليم لانه واجب والمحدث في الضرب المعتاد (الدر المختار مع رد المحتار فصل في الفعلين ٦/ ٥٦٦ ط سعيد)

اور کیا وہ شخص مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیئے بغیر اس گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا اور اگر مذکورہ بالا قاتل کے حق میں شرعی سزا نہ تجویز کی جائے اور نہ ہی مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیا گیا ہو تو ایسی حالت میں وہ شخص (قاتل) امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶ سید شاہ محمود کراچی۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب) (از نائب مفتی) اگر در حقیقت یہ شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہے تو مقتول کے ورثہ کا حق قصاص کا یا دیت یعنی خون کا معاوضہ ملنے کا ہے (۱) محض توبہ کافی نہ ہوگی لہذا یہ شخص جب تک کہ ورثہ کے حق خون کا ادا نہیں کرے گا یا معافی نہیں مانگے گا اور توبہ نہیں کرے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (۲) فقط واللہ اعلم۔

اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح۔ بندہ محمد یوسف عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸۴) (از حضرت مفتی اعظمؒ) جواب صحیح ہے مگر کسی شخص کو قاتل قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اقرار کرے یا کسی باقاعدہ شرعی عدالت میں اس کے اوپر شہادت شرعیہ سے جرم قتل ثابت ہو گیا ہو (۳) اور اگر یہ صورت نہ ہو تو عام مسلمانوں کو اس امر کا یقین کرنا کہ فلاں شخص قاتل ہے اور اس کے ساتھ قاتل کی طرح معاملات کرنا درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ کبیرہ ہے؟

(سوال) زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چھری وغیرہ سے یا اپنی جان کو بھوک ہڑتال میں رکھ کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے کیا یہ فعل عذاب ہے کیونکہ وہ اس کو درست سمجھتے ہیں گروہ جائز نہیں تو کیا یہ شخص کو مرنے کے بعد شہید سمجھا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو الوفاء (ضلع بجنور) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۵) جو فعل براہ راست قاتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلا کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنوئیں میں گرا دیا یا تنور میں کود پڑا تو یہ تو خودکشی ہے اور

---

(۱) وموجبه القود عينا فلا يصير مالا الا بالتراضي (تنوير الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الجنايات ۶/ ۵۲۹ ط سعيد)

(۲) ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق (تنوير الابصار) قال المحقق في الشامية: قوله: وفاسق، من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك (باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

(۳) والطريق فيما يرجع الى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة، وهي [illegible] (رد المحتار: مطلب الحكم الفعلي ۵/ ۳۵۴ ط سعيد)

یقیناً گناہ کبیرہ ہے، اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں ہے بلکہ مفضی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دینا ان کی صفوں میں گھس جانا یا کھانا ترک کر دینا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہوگا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں لیکن ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کہہ دینا درست نہیں (۱) محمد کفایت اللہ

خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثا صدقہ و استغفار کریں

(سوال) ایک شخص نے عمداً اپنے نفس کو بذریعہ بندوق ہلاک کر دیا اور پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد دفن ہوا۔ چونکہ آیت کریمہ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق (۲) ہے اور دوسری جگہ فرمایا ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما (۳) اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذاب میں مبتلا ہوگا اب اس کی تلافی کے لئے اس کے پسماندگان کیا کریں؟ المستفتی نمبر ۹۹۳ نواب میں محمد خان۔ پانی پت ۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۶) دوسری آیت کا مضمون اس شخص پر عائد نہیں ہوتا جس نے خودکشی کر کے اپنی جان ضائع کر دی تاہم خودکشی ایک گناہ اور سخت گناہ ہے (۴) اور اب متوفی کے وارث اس کی مغفرت کے لئے استغفار اور صدقہ ہی کر سکتے ہیں ان کے اختیار میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں حق تعالیٰ غفور رحیم ہے (۵) اور جو ممکن ہو صدقہ کر کے ایصال ثواب کریں (۶) لیکن صدقہ ترکہ مشترکہ میں سے نہ کیا جائے اور اس کا مال سے قرض بھی نہ کیا جائے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ومن قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزرا من قاتل غيره، تنوير وشرحه، قال المحقق في شرحه، قوله به يفتى، لانه فاسق غير ساع في الارض بالفساد وان كان باغيا على نفسه كسائر فساق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازة ۲: ۲۱۱ ط سعيد)

(۲) بنی اسرائیل: ۳۳

(۳) النساء: ۹۳

(٤) لكن ذكر في شرح المنار انه لا يمكن ان يحمل الزجر وحده وان ظن انه نفس ذكر كان بوضع سيف بطن او نحوه فقد فعل ذلك خدعة من الشيطان به لا يدري رسول الله ﷺ خلود مدحهم (رد المحتار، مطلب في عدم ان نقل يجوز له ان يقتل ٤: ٢٢٧ ط سعيد) قال النبي ﷺ انما الاعمال بالنيات وانما لامرئ ما نوى (صحيح البخاري باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ١: ٢ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(٥) ومن قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزرا من قاتل غيره، تنوير وشرحه، قال المحقق في شرحه، قوله به يفتى، لانه فاسق غير ساع في الارض بالفساد وان كان باغيا على نفسه كسائر فساق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازة ۲: ۲۱۱ ط سعيد)

(٦) صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها (رد المحتار، مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها له ٢: ٢٤٣ ط سعيد)

قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے!

(سوال) متعلقہ توبہ قاتل

(جواب ۱۸۷) اگر قاتل کو اس کے جرم قتل میں پھانسی دی جائے اور پھانسی پانے والا پھانسی سے پہلے توبہ بھی کرلے تو امید ہے کہ وہ آخرت میں نجات کا مستحق ہو(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چھٹا باب
سرقہ

چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے!

(سوال) ایک سیٹھ جس کا بیوپار [illegible] میں ہے اس کے یہاں دو نوکر ہیں زید اور بکر سیٹھ کی دکان سے زید اور بکر نے مل کر [illegible] روپیہ چوری کیا زید اپنی مدت ملازمت پوری ہونے پر روپیہ ساتھ لے کر اپنے وطن کی طرف [illegible] میں مسمی محمد [illegible] اور وہاں کی دکان پر چورایا ہوا روپیہ اپنے نام [illegible] چاہا [illegible] جب اس سے روپیہ کی بابت سوال کیا گیا تو اس نے قبول کیا کہ ایک تہائی روپیہ زید نے اور باقی روپیہ بکر نے سیٹھ کی دکان سے چرایا ہے [illegible] اس بات کا قطعی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ روپیہ [illegible] کی امانت ہے روپیہ سیٹھ کے پاس ہے اور وہ یہ روپیہ کسی کار خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے [illegible] شریعت یہ روپیہ کس کام میں صرف کیا جا سکتا ہے اگر مسجد یا میت خانہ تیار کرنے میں صرف کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں" المستفتی نمبر ۳۵۲ حاجی رحمت اللہ (بھاگلپور ضلع [illegible]) ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۸) جس قدر روپے کا زید نے اقرار کیا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے چرایا ہے اس قدر روپیہ سیٹھ کو واپس کر دینا لازم ہے وہ جس کام میں چاہے صرف کر سکتا ہے میت خانہ میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایضاً

(سوال) جواب فتویٰ [illegible] بکر اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے روپیہ چرایا

(۱) لا تصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقود [illegible] لا تصح توبة القاتل [illegible] لا تكفيه التوبة وحدها قال في تبيين المحارم: واعلم ان توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والندامة فقط بل تتوقف على ارضاء اولياء المقتول فان كان القتل عمدا لا بد ان يمكنهم من القصاص منه (فصل فيما يوجب القود وما لا يوجبه ۶/ ۵۴۹ ط سعيد)

(۲) واذا قطع السارق والعين قائمة في يده ردت على صاحبها لقيام ملكه كذا في الهداية (عالمگيرية، الفصل الرابع في كيفية القطع واثباته ۲/ ۱۸۴ ط ماجديه كوئٹه)

[illegible] زید اس بات [illegible] واقف [illegible] اور [illegible] [illegible] ۔ ۵۰۰ تمانی
چوری شدہ روپیہ (جو زید [illegible]) [illegible] جس طور پر استعمال
[illegible] [illegible]
[illegible] تمانی چوری [illegible] روپیہ [illegible] مشکوک [illegible]
[illegible] روپیہ [illegible] استعمال [illegible] المستفتی نمبر ۲۷۵ ۳ [illegible]
(بانٹوا کاٹھیاواڑ)

(جواب ۱۸۹) جب [illegible] ۵۰۰ تمانی روپیہ کی بابت خود مدعی نہیں یعنی اپنی ملک ہونا بیان نہیں کرتا تو [illegible]
زید [illegible] مشتبہ ہیں کہ ۵۰۰ روپیہ سیٹھ کی ملک نہ تھا اس کے حاصل کرنے کی صورت
[illegible] ۵۰۰ روپیہ [illegible]
[illegible] غفرلہ [illegible]

مسروقہ مال مالک و وارثوں تک پہنچانا یا ان سے معاف کرانا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے!

(سوال) زید [illegible] حساب تک ۵۰۰ [illegible] زندہ ہیں
ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ [illegible] قبول [illegible]
[illegible]
[illegible] المستفتی نمبر [illegible] ۲۹ [illegible] ۱۳۵۳ھ
[illegible] ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۹۰) [illegible] معاف [illegible]
تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے [illegible] وقت [illegible] وقت [illegible]
وقت [illegible] غفرلہ [illegible]

بغیر اجازت کے کاٹی ہوئی سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کا خریدنا درست نہیں

(سوال) زید [illegible]
[illegible] سرکاری جنگلات [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] چوری کا مال

۱ [illegible]
۲ [illegible] لادمی [illegible] مالا مستحلا او رد العین او بدله (مرقاة المفاتیح باب الکبائر و علامات النفاق ۱ / ۱۲۱ ط امدادیه ملتان)

نمبر ۲ یہ ہے کہ خرید کر تجارت کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایسی چوری کے مال کے تاجر کی امامت جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۳ شیخ زین الدین صاحب (میسور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۱) قانونی چوری سے بچنا ناموس و حفاظت عزت کے لئے لازم ہے جو لوگ چوری سے لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں وہ سرکاری قانونی مجرم ہیں اور اگر وہ جنگل خود رو اور مباح الاصل نہ ہوں تو شرعی جرم بھی ہے پس ایسی مشتبہ مال کو خریدنا درست نہیں ہاں تاہم کسی شخص خاص پر فرد جرم عائد کرنے سے پہلے بہت سی باتوں کی تحقیقات لازم ہوں اس کے بعد ہی امامت کے جواز یا عدم جواز کا معاملہ سامنے آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شرکاء سے چوری چھپے شرکت کا مال بیچنے والے سے خریدنا جائز نہیں

(سوال) تین بھائی ہندو آپس میں شریک ہیں بڑا بھائی مدرسہ کا مالک ہے چھوٹے بھائی نے اپنے دونوں بھائیوں سے چھپا کر [illegible] بدست حافظ عبدال[illegible] فروخت کر دی بعد خرید کے حافظ صاحب موصوف کو یقین ہو گیا کہ یہ چوری کا مال ہے ہم پیسے کی تحقیق کریں [illegible] ہیں اب اس سے واپس لے [illegible] ہمارے دونوں بھائی بھی ہم سے پوشیدہ طور پر فروخت کرتے ہیں ہم نے بھی یہ مال سمجھ کر فروخت کیا ہے یہ چوری نہیں ہے اب اگر اس سے زیادہ اصرار واپس پر کیا جائے تو اس شرط سے واپس ہو گا کہ ہمارے تین مکان پر کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پوشیدہ طور سے فروخت کرے کہ جب ہمارا روپیہ وصول ہو گا۔ المستفتی مولوی عبداللہ [illegible] جگن پور

(جواب ۱۹۲) اگر اس بات کا علم ہو کہ یہ شخص شرکت کا مال چوری سے بیچتا ہے اور رقم خود رکھ لیتا ہے تو خریدنا ناجائز ہے اور خریدا ہوا مال واپس کرنا ضروری ہے اگر وہ واپس نہ کرے تو اس سے مطالبہ [illegible] شرکاء سے [illegible] واپس کرائیں کہ اس مال کو بیچنا اور خود اس کی قیمت رکھ لینا اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے اس کو موقع دینا کہ وہ خریدار سے مکان میں چوری سے بیچ کرے ناجائز ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (وإنما يكون ضررها بذي المال [illegible] وتسمى السرقة الصغرى [illegible] الكبرى [illegible] لأن الصغرى [illegible] خفية عن عين المالك ومن يقوم مقامه كالمودع [illegible] وفي الكبرى عن عين الإمام الملتزم حفظ طرق المسلمين وبلادهم (ردالمحتار كتاب السرقة ٤/ ٨٢ ط سعيد)

(۲) (الحرام ينتقل [illegible] (رد المحتار باب البيع الفاسد ٥/ ٩٨ ط سعيد)

(۳) مرجع سابق

(۴) قال الله تعالى: "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان" (المائدة: ۲)

ساتواں باب
بدکاری وزنا

محرم عورت سے زنا کرنے والا فاسق ہے، ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے

(سوال) کوئی شخص اپنی محرمات یعنی بہن اور ماں اور خالہ وغیرہ سے مرتکب زنا ہو رہا ہے ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے کافر ہو گیا ہے یا مسلمان رہا؟ اس سے تعلق کس درجہ کا ناجائز ہے؟
(۲) ایک شخص ایک فاحشہ عورت سے مرتکب زنا ہے یعنی رنڈی سے۔ اس رنڈی کی ایک لڑکی ہے نہیں معلوم کہ اس شخص کے نطفے سے ہے یا اور کسی شخص کے نطفے سے۔ غرضیکہ شخص مذکور رنڈی مذکورہ سے بھی اور اس کی بیٹی سے بھی مرتکب زنا ہے اس زانی کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۹۳) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا فاسق ہوتا ہے ہاں اگر ماں بہن وغیرہ محرمات کے ساتھ زنا کو حلال بھی سمجھے تو کافر ہو جائے گا(۱) لیکن یہ بات مسلمان کی طرف بلا کسی قوی دلیل کے منسوب نہیں کر سکتے اسی طرح دوسری صورت کا جواب ہے کہ ان دونوں صورتوں میں زانی مذکور فاسق ہے شریعت محمدیہ میں اس پر حد زنا لازم ہے لیکن اقامت حد(۲) کا زمانہ نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ زجراً و تنبیہاً ایسے شخص سے تعلقات اسلامیہ سلام کلام مخالطت وغیرہ ترک کر دیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اس کی توبہ کا خلوص قرائن سے معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے مجانبت قائم رکھیں(۳) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مولوی، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے، جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے

(سوال) ایک شخص نے ایک گاؤں والے کی بکری سے زنا کیا اب اس گاؤں والے کی بکری کو کیا کیا جائے اس سے نفع حاصل کیا جائے یا نہیں اور زانی کے لئے کیا حکم ہے اور اس حیوان کا تاوان کس کو دینا پڑے گا؟

(جواب ۱۹۴) جس کی بکری سے زنا کیا گیا اس کو ذبح کر ڈالنا چاہئے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں اور زانی کو صرف زجر و تنبیہ کی جائے۔ ولا يحد بوطئ بهيمة بل يعزر و تذبح ثم تحرق

(۱) من استحل حراماً قد علم في دين النبي ﷺ تحريمه كنكاح المحارم فكافر (رد المحتار، باب المرتد، مطلب استحلال المعصية كفر ۲/ ۲۹۲ ط سعيد)
(۲) فيشترط الإمام لاستيفاء الحدود (رد المحتار، فصل فيما يوجب الحدود ۶/ ۵۴۹ ط سعيد)
(۳) قيل هذا لبيان السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها وقال المهلب غرض البخاري في هذا الباب أن يبين صفة الهجران الجائز وأنه يتنوع بقدر الجرم فمن كان من أهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمة كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ۱۰/ ۴۱۵ ط مكتبه مصطفى مصر)

ویکرہ الانتفاع بھا حیۃ و میتۃ (درمختار) قیمت کا تاوان زانی سے [illegible] قال فی الحاشیہ
کان لصاحبھا ان یدفعھا الیہ بالقیمۃ (رد المحتار) [illegible] نہیں [illegible] جانور [illegible]
[illegible] زانی سے [illegible] قیمت [illegible] زانی [illegible] قیمت [illegible]
نہیں [illegible] قیمت [illegible]

(جواب دیگر) [illegible] زانی [illegible] قیمت [illegible] معلوم [illegible]
[illegible] غفرلہ [illegible]

دارالحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی' ان سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے

(سوال) [illegible] صورت ہذا دار الحرب [illegible] حکم شرعی [illegible] مستفتی نمبر ۱۱۱۲ محمد عبدالحکیم صاحب (مالدہ) ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۶ء

(ترجمہ) [illegible] شادی شدہ عورت [illegible] دارالحرب میں ایسی صورت [illegible] شرعیہ کا اجرا ممکن نہیں تو علمائے دین [illegible] کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۹۵) تنفیذ حدود شرعیہ در دارالاسلام [illegible] دارالحرب [illegible] شاہ اسلام نیز تنفیذ حدود شرعیہ نمی تواند [illegible] کہ دارالحرب است امکان اقامت حدود معدوم (۳) علماء امت را لازم کہ زانی و زانیہ [illegible] قطع تعلق [illegible] کنند یعنی تا وقتیکہ زانی و زانیہ توبہ نکنند بایشاں تعلقات معاشرت ندارند۔

(ترجمہ) حدود شرعیہ کی تنفیذ دار الاسلام میں ہو سکتی ہے دارالحرب میں بادشاہ اسلام بھی حدود شرعیہ کا نفاذ نہیں کر سکتا [illegible] دارالحرب ہے اس میں اقامت حدود ممکن نہیں ہے علمائے امت پر

(۱) باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ مطلب فی وطء الدابۃ ٤/٢٦ ط سعید
(۲) حوالہ بالا
(۳) [illegible] فی دار الاسلام [illegible] لا یحتص بما یوجب الحد ٤/٥ ط سعید)
(٤) قال المھلب [illegible] البخاری [illegible] الھجران [illegible] فی لعقیب [illegible] الھجران [illegible] کعب [illegible] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب ما یجوز من الھجران لمن عصی ١٠/٤١٥ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

لازم ہے کہ زانی وزانیہ کو اپنی طاقت بھر زجر کریں جو قانون وقت سے متصادم نہ ہو اور مقصود حاصل نہ ہو جائے یعنی جب تک زانی وزانیہ توبہ نہ کریں اس وقت تک کوئی ان سے میل جول نہ رکھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا زانی اور زانیہ کو قاضی کے فیصلے کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ کسی شخص کو زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا تو زید زانی و زانیہ کو بلا فیصلہ قاضی قتل کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر سکتا تو دونوں کو کیا سزا دینی چاہئے اور اگر زانی توبہ کر لے تو کیا جائز ہے کہ توبہ کرنے پر اس کو معافی دے دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۳ [illegible] صاحب (سندھ) ۱۲ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۶) زانی کو اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو خود قتل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ قانون کا اپنے ہاتھ میں لینا ہے قاضی کے سامنے پیش کرے لیکن اگر جوش غضب میں خود قتل کر دے تو عند اللہ اس پر مواخذہ نہ ہوگا ہاں قانونی مجرم قرار دیا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے.

(سوال) ایک شخص کا اپنے غیر کی زوجہ سے ناجائز تعلق ہے اب اس نے اس الزام سے بچنے کے لئے اس عورت کا نکاح بھی کر دیا ہے مگر شوہر کے پاس نہیں بھیجا اس کے متعلق مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے یعنی اس کے ساتھ تعلقات رکھیں یا منقطع کر دیں اور شوہر بھی کچھ نہیں کرتا کیا نہیں کہ وہ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کہتا۔ المستفتی نمبر ۱۹۴۳ [illegible] حسین صاحب (ریاست جیند) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۷) یہ شخص بدکار ہے جو غیر کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے وہ فاسق ہے اس سے قطع تعلق کر دینا چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) [illegible] ط ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت [illegible] عینی ۱۰/۱۵ ط مکتبہ مصطفی مصر)

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے؟

(سوال) ایک مسلمان بالغ نے ایک شیر دار بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے اسلامی حکومت ہو تو اس آدمی کو کیا سزا دی جائے اور اس بھینس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق دہلی گیٹ ۸ رمضان ۱۳۵۶ھ

(جواب ۱۹۸) بھینس کے ساتھ حرام کاری کرنے والا گنہ گار ہے جانور تو غیر مکلف اور بے سمجھ ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اس خیال سے کہ لوگ اس جانور کو دیکھ کر یہ کہا کریں گے کہ اس سے ساتھ فلاں شخص نے بدکاری کی تھی تو اس برے کام کا ذکر باقی رہے گا اس جانور کو ذبح کر کے دفن کر دینے کا حکم کیا ہے جانور کا مالک کوئی اور ہے تو اس کو پوری قیمت حرام کار سے دلوائی جائے گی اور یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے جانور کو کام میں لا سکتا ہے اور حرام کار کو تعزیر دی جائے گی انگریزی حکومت میں تعزیر نہیں ہو سکتی ہے تو اس سے میل جول اور کھانا پینا بند کر دیا جائے یعنی لوگ اس کو کھانے میں شریک نہ کریں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساس سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

(سوال) کالو نے مولوی محمد حمید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ مولوی صاحب نے دریافت کیا کاہے کی معافی دوں؟ کالو نے کہا کہ مجھ سے جو الزام لگایا ہوا ہے کہ میں نے ساس سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرو۔ بعد ازاں اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوحہ کالو) میری ماں بہن۔ مولوی صاحب نے کہا تین طلاق دے۔ پھر کالو نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ دیا۔ المستفتی نمبر ۲۰۷۰ معرفت مولوی محمد انور جھانسی۔ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۹) اقرار زنا سے ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے مجلس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا یعتبر اقرارہ عند غیر القاضی ممن لا ولایۃ لہ فی اقامۃ الحدود ولو کان اربع مرات حتی لاتقبل الشہادۃ علیہ بذلک کذلک فی التبیین ولا بد ان یکون الاقرار صریحا (عالمگیری) (۲) والاقرار ان یقر البالغ العاقل علی نفسہ بالزنا اربع مرات فی اربعۃ مجالس المقر کذا فی الہدایۃ (عالمگیری) (۳) لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں اور حرمت زوجہ یا ثبوت حرمت مصاہرۃ کے لئے یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے

(۱) ولا یحد بوطء بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق (تنویر الابصار وشرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ (قولہ وتذبح ثم تحرق) ای لقطع امتداد التحدث بہ کلما رؤیت ولیس بواجب ... فان کانت لغیرہ الواطی یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح ہکذا قالوا ولا یعرف ذلک الا سماعا فیحمل علیہ (باب الوطء الذی یوجب الحدود الذی لا یوجبہ مطلب فی وطء الدابۃ ۴/ ۲۶ ط سعید)
(۲) فتح الباری لابن الحجر المرجع السابق ۱۰/ ۴۱۵ ط مصر
(۳) عالمگیریہ، الباب الثانی فی الزنا ۲/ ۱۴۳ ط ماجدیہ کوئٹہ
(۴) الباب الثانی فی الزناء ۲/ ۱۴۴ ط ماجدیہ، کوئٹہ

قرار سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور اس کے لئے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرجل ما فعلت بام امراتك قال جامعتها قال ثبت حرمة المصاهرة قیل ان کان السائل والمسئول هازلین قال لا یتفاوت ولا یصدق انه کذب کذافی المحیط (عالمگیری ص ۹۲۴ ج ۱)(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

آٹھواں باب
متفرقات

بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے مجرم ہیں گناہ گار ہیں۔

(سوال) یہاں گوا میں ایک افسوسناک واقعہ درپیش ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک جنازہ گورستان پہنچنے پر بوقت نماز جنازہ شیخ یعقوب نامی ایک شخص نے جملہ حاضرین کے روبرو یہ اعلان کیا کہ حاضرین میں سے ایک شخص مسمی شیخ حسین زانی ہے اس لئے اگر وہ شخص نماز جنازہ میں شریک ہو تو ہم نماز میں شریک نہ ہوں گے حاضرین میں سے اس کا ثبوت شیخ یعقوب سے طلب کرنے پر اس نے جواب یہ دیا کہ قاضی محمود صاحب (جو اس وقت حاضرین میں شریک نہیں تھے) نے چار اشخاص کے روبرو مذکور شیخ حسین زانی ہے ایسا کہا تھا ان چار اشخاص میں سے جو تین حاضرین میں شریک تھے ان سے دریافت کئے جانے پر انہوں نے اس کی تائید کی اس پر شیخ حسین نے یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ ذاتی اختلافات کی بنا پر مجھ پر یہ جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں آخر الامر جب طرفین میں سخت گفتگو شروع ہوئی تو جھگڑے کا اندیشہ ہونے پر حاضرین نے شیخ حسین کو آئندہ فیصلہ تک صبر اختیار کرنے کے سمجھوتہ کرتے ہوئے اور تسلی دیتے ہوئے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے روکا۔

بعد ازاں جب قاضی محمود صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا انہوں نے مذکور شیخ حسین کو کبھی زانی کہا تھا مگر جناب قاضی صاحب نے صاف طور پر انکار کیا کہ میں مذکور شخص کو کبھی ہرگز زانی نہیں کہتا ہوں اس امر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ شیخ یعقوب اور مذکورہ گواہوں نے شیخ حسین کو تمام مسلمانوں میں بدنام و رسوا کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بذات خود اپنی ہی طرف سے اس پر عائد کئے ہیں جس کی کوئی اصل یا تصدیق ثابت نہیں ہے۔

اور مدعی شیخ حسین جماعت المسلمین سے اس انصاف کا خواستگار ہے اس صورت میں اول دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور شیخ یعقوب اور اس کی تائید کرنے والے تین اشخاص کے اس طرح جھوٹے الزام کے عائد کرنے کے جرم میں ان کے ساتھ شرعی قانون سے کیا کیا جائے؟

---

(۱) القسم الثانی : المحرمات بالصهرية ۱/۲۷۶ ط ماجدیه' کوئٹه

ثانیاً امر دریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ اعلان پر شیخ حسین کو نماز جنازہ سے روکنا شرعی قانون سے کہاں تک درست ہو سکتا ہے چونکہ یہ فیصلہ آنجناب کے امر مبارک پر منحصر اور ملتوی رکھا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک عجیب تشویش پیدا ہوگئی ہے تمام مسلمان آنجناب کے امر کے تحت منتظر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۸ شیخ ابراہیم شیخ محمود مجاور نواگاؤں ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) اگر کوئی شخص زانی بھی ہو جب بھی وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ حکم نہیں ہے کہ زانی نماز میں شریک نہ ہو یا زانی شریک ہو جائے تو اور لوگ شریک نہ ہوں یہ بات جس نے کہی اس نے شریعت کا حکم صحیح نہیں بتایا شیخ حسین کو جماعت کے روبرو زانی بتانے سے شیخ حسین کی بے عزتی ہوئی اور جب کہ خود شیخ محمود نے انکار کردیا کہ میں نے نہیں کہا تھا تو الزام بھی بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہو گیا اب جماعت کو ان چاروں آدمیوں کو شیخ حسین سے معافی مانگنی چاہئے ورنہ جماعت کو چاہئے کہ وہ اعلان کردے کہ شیخ حسین پر الزام زنا کا ثبوت نہیں ہوا اور یہ چاروں آدمی قوم کے سامنے شیخ حسین کے مجرم ہیں جب تک معافی نہ مانگیں ان کی کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) وھو حد القذف (لغة الرمی و شرعاً الرمی بالزنا، وھو من الکبائر (الدر المختار مع رد المحتار ٤/٤٣ ط سعید) وفی المرقاة: قسم یکفر بالتوبة و بدونها تحت المشیئة وھو الکبائر من حق الله تعالی و قسم یحتاج الی الترد وھو حق الادمی والمراد منه فی الدنیا بالاستحلال او رد العین او بدله (مرقاة المصابیح شرح مشکوة المصابیح، باب الکبائر ١/١٢١ ط امدادیه ملتان)

كتاب الاكراه والاضطرار

پہلا باب

مجبوری میں ارتکاب کفر

حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے

(سوال) کوئی مسلمان بوقت اکراہ واضطرار بذریعہ شرک وکفر اپنی جان بچا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵ مولوی محمد حسن صاحب (ٹل پور) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب) (از مولوی عبدالحلیم شاہ) قانون محمدی کی رو سے بوقت مجبوری شرک وغیرہ کے مرتکب ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل مطمئن ہو۔ ملاحظہ ہو آیت من کفر بالله من بعد ایمانه الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان (۱) الآیة (سورۃ نحل) شرک وغیرہ از قسم حرام ہے اور حرام سے بچنا چاہئے مگر حالت اضطرار میں رخصت ہے ملاحظہ ہو آیت وقد فصل لکم ماحرم علیکم الا ما اضطررتم الیه (سورہ انعام) بخاری شریف (۲) ص ۱۰۲۶ جلد ۲ میں ہے کہ مجبور ضعیف ہوتا ہے جو اپنے ضعف کے باعث امر الٰہی کو ترک کرتا ہے (یعنی حرام کام کا مرتکب ہوتا ہے) بہذا ضعیف کو اللہ تعالیٰ نے معذور فرمایا ہے۔ مرقاۃ (۳) شرح مشکوۃ ص ۱۱۱ ج اول میں ہے کہ اما باعتبار اصل الجواز فیجوز له ان یتلفظ وان یفعل ما یقتضی الکفر کسب الاسلام و سجود الصنم اذا هدد ولو بضرب شدیدا واخذ مال له وقع کما افاد ذلک قوله تعالی من کفر بالله من بعد ایمانه الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان الآیة یعنی اگر کسی شخص کو دھمکی دی جائے اگرچہ ضرب شدید یا اخذ مال کی ہو تو اس کے لئے کلمہ کفر کا تلفظ اور ایسے کام کا ارتکاب کہ جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے اسلام کو گالی دینا یا بت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول من کفر بالله من بعد ایمانه سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ احقر عبدالحلیم شاہ۔ مقام بدھوانہ ڈاکخانہ ... ضلع جھنگ

(جواب ۲۰۱) (از حضرت مفتی اعظمؒ) محرمات شرعیہ کئی قسم کے ہیں ان میں سے بعض تو حالت اضطرار میں جائز ہو جاتے ہیں اس طرح کہ اگر ان کو کام میں نہ لائے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہو جیسے خنزیر یا میتہ کو بوقت اضطرار اگر آدمی استعمال کرتا کہ اگر استعمال نہ کرے اور اپنے نفس کو ہلاک ہو جانے

---

(۱) النحل : ۱۰۶

(۲) قال ابو عبدالله فعذر الله المستضعفين الذين لا يمتنعون من ترك ما امر الله به ، والمكره لا يكون الا مستضعفا غير ممتنع من فعل ما امر به (صحيح البخاري ، باب قول الله الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان ۲ / ۱۰۲۶ ط قديمي كتب خانه ' كراچي)

(۳) باب الكبائر ۱ / ۱۳۱ ط امداديه ' ملتان

ے تو گناہ گار ہو۔ دوسری قسم وہ کہ اگر ان کو استعمال کرے تو مباح ہو یعنی مواخذہ نہ ہو اور استعمال نہ
رے اور جان دے دے تو موجب اجر و ثواب ہو جیسے کلمہ کفر کہنے یا بت کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا جائے تو
ز حیلہ دل میں ایمان قائم رہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی نیت کرلے کلمہ کفر زبان سے
ہ دینا اور بت کے سامنے سجدہ کرلینا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر انکار کردے اور قتل کردیا جائے یا کوئی عضو
ٹ دیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے تیسری قسم وہ ہے جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتی جیسے کسی پر
ں کا اکراہ کیا جائے کہ اپنے باپ یا بیٹے یا بیوی کو یا اور کسی محقن الدم انسان کو قتل کردے تو اس کو ہرگز
باح نہیں کہ اس کو قتل کردے بلکہ اکراہ پر صبر کرے خواہ خود قتل کردیا جائے قرآن مجید کی آیت
لامن اکرہ دوسری قسم کے متعلق ہے اور فمن اضطر غیر باغ ولا عاد پہلی قسم کے متعلق ہے ان
نوں میں ایک جان (مکرہ) بچانے کیلئے شریعت مقدسہ نے امور کی اجازت دے دی ہے مگر تیسری قسم
ں ایک جان بچانے کے لئے دوسری جان کو ہلاک کرنا لازم ہوتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

حالت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے۔

(سوال) جب کسی تنہا مسلمان کو کفار گھیر لیں اور سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں کہ کلمات کفر و
ک زبان سے کہہ دو ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالیں گے اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دل کو ایمان
قائم رکھ کر اتنا کہہ کردے تو کیا وہ شرعاً کافر و مشرک ہو جائے گا بدلیل آیت الامن اکرہ و قلبہ
مطمئن بالایمان اور بدلیل عبارت در مختار و رد المحتار جلد دوم کتاب الاکراہ ص ۹۲ و ۹۳ اور بحر الرائق
مدیہ جم احکام المرتدین۔ وتفسیر وغیرہ المستفتی نمبر محمد اسحٰق دیوبندی ۵ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۷
توبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۰۲) ہاں اضطرار کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر و شرک کہہ دینے کی رخصت ہے دل
مطمئن بالایمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک ادا کردیا جائے تو متلفظ کافر نہیں ہوتا اور نہ کہے اور
ا جائے تو یہ عزیمت ہے اور اس میں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) قال کرہ علی اکل میتہ او دم او لحم خنزیر او شرب خمر (تنویر الابصار) قال المحقق فی الشامیۃ (قولہ و ان
رہ علی اکل میتۃ) الاکراہ علی المعاصی انواع نوع یرخص فعلہ و یثاب علی ترکہ کاجراء کلمۃ الکفر و شتم
ی ﷺ و ترک الصلوۃ وکل ما ثبت بالکتاب و قسم یحرم فعلہ و یاثم باتیانہ کقتل مسلم او قطع عضوہ و ضربہ
ربا متلفا او شتمہ او اذیتہ و لو بہ و قسم یباح فعلہ و یاثم ترکہ کالخمر و ما ذکر معہ (رد المحتار کتاب
الاکراہ ۶/ ۱۳۳ ط سعید)

(۲) و ان اکرہ علی الکفر باللہ تعالیٰ و سب النبی ﷺ مجمع و قدوری بقطع او قتل رخص لہ ان یظہر ما امر بہ علی
سانہ و یوری و قلبہ مطمئن بالایمان ویوجر لو صبر (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ ای یؤجر اجر
شہداء (کتاب الاکراہ ۶/ ۱۳۴، ۱۳۵ ط سعید)

الجواب صواب۔ عبدالغفور غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صواب۔ خدابخش عفی عنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص نے کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کیا لیکن حقیقت میں اس نے اسلام ترک نہیں کیا بلکہ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا اور اسلام کے ارکان پر عمل پیرا ہے؟

(جواب ۲۰۳) ترک اسلام یا اجرائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جان کا خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطرار کی حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و یقین بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب
بیچارگی میں ارتکاب حرام

حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم

(سوال) سخت تکلیف پر کوئی مدد دینے والا نہ ہو اس وقت مجبوراً سود سے پیسے روپے لے یا بغیر سود کے ذریعے سے کسب کرے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۰۰ مولوی محمد عبدالحفیظ (ضلع نیل گیری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۰۴) اضطرار کی حالت میں جب کہ تین فاقے ہو چکے ہوں بقدر سد رمق سودی رقم قرض لینا مباح ہے اس سے زیادہ رقم لینا یا اس سے کم ضرورت میں لینا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) حوالہ بالا

(۲) قال اللہ تعالیٰ: فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم ... غیر باغ ولا عدوان وهو مجاوزة الحد ... ولا یأکل الا العفة ویحمل معه ما یسعه الحلال (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۶، ۱۷۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

مسلمان ماہر معالج بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتادے
تو شراب سے علاج کی اجازت ہے.

(سوال) اگر انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب کے اور کوئی نہیں یا کسی بیماری سے متعلق ہو کہ خطرہ ہے ورنہ تب تک تحقیق کی ہو انگریزی اطباء یہ بتا دیں کہ آخری علاج یہ ہے کہ چند قطرے شراب کے دیں تو یہ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۹ ... ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۵) شراب حرام اور نجس ہے اس سے علاج کرنا بھی جائز نہیں لیکن اس شرط سے کہ کوئی مسلمان طبیب یا ڈاکٹر یہ کہے کہ بیماری کی شفا اسی میں منحصر ہے اور کوئی دوا اس کے لئے مفید نہیں غیر مسلم ڈاکٹر کا قول کافی نہیں۔ یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتۃ للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان شفاءہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ وھل یجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی فیہ وجہان انتہی مختصراً (رد المحتار)(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ۶/۳۸۹ ط سعید

كتاب اللقيط و اللقطه

پہلا باب
پڑی ہوئی چیز پانا

ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے

(سوال) رہگذر پر اگر کوئی ایک پیسہ پڑا ہو تو اس کو خود اپنے مصرف میں لے یا مالک کو تلاش کر کے دے؟ یہاں ایک مولوی صاحب سے معلوم ہوا کہ ایک پیسہ حلال ہے مالک کو دینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس سے زیادہ رقم ہو تو مالک کو تلاش کرے۔
المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ صاحب۔ ضلع غازی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۶) اگرچہ پڑی ہوئی چیز ایک پیسہ ہی ہو اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کو دے دی جائے ہاں کم قیمت چیز کے مالک کی تلاش زیادہ دنوں تک ضروری نہیں ہے۔(۱) مالک نہ ملے تو پانے والا اگر غریب ہو تو خود خرچ کر سکتا ہے غنی ہو تو کسی فقیر کو دے دے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کیا جائے

(سوال) دوکان پر جو بیوپاری مال خریدنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بازار سے خرید کر مال رکھتے ہیں ان میں سے وہ اکثر چیزیں بھول جاتے ہیں وہ چیزیں امانت کر کے رکھ لی جاتی ہیں یہ بھولی ہوئی چیزیں کب تک امانت کر کے رکھی جائیں اور ان بھولی ہوئی چیزوں کا کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۲۹۷ حاجی محمد اسماعیل۔ دہلی ۵ اجمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۷) اگر ان بھولی ہوئی چیزوں کا مالک معلوم ہو تو اسے اطلاع کر دینی ضروری ہے اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو پھر اتنے دنوں تک انہیں محفوظ رکھا جائے جتنے دن مالک واپس کی تلاش و فکر رکھنے کا ظن غالب ہو اور پھر اس کے بعد ان چیزوں کو اس نیت سے صدقہ کر دیا جائے کہ ان کا ثواب مالک کو پہنچے(۲) صدقہ کرنے کے بعد بھی اگر مالک معلوم ہو جائے اور وہ طلب کرے تو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔(۳)

---

(۱) ویکفیه ان یقول من سمعتموه ینشد لقطة فدلوه علی، و عرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی الجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها ... فینتفع الرافع بها لو فقیرا و الا تصدق بها (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار، کتاب اللقطة ٤/ ٢٧٨، ٢٧٩ ط سعید)
(۲) حوالہ بالا
(۳) فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله و بعد هلاکها وله ثوابها و تضمینه (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار، کتاب اللقطة ٤/ ٢٨٠ ط سعید)

ملی ہوئی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا
محتاج ہو تو خود استعمال کرے ورنہ کسی فقیر کو دیدے

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری لڑکی کو ایک کپڑے میں بندھا ہوا ایک زیور نقرئی شارع عام پر پڑا ہوا ملا جس وقت سے اٹھا کر لائی ہے مالک کی تلاش ہے مگر اب تک کوئی مالک نہیں ملا اب کیا کیا جائے؟

(جواب ۲۰۸) مالیت کے لحاظ سے اتنی مدت تک مالک کی تلاش جاری رکھی جائے جب تک اس بات کا گمان غالب ہو کہ مالک کو اس کی فکر ہوگی اس کے بعد اگر پانے والا خود حاجت مند ہو تو خود خرچ کرے اور خود غنی ہو تو فقرا پر صدقہ کردے اور دونوں صورتوں میں اس کی مخصوص علامتیں یاد رکھنا ضروری ہے تاکہ اگر مالک آجائے اور مخصوص علامتیں بتا کر باور کرادے کہ اس کی چیز تھی تو اس کو قیمت ادا کی جائے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ حاشیہ ۱-۳)

كتاب اليمين والنذر

پہلا باب
عہد و پیمان اور حلف
فصل اول۔ حلف کی تشریحات

دوسرے کے قسم دینے پر بہ نیت قسم "ہاں" نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی

(سوال) کسی دوسرے کے قسم دینے سے قسم ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تم اپنے خدا کی قسم اس کام کو انجام دے دو تو اس زید کے قسم دینے سے عمرو پر قسم آیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۰۹) اس طرح کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی لیکن اگر جس کو قسم دی گئی ہے اس نے حلف کی نیت سے ہاں یا جی ہاں کہہ دیا تو قسم ہو جائے گی فان نوی الاستحلاف فلا شئی علی واحد منهما خانیه و فتح ای لان المخاطب لم یجبه بقوله نعم حتی یصیر حالفا انتهی
(ردالمحتار ص ۱۵۰ ج ۳) (۱) الخامس ان یرید المبتدی الاستحلاف والمجیب الحلف والمجیب حالف لاغیر (ایضاً) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا

(سوال) قرآن شریف کی قسم اگر کوئی شخص کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے تو اس کے ذمہ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں اور یہ قسم ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۰) جو شخص قرآن شریف کی قسم کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا (در مختار) وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین وبه اخذ جمهور مشائخنا اه (ردالمحتار) (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا.

(سوال) کسی شخص نے کہا کہ تیرے گھر کا کھانا اور پانی مجھ پر حرام ہے اور پھر خلاف وعدہ ہوا اس کہنے کے بعد اگر کھانا وغیرہ کھائے تو حانث ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) کتاب الایمان' مطلب قال لتفعلن کذا فقال نعم' ۳ /۷۴۹' ط سعید
(۲) حوالہ بالا
(۳) کتاب الایمان' مطلب فی القرآن ۳ /۷۱۲ ط سعید

(جواب ۲۱۱) کسی کا یہ کہنا کہ تیرے گھر کا کھانا مجھے حرام ہے یمین ہے اب اگر اس کے بعد کھانا کھا لیا تو وہ اس یمین میں حانث ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ حرم على نفسه شيئاً ثم فعله باكل او نفقة كفر ليمينه (درمختار ملتقطا)(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں

(سوال) زید نے عمرو سے کسی معاملہ میں یہ عہد کیا کہ تم یہ کام کرو میں اس معاملہ میں تمہاری پوری مدد کروں گا عمرو اچانک حادثہ کی وجہ سے مجبور کئی روز تک نہ مل سکا زید کے پاس عمرو کے مخالفین آئے اور اس پر زور ڈالا کہ تم ہماری مدد کرو زید نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر عمرو نہ آیا تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اگر عمرو آیا تو نہ تمہاری مدد کروں گا نہ عمرو کی مدد کروں گا اب عمرو زید کے پاس آیا اور اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ اچانک حادثہ بیان کی زید کہتا ہے کہ میں نے تمہارے مخالف سے غیر جانبدار رہنے کا عہد کر لیا ہے عمرو کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے پہلے عہد کیا ہے میرا عہد پورا کرو اگر میرے عہد کے بعد دوسرا عہد کیا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے لہذا زید علماء سے دریافت کرتا ہے کہ مجھ پر کون سے عہد کی پابندی لازم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۵ امین الدین صاحب دہلی۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ م ۷ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۲) معاہدہ جب کہ وہ کسی معصیت اور خلاف شرع امر پر نہ ہو واجب الایفاء ہے اور ایک جائز معاہدہ کے بعد کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو صحیح نہیں اگر کسی شخص نے ایسے دو معاہدے کئے ہیں جن میں سے ایک دوسرے معاہدہ کی نقیض ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پہلے معاہدہ کو جب کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اور دوسرے معاہدہ کے مضمون سے پہلے معاہدہ کا مضمون خیر اور بہتر ہو پورا کرے اور بغیر عذر معقول شرعی کے اس سے انحراف نہ کرے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی

قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے

(سوال) جو مسلمان لوگوں کے روبرو قرآن مجید کے ساتھ حلف اٹھانے کے بعد جو اپنے معاہدے سے

---

(۱) کتاب الایمان' مطلب فی تحریم الحلال' ۳/ ۷۲۹-۷۳۰ ط سعید

(۲) لان المواعيد قد تكون لازمة لحاجة الناس (الدر المختار) قال المحقق في حاشيته: قوله: المواعيد قد تكون لازمة، قال في البزازية في اول كتاب الكفالة: ذكر كفالة معلقة بأن قال: إن لم يؤد فلان فأنا أدفعه إليك ونحوه يكون كفالة لما علم أن المواعيد باكتساء صور التعليق تكون لازمة (باب الصرف مطلب في بيع لؤلؤة ۵/ ۲۷۷ ط سعید)

پھر جانے کے بعد ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو دینی و دنیاوی تعلقات رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۹ منظور علی (دہلی) ۷ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۳) حلف کرنے کے بعد کسی بغیر کسی عذر شرعی کے پھر جانا سخت گناہ ہے جن لوگوں نے حلف بلا وجہ توڑا وہ گناہگار ہیں اگر حلف کسی جائز امر کے متعلق تھا اور حلف شکنی سے مذہب یا قوم کو کوئی ضرر پہنچا تو مسلمانوں کو حق ہے کہ حلف توڑنے والوں سے مقاطعہ کریں (۱) فقط محمد کفایت اللہ دہلی

"بیوی سے زندگی کروں گا تو اس کے نطفہ سے ہوں گا" کا حکم

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ ہر دو میں فساد ہوا زید کی والدہ نے زید سے شکایت کی۔ زید نے سخت غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا کہ "اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اس کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ محمد یٰسین خان (ضلع امراوتی) ۱۹ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری کے تعلقات رکھ سکتا ہے (۳) اور اس کو قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر دے دے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے درپے رکھ لے (۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا تیتر کھانے سے حانث نہ ہوگا

(سوال) زید نے یہ لفظ کہہ کر قسم کھائی کہ اگر میں گوشت کھاؤں تو سور کھاؤں اور گوشت میں بکری بھیڑ گائے بھینس اور مرغ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اب زید اس قسم کی وجہ سے ہر ایک حلال جانور کا گوشت مطلق نہیں کھاتا ہے تو اس کا (زید کا) یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً ایسے شخص کے واسطے کیا حکم

---

(۱) ونوع منه يجب اتمامه لو فيه وهو ان يعقد على فعل طاعة امر به او امتناع عن معصية وذلك فرض عليه قبل اليمين وباليمين يزداد وكادة (عالمگیریه الباب الاول في تفسيرها شرعا وركنها وشرطها ۲ / ۵۲ ط ماجديه كوئته)

(۲) قال المهلب غرض البخاري في هذا الباب ان يبين صفة الهجران الجائز وانه يتنوع بقدر الجرم فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمة كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباري شرح صحيح البخاري باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ۱۰ / ۴۱۵ ط مكتبه مصطفى مصر)

(۳) ونوع لا يجوز حفظها وهو ان يحلف على ترك طاعة او فعل معصية (عالمگیریه الباب الاول في تفسيرها شرعا وركنها وصفتها ۲ / ۵۲ ط ماجديه كوئته)

(۴) (وكفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن ... وان عجز عنها وقت الاداء (تنوير الابصار مع رد المحتار مطلب كفارة اليمين ۳ / ۷۲۵ - ۷۲۶ ط سعيد)

ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۲ قمر الدین قصبہ ونی (ضلع میرٹھ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) اگر زید مرغ نہیں کھاتا تو یہ اس کے لئے جائز ہے یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور گائے بھینس بکری وغیرہ کا گوشت کھاتا تو اس کی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا دینا ہے یا دس ... قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دینا بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حلف بالقرآن جائز ہے حانث ہونے پر کفارہ دینا لازم ہوگا

(سوال) حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں اور بصورت جواز کیا کفارہ ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۳ میاں سراج الدین (ضلع گوجرانوالہ) ۲۵ صفر ۱۳۵۷ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب)(۱) حلف بالقرآن جائز ہے کیونکہ بمعنی کلام اللہ ہے اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس زمانے میں حلف بالقرآن متعارف بھی ہے۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن متعارف فیکون یمینا (درمختار) اس کے علاوہ اس کے متعلق علامہ شامی رد المحتار میں یہ لکھتے ہیں (قوله قال الکمال الخ) مبنی علی ان القرآن بمعنی کلام اللہ فیکون من صفاته تعالی کما یفیده کلام الهدایة حیث قال ومن حلف بغیر اللہ تعالی لم یکن حالفا کالنبی والکعبة لقوله علیه الصلوة والسلام من کان منکم حالفا فلیحلف باللہ او لیذر وکذا اذا حلف بالقرآن لانه غیر متعارف اه فقوله وکذا یفید انه لیس من قسم الحلف لغیر اللہ تعالی بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غیر متعارف ولو کان من القسم الاول کما هو المتبادر من کلام المصنف والقدوری لکانت العلة فیه النهی المذکور او غیره لان التعارف انما یعتبر فی الصفات المشترکة لا فی غیرها وقال فی الفتح و تعلیل عدم کونه یمیناً بانه غیره تعالی لانه مخلوق لانه حروف وغیر المخلوق هو الکلام النفسی مع بان القرآن کلام اللہ منزل غیر مخلوق الخ وفی آخر هذه القول" و نقل فی الهدایة

---

(۱) ولا حنث فی حلفه لا یأکل لحما بأکل مرقه و سمک والالیة ... مع تسمیته فی القرآن لحما ... ولا یحنث ... بالعرف ... ولحم الانسان والکبد والکرش والریة والقلب والطحال ... لحم هذا فی عرف اهل الکوفة ... فی عرف ... ولا یحنث ... لا یسمی لحما فی عرف مصر ... علی عرف اهل الکوفة ... یختلف باختلاف العرف (کتاب الایمان، مطلب حلف لا یأکل لحما ۳/ ۷۷۱ ط سعید)

(۲) وکفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین ... (رد المحتار، مطلب فی کفارة الیمین ۳/ ۷۲۵ ط سعید)

(۳) ... الحنث ... (عالمگیریة، الباب الاول فی تفسیر ها ورکنها و صفتها ۲/ ۵۲ ط ماجدیه کوئٹه)

عن المضمرات وقد قیل هذا فی زمانهم اما فی زماننا فیمین وبه ناخذ وبامرو نعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین و به اخذ جمهور مشائخنا اه فهذا مؤید لکونه تعورف الحلف بها کعزة الله و جلاله (رد المحتار ص ۵۶ ج ۳) (۱)

(۲) بر تقدیر حانث ہو جانے کے وہی کفارہ اس پر لازم آئے گا جو حلف توڑنے والے پر لازم آتا ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس محتاجوں کو کھانا دو وقت کھلائے یا دس محتاجوں کو پوشاک دے دیوے بجائے کھانا کھلانے کے اگر دس محتاجوں کو ساڑھے سترہ سیر گیہوں دیدے یعنی ہر ایک محتاج کو پونے دو سیر گیہوں دے دے تو جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اصل مذہب تو یہی تھا کہ حلف بالقرآن معتبر نہیں لیکن فقہائے متاخرین نے اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن سے مراد کلام اللہ جو صفت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کی حلف بالقرآن کو معتبر قرار دے دیا ہے متاخرین کے قول کے موافق حلف بالقرآن پر حانث کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور کفارہ وہی ہے جو جواب بالا میں تحریر ہے(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی.

(سوال) (۱) میں قرآن شریف کی قسم کھاتا ہوں اور میری مراد وہ حروف منظومہ اور الفاظ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے گئے ہیں اور جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں ہمیں سناتے ہیں اور جو کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیة ہے وہ میری مراد نہیں ہے تو کیا یہ میری قسم ہو جائے گی یا نہیں؟ علامہ کاشانی نے بدائع ص ۹ ج ۳ میں اس کے متعلق جو لکھا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ یہ حروف منظومہ اور آیات کہ جو رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہیں اور حفاظ قرآن ہمیں سناتے ہیں یہ کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیة ہیں اور بکر کہتا ہے کہ بے شک یہ کلام اللہ تو ہیں لیکن حادث ہیں خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہیں اس لئے کہ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد ص ۴۹ میں کلام اللہ کو مشترک لکھا ہے اور ان آیات اور حروف منظومہ کو مخلوق اللہ اور حادث کہا ہے اور صفت ازلیہ نہیں کہا ہے نیز بکر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ (۴) (الآیة) اور

(۱) کتاب الایمان، مطلب فی القرآن ۳/۷۱۲ ط سعید

(۲) وکفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یستر عامة البدن ... وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلثة ایام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار، مطلب کفارة الیمین ۳/ ۷۲۵، ۷۲۶ ط سعید)

(۳) مرجع سابق رقم ۱-۲

(۴) البقرة: ۷۵

جو کلام اللہ کہ خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور قائم بذاتہ تعالیٰ ہے اس کی تحریف اور اس پر تصرف ناممکن ہے تو آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے زید یا بکر؟

(۳) آپ نے جو فتویٰ کے اندر کلام اللہ کا ذکر کیا ہے کہ (قرآن مجید سے مراد حالف کے کلام اللہ کی ہے تو یہ قسم ہو جاوے گی) اس کلام اللہ سے آپ کی کیا مراد ہے وہ کلام جو صفت ازلیہ باری تعالیٰ کی ہے قائم بذاتہ یا کہ یہ حروف منظومہ اور آیت جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں سنایا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۴۶ مولوی محمد فاروق صاحب (ضلع گوجرانوالہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۷) (۱) اگر کوئی حالف اس تفصیل سے قسم کھائے جو آپ نے فرض کی ہے تو وہ قسم نہیں ہوئی کیونکہ اس میں محلوف بہ ایک ایسی متعین ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہے اور صاحب بدائع کی عبارت کا یہی مطلب ہے اور ان کی یہ تحقیق مذہب متقدمین کے مطابق ہے۔(۱)

(۲) زید کا یہ قول کہ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں یہ کلام اللہ ہے اس معنی سے صحیح ہے کہ یہ دال ہے کلام اللہ کا جو صفت ازلیہ ہے اس کا مدلول ہے اور عوام چونکہ دال ومدلول کا فرق نہیں سمجھتے اس لئے متاخرین نے قائل کے اس قول کو (میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں) قسم قرار دیدیا ہے کیونکہ اس میں لفظ قرآن دال اور مدلول دونوں کا محتمل ہو سکتا ہے(۲) انہوں نے زجراً وتغلیظاً مدلول پر حمل کرکے قسم ہو جانے کا فتویٰ دے دیا ہے "وهو الاليق للعوام" ہاں اگر زید کا مطلب یہ ہو کہ یہ الفاظ اور حروف جو ہماری زبان سے ادا ہوتے اور یہ آواز جو ہمارے منہ سے نکلی یہی حقیقۃً اللہ کی صفت ہے تو یہ بات خلاف ایمان ہے۔ (يسمعون كلام الله) میں کلام اللہ کا اطلاق اس معنی سے کیا گیا ہے جس معنی سے ہم کسی کی زبان سے نظام جہاں دار جہاں آفرین کی نسبت کہتے ہوں کہ میں نے فلاں شخص کی زبان سے سعدی کا کلام یا سعدی کا شعر سنا۔

(۳) میں نے کلام اللہ کا لفظ اسی سے لکھا ہے کہ عوام سے جب کہ وہ قرآن کی قسم کھاتے ہیں اگر دریافت کیا جائے کہ قرآن سے تمہارا کیا مطلب ہے اور وہ جواب میں کہیں کہ ہماری مراد کلام اللہ ہے تو یہ لفظ

(۱) ولو قال بالقرآن او بالمصحف او بسورة كذا من القرآن فليس بيمين لانه حلف بغير الله تعالى واما المصحف فلا شك فيه واما القرآن وسورة كذا فلان المتعارف من اسم القرآن الحروف المنظومة والاصوات المقطوعة المقطع حرص لا كلام الله الذي هو صفة ازلية قائمة بذاته منافية للسكوت والآفة (بدائع الصنائع، فصل واما ركن اليمين ۳ / ۸ ط سعيد)

(۲) قال الكمال: ولا يخفى ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يمينا (الدر المختار) قال المحقق في الشامية: قوله قال الكمال، مبني على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالى (رد المحتار، مطلب في القرآن ۳ / ۷۱۲ ط سعيد)

(۳) وحاصله ان غير المحلوف هو القرآن بمعنى كلام الله لصفته النفسية لا بمعنى الحروف المقروءة (رد المحتار، مطلب في القرآن ۳ / ۷۱۲ ط سعيد)

دال اور مدلول دونوں پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے تغلیظاً اس کو قسم قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جواب میں مصحف کو بتائیں کہ یہ مراد ہے تو اس کو قسم نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ مصحف یقیناً غیر اللہ اور حادث اور مخلوق ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مشروع کام کرنے کی قسم کا حکم

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) کسی اسلامی انجمن کے کام کو نہایت اخلاص سے کرنے کے لئے آپس میں بدظنی کے خیال کو دور کرنے کے لئے کارکنوں کا حلف اٹھانا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۱۸) کسی مشروع کام کرنے کا معاہدہ یا حلف کرنا ناجائز تو نہیں ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ وہ کام اگر ضروری (فرض یا واجب) ہے تو خود شریعت کا حکم اس کے لئے کافی ہے اور مسنون یا مستحب ہے تو معاہدہ یا حلف سے ایک قسم کی پابندی اور سختی عائد ہو جاتی ہے اور در صورت خلاف عہد شکنی یا حلف شکنی لازم آتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہو گا.

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہو اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر خلاف کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۲۱۹) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے(۳) اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے(۴) قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) حوالہ بالا رقم ۲ ۳

(۲) الیمین باللہ تعالی لا تکرہ ولکن تقلیلہ اولی من تکثیرہ (عالمگیریہ' الباب الاول فی تفسیر ھا شرعا ورکنہا وصفتہا ۲ ۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) حوالہ بالا

(۴) وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم بما یستر عامۃ البدن　　وان عجز عنہا وقت الاداء صام ثلثۃ ایام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار' مطلب کفارۃ الیمین ۳ ۷۲۵ ۷۲۶' ط سعید)

(۵) لا یقسم بغیر اللہ تعالی کالنبی والقرآن والکعبۃ (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ (قولہ لا یقسم بغیر اللہ تعالی) بل یحرم کما فی القہستانی (رد المحتار' قبیل مطلب فی القرآن ۳/ ۷۱۲ ط سعید)

"فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو" قسم کا حکم!

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۰ء)

(سوال) زید نے قسم کھائی کہ میں بکر کے یہاں کھانا پینا ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ وہ برادری سے خارج ہے اگر کھاؤں تو مجھے حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو (دونوں مسلمان ہیں) ایک ماہ بعد زید نے بکر کے یہاں کھانا کھایا اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب ۲۲۰) ایسی قسم جس کا توڑنا شرعاً مطلوب ہو توڑ دینا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ بکر کے یہاں کھانا پینا نہ کرنے کی قسم اگر کسی معقول وجہ پر مبنی نہ تھی تو اسے توڑ دینا بہتر تھا اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیہوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

فصل دوم۔ قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے۔

(سوال) ایک آدمی نے قسم کھائی مگر یہ نہیں کہ کس کا نام لیکر قسم کھائی تھی کہ جب تک منکوحہ عورت یعنی اپنی بیوی سے فرمائش نہ کرے وہاں تک اس سے صحبت نہیں کروں گا بعد اس کے بغیر کہے عورت کے صحبت کرلی اور قسم کھاتے وقت طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی تو اس شخص پر کفارہ کیا لازم ہوگا؟ وہ ہمیشہ آج تک صحبت کرتا رہا اور کفارہ بھی نہیں دیا اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۲۱) اگر قسم خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ کھائی ہو تو اس کا خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں(۲) اور جب کہ طلاق کو معلق نہیں کیا تو طلاق بھی نہیں ہوئی کفارہ قسم یہ ہے کہ یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ایک ایک جوڑا کپڑا دیا جائے اگر ان تینوں میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے لیکن اگر کوئی شخص غلام کے آزاد کرنے یا دس مسکینوں کو کھانا کپڑا دینے پر قادر ہو اور پھر بھی روزے رکھ لے تو کفارہ ادا نہ ہوگا(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نوع یتخیر فیہ بین البر والحنث والحنث خیر من البر فیندب فیہ الحنث (عالمگیریہ' الباب الاول فی تفسیرھا ورکنھا وشرطھا ۵۲/۲' ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۲) انظر المرجع الرابع صفحہ گذشتہ(۳) والحاصل ان الیمین ما یکون باسم من اسماء اللہ او بالصفات ما کان متعارف (خلاصۃ الفتاویٰ' الجنس الاول فی لفظ الیمین ۲/ ۱۲۵' ط سہیل اکیڈمی' لاہور)
(۴) وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یستر عامۃ البدن وان عجز عنھا وقت الاداء صام ثلاثۃ ایام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار' مطلب کفارۃ الیمین ۳/ ۷۲۵' ۷۲۶' ط سعید)

خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ان کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزہ رکھنا واجب ہے.

(سوال) ایک شخص ایک مجمع میں قسم کلام پاک کی کھا چکا کہ میں آئندہ آپ کے پاس نہیں آؤں گا اور پھر اس جگہ آجاتا ہے پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے یہ شخص جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ اچھوٹے دہلی ۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۲) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا.

(سوال) زید نے مسجد میں آنے سے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں نہیں آؤں گا بعد چند روز کے چند آدمی جاکر اس کو لے آئے تو اس صورت میں قسم کا کفارہ زید پر ہو گا یا لانے والوں پر کفارہ دس مسکینوں کو صبح و شام کھلانے سے ادا ہو گا یا اس طرح بھی گنجائش ہے کہ ایک غریب عاقل بالغ کو دس روز تک دونوں وقت کھلا دے اور بچوں کے کھلانے سے بھی ادا ہو گا کہ نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۳) زید نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں مسجد میں نہ جاؤں گا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے چلا گیا تو قسم کا کفارہ زید پر لازم ہو گا ان لوگوں پر لازم نہ ہو گا جو زید کو سمجھا کر مسجد میں لے گئے۔[1]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سچ بولنے کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہو گا.

(سوال) ایک شخص حاکم کی پیشی میں حیثیت گواہ پیش ہوتا ہے حاکم اس کو قرآن مجید پر ہاتھ رکھوا کر ان الفاظ سے قسم لیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اس کے بعد وہ جو کچھ پوچھا جاتا ہے جواب دیتا ہے اور اسی مجلس میں وہ شخص گواہی بیان کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ گواہ خلاف واقعہ کے شہادت دے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے یا بعد میں وہ جھوٹ کا اقرار کرے

---

(۱) ومن فعل المحلوف عليه مكرها او ناسيا فهو سواء (هدايه كتاب الايمان ۲ / ۴۷۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان) وفي العالمگيريه فيصح من المكره وكذا الحنث العمد فتصح من الخاطي والهازل (الباب الاول في تفسيرها شرعا وركنها وشرطها وحكمها ۲ / ۵۱ ط ماجديه كوئته)

تو آیا قسم مذکورہ بالا میں وہ حانث ہو جائے گا؟ یہ قسم منعقدہ کہلائے گی یا غموس؟ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ بالا قسمیں اور اس طرح قسم کھانے میں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم (خدا) یا کسی زبان میں ہو کہ میں اس کام میں شریک تھا اور فلاں فلاں آدمی بھی موجود تھا اور بات دراصل غلط اور بناوٹی تھی جو شہادت بیان یہ دے رہا ہے سب خلاف ہے کیا فرق ہے یمین اول منعقدہ ہے اور ثانی غموس ہے یہ دونوں غموس ہیں تو یہ لازم ہے یہ دونوں غمو ہیں کیا فرق ہے اور ان کا کیا حکم ہے اور بصورت یمین غموس علاوہ توبہ و استغفار کے کوئی تعزیر شرعی دی جا سکتی ہے کہ اس سبب کہ حلف کذب پر دی ہے تاکہ آئندہ وہ اور دیگر لوگوں کو عبرت اور تنبیہ ہو کہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور اپنی مذہبی قسم کو ہلکا اور معمولی کام نہ سمجھے جس سے اغیار کی نظر میں حقارت ہو۔ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد۔ نئی چھاؤنی۔ دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۴) ہاں یہ قسم ہو جاتی ہے اور اگر جھوٹ ہوئے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا یہ قسم آئندہ کی بات پر جھوٹ بولنے کے حق میں منعقدہ ہے(۱) اور دوسری قسم جو سوال میں مذکور ہے وہ غموس ہے(۲) یمین غموس پر تعزیر و تنبیہ کی جا سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا.

(سوال) ایک شخص کسی بارے میں قسم کھاوے تو اس کو قسم مذکورہ کا کفارہ دینا چاہیے اور اسی بارے میں چند قسمیں کھاوے تو اسکا کفارہ کیا ہے؟

(جواب ۲۲۵) ایک امر پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا ہے۔ وفی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع (کذا فی الشامی ص ۵۶)(۳) اور کفارہ غلام کو آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر ان تینوں چیزوں پر قدرت نہ ہو تو تین متواتر روزے رکھے کفارۃ الیمین عتق رقبۃ یجزئ فیہا ما یجزئ فی الظہار وان شاء کسا عشرۃ مساکین کل واحد ثوبا فما زاد وادناہ ما یجوز فیہ الصلوۃ وان شاء اطعم عشرۃ مساکین کالاطعام فی کفارۃ الظہار فان لم یقدر علی احد الاشیاء الثلثۃ صام ثلثۃ ایام متتابعات (۴) واللہ اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والمنعقدۃ وہو ان یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ او لا یفعلہ وحکمہا لزوم الکفارۃ عند الحنث (عالمگیریہ، الباب الاول فی تفسیرہا شرعا ورکنہا وصفتہا ۲/ ۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) غموس وہو الحلف علی اثبات شیء او نفیہ فی الماضی والحال یتعمد الکذب فیہ فہذہ الیمین یاثم فیہا صاحبہا وعلیہ الاستغفار والتوبۃ دون الکفارۃ (عالمگیریہ، الباب الاول فی تفسیرہا شرعا ورکنہا وصفتہا ۲/ ۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) کتاب الایمان، مطلب تتعدد الکفارۃ بتعدد الیمین ۳/ ۷۱۴ ط سعید

(۴) ہدایہ، فصل فی الکفارۃ ۲/ ۴۸۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

دوسرا باب
منت ماننا

بیماری سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم

(سوال) ایک شخص مسمی زید نے مرض میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نذر مانی کہ اگر شافی مطلق نے مجھے کامل صحت مرحمت فرمائی تو میں مقابل کی مسجد یا فلاں مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گا اب وہ شخص مذکورہ زید نے صحت پا کر یا قبل صحت تمام نمازیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے سوال یہ ہے کہ امراء و اغنیاء جو نماز میں شامل ہوتے ہیں وہ اس نذر کی شیرینی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۲۶) فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا یا شیرینی کھلانا اگر بطور ہبہ یا اباحت مقصود تھا تو یہ قربت مقصودہ نہیں ہے اور اگر بطور صدقہ مراد تھا تو چونکہ نمازیوں میں غنی اور محتاج دونوں شامل ہوتے ہیں اور تصدق علی الغنی صحیح نہیں ہوتا لہذا یہ نذر صحیح یعنی لازم نہیں ہوتی اب اگر وہ کھانا یا شیرینی کھلائے تو تبرع ہوگا اور اس تبرع میں نیت تصدق نہ ہو تو اغنیاء اور فقراء کو کھانا جائز ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابناء السبیل (درمختار) قلت و لعل وجہ عدم الصحۃ فی الاول عدم کونھا قربۃ الخ (ردالمحتار) (۱) ولو قال ان فعلت کذا فللہ علی ان أضیف جماعۃ قرابتی فحنث لا یلزمہ شئی الخ (ھندیہ) (۲) کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ'

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم

(سوال) ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ میں بغداد میں حضرات پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف پر جتنا روپیہ لگتا ہے اتنا روپیہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں صرف کرے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اسطرح کرے تو اس کی نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر کرنا اور اس کی طرف تقرب مقصود تھا اور ظاہر یہی ہے تو یہ نذر ہی معصیت و حرام ہے اور ایسی صورت میں نذر منعقد و صحیح نہیں ہوتی اس نذر کا معصیت ہونا تو عبارت ذیل سے واضح ہے۔

وقد نص العلامۃ قاسم بن قطلوبغا فی شرح درر البحار ان النذر الذی یقع من اکثر العوام للاموات کان یقول یا سیدی ان رد غائبی او شفی مریضی فلك من الذہب والفضۃ کذا

---

(۱) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳ / ۷۳۸ ط سعید

(۲) کتاب الایمان ومما یتصل بذلک مسائل النذر ۲ / ۶۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

ومن الثیاب کذا او الطعام او الشمع والزیت کذا حرام و باطل لکونہ نذر المخلوق و ما یؤخذ من الشمع والزیت والدرھم و نحوھا الی الضرائح الاولیاء تقرباً الیھم حرام لا یحل اکلہ لا لغنی ولا لفقیر ولا یجوز لخادم القبور اخذہ انتھی (عمدۃ الرعایۃ (۱) و مثلہ فی الدر المختار) (۲) اور نذر معصیت کا صحیح نہ ہونا بھی اسی عبارت مذکورہ سے واضح ہوگیا نیز عبارات ذیل بھی ملاحظہ ہوں۔

لا یلزمہ النذر الا اذا کان طاعۃ و لیس بواجب وکان من جنسہ واجب علی التعیین فلا یصح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات الخ (الاشباہ والنظائر) (۳) اعلم انھم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلاثۃ کون المنذور لیس بمعصیۃ و کونہ من جنسہ واجب الخ (بحر الرائق) (۴) ہاں اگر نذر کرنے والے کا مقصود صاحب قبر کی نذر کرنا نہ تھا اور ان کی جانب تقرب منظور نہ تھا بلکہ غلاف کو صدقہ کرنا اور مجاوروں کو اس کی قیمت یا اس کے کپڑے سے نفع پہنچانا مقصود تھا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جن پر تصدق مقصود ہے وہ غنی ہوں اس صورت میں بھی نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تصدق علی الاغنیاء قربت مقصودہ نہیں نیز اس کی جنس سے کوئی دوسرا واجب شرعی بھی نہیں ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابناء السبیل (ردالمحتار) (۵) دوسری صورت یہ کہ وہ محتاج ہوں تو اس صورت میں نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن صرف اس طور سے کہ بقدر قیمت غلاف صدقہ کردیا جائے گا اور اس صورت میں فقیر کی تعیین ضروری نہیں ہے (۶) اور غلاف چڑھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فعل منذور اگر خود معصیت نہ ہو لیکن کوئی خارجی معصیت اسے عارض ہوتی ہو تو اس معصیت کا ترک لازم ہو جاتا ہے ولو نذر ذبح ولدہ یلزمہ الشاۃ استحساناً (عالمگیری) (۷) قلت وجہ لزوم الشاۃ ان النذر بالذبح قد صح والذبح قربۃ مقصودۃ و من جنسہ واجب شرعی وھو الاضحیۃ اما اضافۃ الذبح الی الولد فلغاۃ لکونھا معصیۃ وانما

---

(۱) باب موجب الافساد ۱/۲۵۵ ط سعید

(۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ۲/۴۳۹ ط سعید

(۳) الفن الثانی، کتاب الصوم ۲/۷۱-۷۲ ط ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی

(۴) فصل و من نذر صوم یوم النحر ۲/۳۱۶ ط بیروت لبنان

(۵) کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر ۳/۷۳۸ ط سعید

(۶) رجل قال مالی صدقۃ علی فقراء مکۃ ان فعلت کذا فحنث و تصدق علی فقراء بلخ او بلد اخری جاز و یخرج عن النذر (عالمگیریہ، ومما یتصل بذلک مسائل النذر ۲/۶۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۷) حوالہ بالا

لم تؤثر في ابطال النذر لكونها عارضة عن مفهوم المنذور وهو الذبح ولما بطلت الاضافة الى الولد حكمنا بوجوب الشاة التي هي ادنى الذبائح (كفايت الله) ماحصل: صورت مسئولہ میں مقصود نذر میں تقرب الی صاحب القبر ہو تو نذر صحیح نہیں اور اگر مقصود تقرب الی اللہ اور تصدق علی المجاورین ہو تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مجاورین اکثر اغنیا ہوتے ہیں ہاں اگر تقرب الی اللہ مقصود ہو اور فقراء پر تصدق تو نذر صحیح ہو گی اور ناذر کو جائز ہے کہ وہ قیمت نافذ فقراء و مساکین و طلبہ پر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

يصح التضحيه بالشاة المشتراة قبل ايام النحر بنية التضحيه الواجبه

(سوال) ما قول العلماء رحمهم الله تعالى في هذه المسئلة رجل موسر اشترى شاة قبل ايام النحر قال عند شرائها اذبح هذه الشاة في ايام النحر للاضحية التي اوجبها الله على عباده الموسرين ولم يقل لله علي ان اضحي بها اي لا اوجبها على نفسه بل قال اضحي ما اوجب الله تعالى فهل في هذه الصورة ان ضحى بها في ايام النحر تؤدى عنه الاضحية ام تصير نذرا فيذبح للاضحية شاة اخرى؟ بينوا توجروا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک مالدار آدمی نے ایام نحر سے قبل ایک بکری خریدی اور خریدتے وقت یہ کہا کہ اس بکری کو میں ایام نحر میں اس قربانی کے طور پر ذبح کروں گا جو اللہ نے اپنے مالدار بندوں پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ اس کا قربان کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے اوپر واجب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ وہ قربانی کروں گا جو اللہ نے واجب کی ہے تو اگر اس نے اس بکری کو ایام نحر میں ذبح کیا تو اس کی واجب قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بکری نذر ہو جائے گی؟ اور قربانی کی ادائیگی کے لئے اس کو دوسری بکری خریدنی پڑے گی؟ بینوا توجروا

(جواب ٢٢٨) لو ضحى بهذه الشاة المشتراة بنية التضحية الواجبة عليه تتادى بها فريضة الله و يصير فارغ الذمة ولا يجب عليه التضحية بشاة اخرى وذلك لانه لم ينو ولم يوجب على نفسه شاة مبتداة لتصير نذرا وانما عين الشاة المشتراة لاقامة الواجب الشرعي الذي كان عليه قبل الشراء و بمثل هذا الكلام لا ينعقد النذر كرجل قال ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شئ الا ان يقول ان برئت فلله علي ان اذبح شاة (كذافي الهندية ص ٧١ ج ٢)(١)

و علم منه ان النذر لا يصح حتى ياتي الناذر بصيغة الالتزام و الايجاب عليه لله و هي غير موجودة في صورة السوال والله اعلم

(١) المرجع السابق ٢/ ٦٦

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد مدرسہ امینیہ دہلی ۹ محرم ۱۳۳۵ھ ہجری

(ترجمہ) اگر اس شخص نے اپنی واجب قربانی کی ادائیگی کی نیت سے اس خریدی ہوئی بکری کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس سے ادا ہو جائے گا اور وہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا اور دوسری بکری خرید کر قربانی کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے اوپر خود واجب کرنے یا بطور خود اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے واجب شرعی کی ادائیگی کے لئے متعین کیا ہے جو خریدنے سے پہلے اس کے ذمہ تھا اور اس قسم کے کلام سے نذر منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری سے شفایاب ہو جاؤں تو ایک بکری ذبح کروں گا پس اگر وہ شفایاب ہو جائے تو اس پر ذبح کرنا ضروری نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ اگر میں شفایاب ہو جاؤں گا تو اللہ کے لئے ایک بکری قربان کروں گا تو وہ نذر ہوگی اور اس کی ادائیگی ضروری ہوگی

معلوم ہوا کہ نذر تبھی نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب اور لازم کرنے کے الفاظ نہ بولے جائیں اور اس قسم کے الفاظ صورت مسئولہ میں موجود نہیں ہیں۔

(رد الجواب) (از مولوی عبدالرحمن شکارپور۔ سندھ) در صورت مسئولہ بر غنی مذکور دو شاۃ لازم خواہد شد یکے بہ نذر و دیگر بہ ایجاب شرع چرا کہ نذر مختص بہ لفظ للہ علی یا علی نیست بلکہ اگر گوید ایں شاۃ را اضحیہ خواہم نمود یا ایں را اضحیہ کردم تاہم نذر خواہد شد قال فی الکفایۃ (۱) تحت قول الماتن ان کان اوجب علی نفسہ الخ ای شاۃ بعینہا بان فی ملکہ شاۃ فیقول اضحی بہذہ الخ

وقال فی ردالمحتار (۲) تحت قول الماتن نادر لمعینۃ الخ فالمنذور بہ بان قال للہ علی ان اضحی شاۃ او بدنۃ او ہذہ الشاۃ او البدنۃ او قال جعلت ہذہ اضحیۃ انتہی

باقی ماند اگر در ایام نحر ایں صیغہ بوقت شرا گوید در قصدش اخبار عن الواجب الشرعی نیست تاہم دو شاۃ واجب خواہد گردید و اگر در قصدش اخبار عن الواجب بود پس یک شاۃ لازم خواہد شد و اگر قبل از ایام نحر ایں صیغہ گوید بہر حال برا و دو شاۃ واجب خواہد گردید برابر است کہ در قصدش اخبار عن الواجب بود یا نہ۔

قال فی رد المحتار (۳) باب الاضحیۃ و اعلم انہ قال فی البدائع ولو نذر ان یضحی شاۃ و ذلک فی ایام النحر وہو موسر فعلیہ ان یضحی شاتین عندنا شاۃ بالنذر و شاۃ بایجاب الشرع ابتداءً الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدۃ ولو

---

(۱) کتاب الاضحیۃ ۸/۴۳۲ ط مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان
(۲) کتاب الاضحیۃ ۶/۳۲۰ ط سعید
(۳) حوالہ بالا

قبل ايام النحر لزمه شاتان بلا خلاف لان الصيغة لا تحتمل الاخبار عن الواجب قبل الوقت انتهى وقال في موضع آخر و قدمنا ان الغني اذا قصد بالنذر الاخبار عن الواجب عليه و كان في ايام النحر لزمه واحدة والا فشاتان (۱) انتهى

پس ازیں عبارت واضح گردید کہ صیغہ نذر مختص بہ لله علی یا علی نیست و در صورت مسئولہ بر غنی مذکور دو شاۃ لازم خواہد شد و انچہ قبل النحر اخبار عن الواجب نمود قطعاً معتبر نیست پس انچہ مولانا مشتاق احمد صاحب و مولوی کفایت اللہ صاحب قلمی نمودہ اند کہ قول مذکور نذر نیست۔ و نہ بر غنی مذکور سوائے یک شاۃ مشتراۃ لازم خواہد گردید در نظر فقیر از روایات فقہا معلوم نمی شود کما عرفت۔ واللہ اعلم

حررہ الفقیر عبدالرحمن شکارپوری

(ترجمہ) صورت مسئولہ میں غنی مذکور پر دو بکریاں لازم ہو جائیں گی ایک نذر کی وجہ سے اور دوسری واجب شرعی کی وجہ سے کیونکہ نذر میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے الفاظ ضروری نہیں ہیں بلکہ اگر اس نے کہا کہ اس بکری کی قربانی کروں گا یا اس کی قربانی کروں گا تو نذر منعقد ہو جانے کی غایہ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر دیا یعنی ایک جانور کو معینہ واجب کر لیا مثلاً ایک جانور کے متعلق کہا کہ میں اس کی قربانی کروں گا (تو وہ نذر ہو جائے گی) اور ردالمحتار میں قول ماتن بالنذر لمعینة کی تشریح میں کہا ہے کہ منذور بہ اس طرح ہو گا کہ اس نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ کو ایک بکری یا اونٹ کرنا ہے یا یہ خاص بکری یا اونٹ کہا یا یہ کہا کہ میں نے اس کو قربانی کے لئے قرار دیا۔ انتہی

رہی یہ بات کہ اگر ایام نحر میں بوقت خرید الفاظ مذکورہ کہے اور اس کی نیت اخبار عن الواجب الشرعی کی نہ تھی تو بھی دو بکریاں واجب ہوں گی اور اگر بقصد اخبار عن الواجب ہے تو ایک بکری لازم ہو گی اور اگر ایام نحر سے قبل الفاظ مذکورہ کہے تو اس پر دونوں صورتوں میں دو بکریاں واجب ہوں گی خواہ اس نے اخبار عن الواجب کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ردالمحتار باب الاضحیہ میں بحوالہ بدائع منقول ہے کہ اگر اس نے ایام نحر میں منت مانی کہ ایک بکری کی قربانی کروں گا تو اگر وہ مالدار ہے تو اس پر دو بکریوں کی قربانی واجب ہو گی ایک منت کی اور ایک ایجاب شرعی کی لیکن اگر اس کی مراد اخبار عن الواجب تھی تو ایک ہی قربانی واجب ہو گی اور اگر ایام نحر سے قبل نذر مانی تو بالاتفاق اس پر دو ہی قربانیاں واجب ہوں گی کیونکہ الفاظ میں قبل از وقت اخبار عن الواجب کا احتمال نہیں ہے انتہی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر نذر سے مراد اخبار عن الواجب ہو اور زمانہ قربانی کا ہو تو اس پر ایک بکری لازم ہو گی ورنہ دو بکریاں۔ انتہی

---

(۱) رد المحتار' كتاب الاضحيه ٦ / ٣٢٢ ط سعيد

پس اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نذر کا صیغہ للہ علی یا علی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور صورت مسئولہ میں غنی مذکور پر دو بکریاں لازم ہوں گی اور ایام نحر سے قبل اخبار عن الواجب قطعاً غیر معتبر ہے۔

پس جو کچھ مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ قول مذکور نذر نہیں ہے اور غنی مذکور پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہو گی فقیر کے خیال میں روایات فقہیہ کے مطابق نہیں ہے۔ کما عرفت۔ واللہ اعلم

(نوٹ) اس کا جواب الجواب معلوم نہیں کہ حضرت مفتی اعظم نے لکھا تھا یا نہیں ؟ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔ (واصف عفی عنہ)

مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں

(سوال) زید نے حالت بیماری میں یہ منت مانی کہ بعد صحت تین کام انشاء اللہ کروں گا اول یہ کہ نکاح عقد جہاں تک ممکن ہو گا جلد کروں گا دوم یہ کہ جائیداد کل وقف علی اللہ کروں گا سوم یہ کہ مسجد کی تعمیر تنہا بذات خود کروں گا اب وہ مسجد تعمیر کرا رہا ہے اور روپیہ بھی کافی ہے لیکن اثنائے تعمیر میں بکر نے کہا کہ ایک سو روپے واسطے تعمیر مسجد ہمارا بھی خرچ کیا جائے علاوہ ازیں ایک سو روپیہ اور بھی دیں گے ایسی صورت میں بکر کا روپیہ شامل تعمیر مسجد کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ منت والے کے پاس روپیہ بھی کافی ہے اور تنہا تعمیر کی منت بھی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۷۰ حاجی عبدالرحمن ہوتا بلاسپور۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۲۹) مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں ہوتی اس لئے زید کو جائز ہے کہ اپنے خاص مال سے مسجد بنا دے یا دوسرے کو بھی شریک کرے اگر وہ چاہے کہ اپنی منت کو اسی صورت سے پورا کرے جس صورت سے اس نے مانی ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ مسجد کی عمارت اپنے روپے سے بنا دے اور بکر کے سو یا دو سو روپے لے کر اس کی تکمیل یعنی استرکاری وغیرہ میں صرف کر دے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

نذر کی قربانی میں عید قربانی کے جانور کی شرائط کا ہونا ضروری ہے

(سوال) کسی شخص نے منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو قربانی کروں گا اس قربانی اور عید کی قربانی میں کیا فرق ہے ؟

---

(۱) وفي البدائع من شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء ... وبناء الرباطات والمساجد (رد المحتار' مطلب في احكام النذر ۳/ ۷۳۵ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام (ترکمان دروازہ دہلی) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۳۰) قربانی کے جانور کی صفات اور اس نذر سے واجب ہونے والے جانور کی صفات یکساں ہونی ضروری ہیں اور اگر اس نے عید اضحیٰ کے زمانہ میں ذبح کرنے کی نیت کی ہو تو ۱۰'۱۱'۱۲ ذی الحجہ کے اندر ہی ذبح کرنا لازم ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے یہ منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں کسی کو حج کراؤں گا زید کا کام ہو گیا زید اگر اتنا روپیہ جتنا کہ حج میں خرچ ہوتا ہو کسی ایسے شریف نادار کثیر الاولاد کو کام کاج کے لئے دیدے جس کی حالت ناگفتہ بہ ہو فاقوں کی نوبت ہو ایسے شخص کو روپیہ دینے سے زید کی منت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۹۸ محمد نذیر صاحب (دہلی) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۱) یہ منت اس طرح لازم ہو جاتی کہ میں خود حج کروں کا یمین کسی کو حج کراؤں کا اس طریق پر لازم نہیں ہوئی اور اس لئے جائز ہے کہ زید بجائے حج کرانے کے یہ روپیہ کسی نادار تنگدست شخص کی امداد میں دیدے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حج کرانے کی نذر کی رقم محتاج کو دینا جائز ہے

(سوال) میری والدہ ماجدہ صاحبہ بیمار ہوئی تھیں میں نے خداتعالیٰ سے یہ منت مانی تھی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں گی تو میں ایک ایسے شخص کو حج کراؤں گا جس نے حج نہ کیا ہو اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور میری والدہ ماجدہ صاحبہ کو تندرستی عطا کی اب میں نے ایک شخص کو تجویز کرکے یہاں سے دہلی بھیجا مگر انہوں نے یہ جواب بھیجا کہ ایک ایسے شخص کثیر الاولاد ہیں بوجہ افلاس کے فاقوں تک نوبت رہتی ہے لہذا بجائے میرے حج کرانے کے انکو روپیہ دے دیجئے تاکہ اس رقم سے یہ کچھ کام کاج کرلیں اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کرسکیں مگر میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں حج کراؤں شرعی حیثیت سے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی نمبر ۱۱۲۸ سلطان احمد صاحب (کلکتہ) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

---

(۱) ولو قال لله علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز ووجهه لا يخفى (الدر المختار) قال المحقق في الشامية : قوله ووجهه لا يخفى ، وهو ان السبع تقوم مقامه في الضحايا والهدايا (كتاب الايمان ، مطلب في احكام النذر ۳/۷۴۰ ط سعيد)

(۲) ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد (التنوير وشرحه ، كتاب الايمان ۳/۷۳۶ ط سعيد)

(جواب ۲۳۲) اس منت کو آپ اس کی اصلی صورت میں بھی پورا کر سکتے ہیں یعنی کسی وقت کرا دیں اور دوسری صورت اختیار کرنا یعنی کسی مدت معینہ کو اس قدر رقم دینا جس قدر رقم کرانے میں خرچ ہوتی تو یہ بھی جائز ہے جو صورت آپ پسند کریں اس کی شرعی اجازت ہے اول اور بہتر دوسری صورت ہے۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے!

(سوال) قربانی اور عقیقہ کی طرح نذر کے جانوروں میں عمر وغیرہ کی قیود و شروط ہیں یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے۔ (ضلع میمن سنگھ) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۳) ہاں نذر کے جانور کے لئے بھی وہی شروط ہیں اور وہی عمر معتبر ہے جو قربانی کے جانور کے لئے ہے۔(۲) ہاں یہ کہ نذر کسی خاص مشخص جانور سے متعلق ہو تو پھر شرط کا اعتبار نہ ہوگا۔(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔
(۲) پانچ سو روپے ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔

(سوال) (۱) اگر کسی دوکاندار نے اپنی بکری پر ۵ فیصدی مسجد میں دینا کر دیا اور اس نے چند دن کچھ نہ دیا تو کیا ہوگا ؟ (۲) اگر کسی شخص نے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اگر مجھ پر پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو مسجد میں دو پیسے روز دیا کروں گا اگر اس پر پانچ سو روپیہ ہو جائیں اور وہ دو پیسے روز مسجد میں نہ دے اور وہ ایک سال میں زکوٰۃ دے تو کیا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۹ منشی عظمت اللہ خاں صاحب ضلع بجنور ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) (۱) اگر مسجد میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور کچھ نہ دیا تو مضائقہ نہیں لیکن اگر بطور نذر کے اپنے اوپر دینا لازم کر لیا تھا تو ادا کرنا واجب ہے۔(۴) (۲) یہ تو نذر ہو گئی جب پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو ہر

---

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) ولو قال لله علي أن أذبح جزورا وأتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز ، ووجهه لا يخفى (الدر المختار) قال المحقق في الشامية: قوله: ووجهه لا يخفى، وهو أن السبع تقوم مقامه في الضحايا والهدايا (كتاب الأيمان ، مطلب في أحكام النذر ۳/۷٤۰ ط سعيد)

(۳) وكذا لو قال لأهدين هذه الشاة ولصدقة بحالها بدرهم (عالمگيريه ومثله في ...) مسائل النذر ۲/۶۵ ط ماجديه كوئٹه

(٤) ومن نذر نذرا مطلقا أو معلقا بشرط وكان من جنسه واجب أي فرض ووجد شرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلاة وصدقة (التنوير وشرحه ، كتاب الأيمان ۳/۷۳۵ ط سعيد)

روزاس وقت تک دیتا ہوں گے جب تک پانچ سو روپے رہیں اور جب پانچ سو روپے سے کم ہو جائیں تو پھر دینا لازم نہ ہوگا(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے گا تو میں اپنی تمام زندگی کے اندر ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا مگر بعض مجبوریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اس کو پورا نہیں کر سکتا اس کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے کوئی معقول کفارہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۴۶۹ ممتاز جہاں بیگم منیجر مسلم گرلس اسکول۔ کراچی۔ بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵٦ھ مطابق ٦ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) اگر نذر کی شرط پوری ہو گئی یعنی وہ کام پورا ہو گیا تھا تو وفائے نذر اس کے ذمہ لازم ہے (۲) روزہ رکھے یا بصورت مجبوری روزے کا فدیہ ادا کرے (۳) ہر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہوا ہے جس جمعہ کو روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کا فدیہ پونے دو سیر گیہوں صدقہ کر دینا ہے اگر مہینے کے چار جمعے ہوں تو سات سیر گیہوں مہینہ بھر کا فدیہ ہوا اگر نہ روزے پر قادر ہو اور نہ فدیہ دینے کی قدرت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس کی کوتاہی کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر لازم نہیں .

(از الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ٦ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) اکثر لوگ یہ منت مانتے ہیں کہ اگر کوئی مراد پوری ہو جائے تو ہم مسجد میں چراغ جلائیں گے اور کچھ پکا کر مسجد کے اندر جا جا کر رکھ دیں گے اور ایسا کر کے چلے جاتے ہیں صبح کو جو نمازی آتے ہیں وہ اٹھا کر کھا لیتے ہیں آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۳٦) یہ نذر کہ ہمارا فلاں کام ہو گیا تو مسجد میں چراغ جلائیں گے یا مسجد میں کھانا رکھ آئیں گے منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص اس کو پورا کرنا چاہے اور مسجد کی معمولی روشنی کے لئے تیل یا روپیہ دیدے اور اسی طرح مسجد میں کھانا دے آئے تو جائز ہے (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

---

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۳) ولو اخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الابد فعجز لذلک او باشتغالہ بالمعیشۃ لکون صناعتہ شاقۃ فلہ ان یفطر و یطعم لکل یوم مسکینا علی ما تقدم وان لم یقدر علی ذلک لعسرتہ یستغفر اللہ انہ ھو الغفور الرحیم (عالمگیریہ' الباب السادس فی النذر ۱/ ۲۰۹' ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(٤) ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ واجب ای فرض کعیادۃ مریض و تشییع جنازۃ و دخول مسجد (التنویر و شرحہ' کتاب الایمان ۳ / ۷۳٦ ط سعید)

نذر کا بکرا عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے ایک بکرا اللہ واسطے کا چھوڑ رکھا ہے بعد ازاں زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بکرے کو اپنے لڑکے کے عقیقہ میں کر سکتا ہے یا نہیں ؟ یا قربانی کے دنوں میں اس بکرے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۳۷) یہ بکرا تو مستقل طور پر نذر کا ہو گیا اس کو عقیقہ میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہیے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) کسی عزیز کی سلامت واپسی پر کسی جانور کو جو پانچ روپے کا ہو دینے کی نیت کرکے عزیز کی واپسی پر بجائے جانور کے ان روپوں کی دیگر اشیاء مثلاً ایک نمازی عورت کے لئے چادر یا یتیم بچوں کے لئے کپڑے خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۳۸) دینے سے اس عزیز کو دینا مراد ہے تو جو چاہے دے سکتے ہیں اور اگر جانور کا قربان کرنا مراد ہے تو یہ نذر ہو گئی اور نذر تو اسی طرح ادا کرنا چاہیے جس طرح مانی تھی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بکرا ذبح کرنے کی نذر کے بعد بھیڑ ذبح کردے تو نذر پوری ہو جائے گی

(سوال) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بکرا ذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ لازم ہے یہ شخص اگر تندرست ہونے کے بعد بجائے بکرے کے بھیڑ قربان کردے تو نذر پوری ہو جائے گی یا نہیں ؟

(جواب ۲۳۹) یہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ قربانی اور نذر کا حکم ایک ہے۔ ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز (درمختار ص ۷۶ ج ۱) (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ومن نذر ان يضحي شاة وذلك في ايام النحر وهو موسر فعليه ان يضحي بشاتين عندنا شاة بالنذر وشاة بايجاب الشرع ابتداء، الا اذا عنى به الاخبار عن الواجب عليه فلا يلزمه الا واحدة ولو قبل ايام النحر لزمه شاتان بلا خلاف (رد المحتار، كتاب الاضحية ۶/ ۳۲۰ ط سعيد)

(۲) ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه واجب اى فرض ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلوة وصدقة (تنوير الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في احكام النذر ۳/ ۷۳۵ ط سعيد)

(۳) كتاب الايمان، مطلب في احكام النذر ۳/ ۷۴۰ ط سعيد

كتاب القضاء والافتاء

پہلا باب
ثالث بنانا

فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے

(سوال) شہر ساگر عملداری سرکار قیصر ہند (انگریزی) میں ایک پنچایت کے مجمع میں یہ پنچ لوگ برادری کے جھگڑوں زنا وغیرہ کے معاملات میں ہندو کنی جرمانہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور بموجودگی قاضی شہر (قاضی شہر یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو کہ شہر کے مسلمانوں نے اپنی رضامندی سے بعد وفات اس کے والد کے معاملات نکاح خوانی، طلاق وغیرہ کے واسطے پگڑی باندھ کر قاضی مقرر کر دیا ہے اور نماز عیدین بھی اس کے پیچھے بہ صحت بلا اعتراض ادا کرتے ہیں) زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ منکوحہ پر الزام زنا عمرو کے ساتھ لگایا اور چار مرتبہ روبرو حاضرین مجلس قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے اس کو عمرو کے ساتھ زنا کراتے دیکھا اور پانچویں مرتبہ کہا کہ لعنت خدا کی مجھ پر ہو اگر ہندہ سچی ہو اور ہندہ بھی اس پنچایت میں موجود تھی پھر ہندہ نے اس طرح چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہا کہ خاوند میرا زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور لعنت خدا کی ہو مجھ پر اگر وہ سچا ہو دریافت پر معلوم ہوا کہ اس عورت پر کبھی تہمت زنا کی نہیں لگائی گئی (یہ پنچایت تاریخ وقوعہ کے چار پانچ روز بعد منعقد کی گئی تھی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقت شب نکال دیا تھا اور اس وقت سے اب تک ہندہ اور زید میں علیحدگی ہے) اس واسطے قاضی مذکور الصدر نے مشورہ پنچان موجودہ باہم زید و ہندہ کے مجمع پنچایت میں تفریق کرادی اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ کیا حالت مندرجہ بالا میں جو تفریق کہ قاضی مذکور نے مشورہ پنچان کرادی ہے وہ عملداری انگریزی میں جہاں کوئی شرعی حاکم نہیں ہے جائز قرار دی جا سکتی یا ناجائز؟ اور قاضی مذکور کی یہ تفریق جو مجمع پنچایت میں کی گئی قاضی کے حکم کے متعلق جس کا کتب فقہ میں تذکرہ ہے سمجھی جا سکتی یا نہیں؟ اور اس کارروائی سے جو زید و ہندہ کے باہم ہوئی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقوعہ کے بعد سے نکال دیا ہے کیا باہم زید و ہندہ کے طلاق ہو گئی یا نہیں اور اب ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کسی طریقے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو نکاح کہ ہندہ کا زید کے ساتھ ہوا تھا کیا اس کارروائی سے فسخ ہو گیا؟

معاملات فسخ نکاح کے متعلق جناب مولانا مولوی ابوالکلام آزاد مدظلہ نے اخبار صداقت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں یہ عبارت درج فرمائی ہے (اور تو جو عدالتیں آج موجود ہیں شرعاً ان کو قاضی و حاکم قرار نہیں دیا جا سکتا اور احکام شرعیہ میں جہاں جہاں قاضی یا حاکم کا لفظ آتا ہے اس سے موجودہ عدالتیں مقصود نہیں ہو سکتیں پس حالت موجودہ ہندوستان میں سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے شرعی مقدمات کے لئے یا علماء کی طرف رجوع کریں یا پنچایتی طریقے سے کام لیں) اور جناب مولانا مولوی عبدالرؤف صاحب نے اخبار مذکور الصدر تاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مولانا ممدوح کی اس

طریقے پر تائید فرمائی ہے (یعنی اگر مسلمان ایک اجتماعی کوشش اس امر کی کریں کہ ایک قاضی اپنا یہاں مقرر کرلیں تو بلا تامل فقہا یہ صورت جائز ہوگی اور دوسرے ایسے ممالک میں جہاں مسلمان عیسائی سلطنتوں کے ماتحت آباد ہیں یہی صورت کی گئی ہے) تو کیا ان عبارات کا فائدہ دیگر ایسی ہی صورات شرعی میں قاضی مذکور الصدر اور پنچوں سے پہنچ سکتا ہے یا نہیں (۱) اور اگر ان طریقوں سے مسلمان تفریق کرالیں تو کیا وہ تفریق جائز متصور ہوگی یا نہیں؟ جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں خادم محمد عبدالسلام برمکان قاضی محمد عبدالعزیز قاضی شہر ناگپور مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(جواب ۲۴۰) یہ قاضی جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں نکاح پڑھانے اور عیدین کی نماز پڑھانے کے لئے مقرر ہیں شرعی وہ قاضی نہیں ہیں جو احکام اور قضا کے اختیارات رکھتے ہیں اس لئے ان کا کوئی فیصلہ قضا نہیں ہو سکتا اور جن مسائل میں قضا کی ضرورت ہے ان میں ان کا حکم کافی نہ ہوگا جمعہ اور عیدین اور اسی قسم کے مسائل دینیہ میں تو مسلمان جسے قاضی بنالیں وہ قاضی ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ معتبر ہے کیونکہ حکومت موجودہ نے مذہبی معاملات میں آزادی دے رکھی ہے اور خود کچھ دست اندازی نہیں کرتی لیکن فصل خصومات کی عدالتیں خود اپنے قبضہ و اختیار میں رکھی ہیں اس لئے رعایا کا فصل خصومات کے لئے کسی کو قاضی بنانا اس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک حکومت سے انہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو جائے۔

ہاں صورت مسئولہ میں جب کہ زید و ہندہ نے اپنا فیصلہ کسی شخص کے سپرد کر دیا اور اس شخص کی تفریق پر فریقین راضی ہوگئے تو وہ شخص حکم ہو گیا اور اس کی تفریق صحیح اور معتبر ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) زید و ہندہ زن و شوہر ہیں دونوں میں نا اتفاقی ہوئی پنچ زن و شوہر کا ثالث بنایا گیا ثالث نے دونوں فریق کے بیان قلمبند کر کے واقعہ طلاق کو ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ کردیا بعد فیصلہ کے مقدمہ عدالت میں بدیں مضمون پیش ہوا کہ زید نے طلاق مغلظ دی تھی فریقین نے بادخال اقرار نامہ جات اپنے تنازعات طلاق و زوجیت ثالث کے اتفاق کا فیصلہ کرایا فیصلہ ثالث عدالت قبول کرچکی ہے زید نے ہندہ کو طلاق دینے اور ثالث کو طلاق کے تصفیہ کا اختیار تفویض کرنے سے انکار کیا فیصلہ ثالث پر زید کے دستخط نہیں ہیں صرف اقرار نامہ پر دستخط ہیں اور اقرار نامہ پر بھی اقرار ہے کہ ہندہ

(۱) ولو فقد وال لغلبة كفار وجب على المسلمين تعيين وال وإمام للجمعة (الدر المختار، كتاب القضاء، مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۵/ ۳۶۹ ط سعيد)

(۲) فحكم بينهما ببينة أو إقرار أو نكول ورضيا بحكمه صح لو في غير حد وقود ودية على عاقلة (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب التحكيم ۵/ ۴۲۸، ۴۲۹ ط سعيد)

نے بالجبر دستخط کروالینے کی نسبت ایک فوجداری کارروائی بھی کی تھی چونکہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے جو شرعیہ کے تحت آیا ہے عدالت نے مقدمہ ہذا میں بعد سماعت بحث یہ تنقیح برائے تصفیہ قائم کی ہے کہ اقرار نامہ جات بنانے ثالثی مورخہ ... نمبر ۳۱۲ مابین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے؟ اور یہ کہ ثالثی امر شرعی طلاق کے تصفیہ کی مجاز ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۳۱۴ محمد امیر (حیدر آباد دکن) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۱) اگر اقرار نامہ میں اس امر کی تصریح ہو کہ ثالث کو طلاق کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے تو ثالث کا فیصلہ دربارہ طلاق صحیح نہ ہوگا اور اگر یہ تصریح نہیں اور تحریر کی تاریخ طلاق دینے نہ دینے میں اختلاف تھا اور یہ مقدمہ ثالث کے سپرد کیا گیا تھا تو اس کا فیصلہ باقاعدہ ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) دو اقرار نامہ جات منسلکہ استفتاء ہذا کی بنا پر ثالث نے زوجین کو طلاق سے بائنہ قرار دے کر طلاق ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ ثالثی عدالت میں بدین مضمون منجانب مدعا علیہ پیش ہوا کہ فریقین نے بدخال اقرار نامہ جات اپنے تنازعات طلاق وغیرہ ثالثی کو سپرد کئے اور ثالث نے افتراق کا فیصلہ کر دیا لہذا فیصلہ ثالثی مدعی پر قرار دیا جائے عدالت نے حسب ذیل تنقیح برائے مقدمہ بعد سماعت قائم کی۔

آیا اقرار نامہ جات بنانے ثالثی مورخہ ۲۶ محرم ۱۳۵۱ھ (...) نمبر ۳۱۲ مابین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے؟ اور ثالثی امر فیصلہ طلاق کی مجاز ہو سکتی ہے؟ واضح ہو کہ ہر دو اقرار نامہ جات پر فریقین کے دستخط ہیں اور فیصلہ ثالثی پر مدعا علیہ محمد امیر کے دستخط نہیں ہیں۔ المستفتی نمبر ۳۴۸ محمد امیر (حیدر آباد دکن) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۲) اقرار نامہ جات منسلکہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان میں بالتصریح ثالثوں کو طلاق و مہر جہیز اور اخراجات زوجگی کے متعلق تصفیہ کرنے کا فریقین نے اختیار دیا ہے اس سے ثالثوں کو حق تھا کہ طلاق کے متعلق فیصلہ کریں اور ان کا فیصلہ متعلق طلاق ان کے حدود اختیارات کے اندر ہے۔ اور فیصلہ ثالثی پر فریقین یا ان میں سے ایک فریق کے دستخط نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں اقرار ناموں پر دونوں

(۱) وصح اخبارہ بإقرار أحد الخصمين وبعدالة الشاهد حال ولايته أي بقاء تحكيمه (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار) قال المحقق في شامية: قوله وصح إخباره أي إذا قال لأحدهما أقررت عندي أو قامت عندي بينة فعدلوا عندي والزمتك ذلك وحكمت لهذا فالمقضي عليه لا يلتفت إلى إنكاره. باب التحكيم ٥/ ٤٣٠، ط سعيد)

(۲) فإن حكم لزمهما ... إلا أنه يفتى بعدم صحة التحكيم في كل المجتهدات (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، باب التحكيم ٥/ ٤٢٩، ٤٣٠ ط سعيد)

فریقوں نے دستخط کیے ہیں جو ثالثی صحیح ہونے کے لئے کافی ہیں (۱) (اقرار ناموں کی نقلوں پر میں نے سرخ روشنائی سے دستخط کر دیئے ہیں) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کا تو کیا حکم ہے؟
(۲) دی ہوئی طلاقوں کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
(۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
(۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے
(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو علماء سے مسئلہ معلوم کرکے اس کے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے تین نہیں دی بلکہ صرف دو طلاق دی ہیں گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟
(۲) اگر کوئی دوسری صورت ایسی پیش آئے جس میں شوہر شک ظاہر کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟
(۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر کے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں؟
(۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی کہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے لئے شرعی فیصلہ کی یہ صورت ہو کہ فریقین کسی کو حکم مقرر کریں یا پنچایت اس کا فیصلہ عمل میں لائیں تو معتبر ہوگا یا نہیں؟
(۵) اگر حکم یا پنچ مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا کوئی شخص قضا کا حکم بتا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر ۳۱۳ عبداللطیف قاضی (ضلع اعظم گڑھ) ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۳) اگر زوجہ تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور دو کا مقر ہے تو اس صورت میں حکم دیانت (عند اللہ) یہ ہے کہ اگر واقع میں تین طلاق دی ہیں تو طلاق مغلظہ ہو گئی اور دو دی ہیں تو حق رجعت ہے لیکن اگر فریقین نے معاملہ دیانت پر نہ چھوڑا اور معاملہ نزاعی ہو تو حکم قضا یہ ہے کہ اگر عورت تین طلاق کا ثبوت (بینہ عادلہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے حلف لے کر اس کے موافق دو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اس صورت میں ظاہر کے لحاظ سے رجعت کا اختیار ہوگا۔

(۱) [illegible] قال المحقق في الشرنبلالية [illegible] ... ركن التحكيم لفظه الدال عليه [illegible] (الدر المختار، باب التحكيم ٥/ ٤٢٨ ط سعيد)

(اگرچہ فی الحقیقت قسم جھوٹی ہونے کی صورت میں اسے رجعت کا حق نہیں رہتا) سوال دوم کا حکم بھی یہی ہے(۱)

(۳) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں خواہ کچھ ہی دینا پڑے وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی اپنی خلاصی کی کوشش کرے(۲)

(۴) حکم اور ثالث کسی مقدمے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور عدالت کا مسلمان جج بھی قاضی کے حکم میں ہو سکتا ہے اور جج یا سوال نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے ثالث یا پنچایت جب خود مسئلے سے ناواقف ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عالم سے دریافت کر کے اس کے موافق فیصلہ کریں اور علماء ان کو قضا کی صورت شرعیہ بتادے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پنچایت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے

(سوال) زید و بکر کے برادری سے در باب شادی غمی وغیرہ کے برادرانہ طریق پر ایک معاہدے ہیں قومی پنچایت بھی بنی ہوئی ہے اور شادی غمی زیر تحت رسومات مروجہ قبیحہ ادا ہوتے ہیں شادی برادری میں کسی بچے کی ختنہ ہیں تو اس میں ڈھول اور رسومات وغیرہ کے پانچ پاؤ بھر گڑ فی گھر تقسیم ہوتا ہے اور اس کی یہاں تک پابندی ہے کہ اگر وہ تقسیم نہ کرے تو اس کو قوم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اس برادری میں سے کوئی شخص حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس قصور یعنی گڑ تقسیم نہ کرنے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زر جرمانہ وصول کر کے پھر اس کو برادری میں شامل کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ ترک کر دو برادری کہتی ہے کہ اگر ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا نظام ٹوٹتا ہے زید کہتا ہے کہ اگر نظام ٹوٹتا ہے تو ٹوٹنے دو بدعت سے تو بچیں گے بکر کہتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں ہیں زید کہتا ہے کہ اس میں وجہ

---

(۱) وان اختلفا في وجود الشرط ... فالقول له مع اليمين لانكاره الطلاق (تنوير الابصار وشرحه) قال المحقق في الشامية ... [illegible] ... (كتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط ۳/ ۳۵۶ ط سعيد)

(۲) والمرأة كالقاضي اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه (رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر الصريح يحتاج في وقوعه الى النية ۳/ ۲۵۲ ط سعيد)

(۳) ... [illegible] ... قوله في كل المجتهدات ... [illegible] ... (باب التحكيم ۵/ ۴۳۰ ط سعيد)

(۴) ويجوز على غير الاهل ... [illegible] ... في عتاقه وعقده ... [illegible] ... (۵/ ۳۶۸ ط سعيد)

بدعات قوم کی تباہی ہے؟ حالانکہ ان وجوہ دین میں تمرانی داخل کرتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۲۴ منشی محمد اختر خاں (دہلی) ۲۸ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۔ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۴) زید کا خیال صحیح ہے اور کسی قوم کی پنچایت کا ہونا اور قوم کے معاملات کا فیصل ہونا نعمت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کہ کسی جماعت کا شیرازہ بندھا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت اس صورت میں ہے کہ پنچایت قوم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے موافق کرے بے شک فضول اور بیہودہ رسمیں اگرچہ فی حد ذاتہ مباح بھی ہوں مگر ان کے التزام کی وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے غریب افراد تباہ اور پریشان ہوتے ہیں اور باعث حرج ہوتی ہیں قومی بہبود کے نقطہ نظر سے ان کو ترک کرنا ضروری ہے اور ان رسموں کو موقوف کرانا (۱) جب پنچایت کا فیصلہ ہو کہ فلاں رسم نہ کی جائے اور قوم اس کے فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ قوم کی ترقی اور خوش حالی کی علامت ہے اس کو بدعت کیونکر کہا جا سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

رضامندی سے مقرر کیا ہوا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں ایک لڑکے سے اس کے باپ نے کر دیا تھا نکاح کے بعد لڑکا مجنون ہو گیا اور ڈھائی سال سے مجنون ہے لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ اب وہ طلاق دے نہیں سکتا اور لڑکی نکاح چاہتی ہے فریقین نے فسخ نکاح کے لئے ایک حکم مقرر کیا ہے کیا یہ حکم فسخ نکاح کر سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۳ مولوی محمد ابراہیم (شیخ پورہ) [illegible] ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۵) حکم جو بوجہ فریقین نے رضامندی سے مقرر کیا ہے اگر اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے اور زوج مجنون ہے تو حکم مذکور نکاح فسخ کر سکتا ہے مگر تفریق کی حاجت نہیں یعنی اگر خاوند جب سے ڈھائی سال سے مجنون ہے تو [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) [illegible] صحة التحكيم في كل المجتهدات [illegible] المحكم في [illegible] المجتهدات [illegible] من حقوق العباد كالطلاق والعتاق والكتابة [illegible] ماخالف كتابا او سنة او اجماعا (باب التحكيم ۵/ ۴۳۰ ط سعيد)

(۲) فحكم بينهما [illegible] باب التحكيم ۵/ ۴۲۸، ۴۲۹ ط سعيد)

دوسرا باب

عہدہ قضاء اور قاضی کے فرائض

(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟
(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے
(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) (۱) مسلمانان ہندوستان پر مسلمان قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ہندوستان کے مسلمان اگر بطور خود قاضی مقرر کرلیں تو وہ قاضی شرعی ہوگا یا نہیں موجودہ صورت حالات میں کہ ہندوستان پر حکومت غیر مسلمہ مسلط ہے حکومت غیر مسلمہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کرسکتے ہیں یا نہیں اور حکومت غیر مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے قاضی شرعی ہوسکتے ہیں یا نہیں"
(۲) جن مسائل میں شرعی قاضی کا فیصلہ ضروری ہے ان میں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر قانون شریعت کے موافق بھی ہو کافی ہوسکتا ہے یا نہیں؟
(۳) مثال کے طور پر چند مسائل جن میں مسلمان قاضی کا فیصلہ ضروری ہو بتادیئے جائیں"

(جواب ۲۴۶) (۱) مسلمانوں پر پہلا اہم اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ مسلمان والی مقرر کریں کیونکہ غیر والی مسلم کے بہت سی اسلامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

ثم الاجماع على ان نصب الامام واجب والمذهب انه يجب على الخلق (شرح عقائد ص ۱۱۰)(۱)

والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم و سد ثغورهم و تجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم و قهر المتغلبة والمتلصصة و قطاع الطريق واقامة الجمع والاعياد و قطع المنازعات الواقعة بين العباد و قبول الشهادات القائمة على الحقوق و تزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك من الامور التي لا يتولاها احاد الامة (العقائد النسفية ص ۱۱۰)(۲)

و نصبه اهم الواجبات فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات (در مختار) قوله اهم الواجبات اى من اهمها لتوقف كثير من الواجبات الشرعية عليه (رد المحتار ص

(۱) ص ۱۵۳ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی
(۲) مع شرحها للتفتازانی ص ۱۵۲، ۱۵۳ ط مکتبہ خیر کثیر' کراچی

٤٠٤ ج ١)(١)

ولو فقد وال لغلبة كفار وجب على المسلمين تعيين وال وامام للجمعة فتح (درمختار)(٢)

(ترجمہ) اس بات پر اجماع ہے کہ امام مقرر کرنا فرض ہے اور مذہب اہل سنت کا یہی ہے کہ امام مقرر کرنا مخلوق (مسلمانوں) پر فرض ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو احکام جاری کرے اور حدود قائم کرے اور سرحدوں کا انتظام اور جیوش (لشکروں) کی تیاری کرتا ہو اور صدقات وصول کرے اور متغلب لوگوں کو دبا سکے چوروں اور ٹھگوں کو مقہور کرے جمعہ اور عیدین قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ کرے شہادتیں قبول کرے نابالغوں کا جن کے ولی نہیں ہیں نکاح کردیا کرے غنائم تقسیم کرے اور اسی قسم کی بہت سی ضرورتیں ہیں جو افراد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔

امام مقرر کرنا فرضوں میں سے اہم فرض ہے اسی وجہ سے صاحب رسالت ﷺ کے دفن سے پہلے صحابہ کرام نے امام مقرر کیا کیونکہ بہت سے واجبات شرعیہ امام پر موقوف ہیں۔

اگر غلبہ کفار کی وجہ سے والی مسلم نہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک والی مسلم اور امام جمعہ مقرر کریں۔

قاضی مقرر کرنے کا اختیار بادشاہ اور امام کو ہے عوام اگر خود قاضی مقرر کرلیں تو وہ قاضی نہ ہوگا کیونکہ ان کے مقرر کرنے سے قاضی کو تنفیذ احکام کا اختیار اور قدرت نہ ہوگی۔

واذا اجتمع اهل بلدة على رجل وجعلوه قاضيا يقضي فيما بينهم لا يصير قاضياً (عالمگیری)(٣)

اذا قلد السلطان رجلاً قضاء بلدة كذا لا يصير قاضيا في سواد تلك البلدة مالم يقلد قضاء البلدة ونواحيها (عالمگیری)(٤)

الا اذا كان لم يصلح له الا رجل واحد تعين هو لاقامة هذه العبادة فصار فرض عين عليه الا انه لا بد من التقليد فاذا قلد افترض عليه القبول (بدائع باختصار)(٥)

واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقلد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة الان يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم

(١) مطلب شروط الامامة الكبرى ١/ ٥٤٨ ط سعيد

(٢) كتاب القضاء، مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ٥/ ٣٢٩ ط سعيد

(٣) الباب الخامس في التقليد والعزل ٣/ ٣١٥ ط ماجدية كوئٹہ

(٤) مرجع سابق

(٥) فصل واما بيان من يفترض عليه قبول تقليد القضاء ٧/ ٤ ط سعيد

یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم الخ (شامی، نقلا عن النهر ناقلاً عن الفتح)

(ترجمہ) جبکہ کسی شہر کے لوگ متفق ہو کر کسی کو قاضی بنالیں جو فیصلے کیا کرے تو وہ واقعی قاضی نہیں بن جائے گا۔

جب کہ بادشاہ کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی مقرر کرے تو وہ شخص مضافات شہر کا قاضی نہ ہوگا جب تک کہ بادشاہ شہر اور مضافات کی قضا سپرد نہ کرے۔

جب کہ شہر میں قضا کے لائق ایک ہی شخص ہو تو پھر قضا اس کے لئے متعین ہے اور قضا اس پر فرض عین ہے اگر بادشاہ کی طرف سے قاضی بنایا جانا ضروری ہے تو جب کہ اسے قاضی بنایا جائے تو قبول کرنا اس پر فرض ہے۔

اور جب کہ بادشاہ اسلام اور ایسا مسلم حاکم جو قاضی مقرر کر سکتا ہے نہ ہو جیسے کہ مسلمانوں کے بعض شہروں میں جن پر کفار غالب ہو گئے ہیں مثلاً قرطبہ کے آج کل تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ متفق ہو کر کسی مسلمان کو والی مقرر کریں اور وہ والی قاضی کا تقرر کرے اور قاضی مسلمانوں کے فیصلے کیا کرے۔

اگر بادشاہ مسلمان نہ ہو اور مسلمان بھی کوئی والی مسلم مقرر نہ کر سکیں تو بحالت مجبوری مسلمانوں کو حق ہے کہ غیر مسلم بادشاہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کریں ایسی حالت میں غیر مسلم بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے مسلمان قاضی شرعی قاضی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قاضی کو تنفیذ احکام کا اختیار ہو اور مسائل شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے سے روکا نہ جائے۔

ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (درمختار) فی التتارخانیة الاسلام لیس بشرط فیه ای فی السلطان الذی یقلد (ردالمحتار) الا اذا کان یمنعه عن القضاء بالحق فیحرم (درمختار) ولکن انما یجوز تقلد القضاء من السلطان الجائر اذا کان یمکنه من القضاء بحق ولا یجوز فی قضایاه بشر ولا یتهاون عن تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی اما اذا کان لا یمکنه من القضاء بحق ویجوز فی قضایاه بشر ولا یمکنه من تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی لا یتقلد منه (الفتاوی العالمگیریه ص ۳۷۷ ج ۳) (۴)

لکن اذا ولی الکافر علیهم قاضیا ورضیه المسلمون صحت تولیته بلا شبهة

---

(۱) مطلب فی تولیة حکم القضاء فی بلاد تغلب علیها الکفار ۵/ ۳۶۹ ط سعید

(۲) مطلب ابو حنیفه دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۵/ ۳۶۸ ط سعید

(۳) ایضا

(۴) کتاب ادب القاضی الباب الاول ۳/ ۳۰۷ ط ماجدیه کوئٹه

(ردالمحتار) (۱)

(ترجمہ) منصب قضا قبول کرنا سلطان عادل اور ظالم کی طرف سے جائز ہے اگرچہ بادشاہ کافر ہو (درمختار) تاتار خانیہ میں ہے کہ قاضی مقرر کرنے والے بادشاہ کا مسلمان ہونا (صحت قضا کے لئے لازمی) شرط نہیں ہے مگر جب کہ بادشاہ (خواہ غیر مسلم ہو یا ظالم) قاضی کو فیصلہ حق سے روکے تو اس وقت کسی بادشاہ (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) سے منصب قضا ایسی حالت میں قبول نہ کیا جائے کہ بادشاہ قاضی کو حق کے موافق فیصلے صادر کرنے کی قدرت نہ دے اور اس کے فیصلوں میں ناحق دخل دیتا رہے اور بعض احکام کی تنفیذ نہ ہونے دے اگر بادشاہ قاضی کو حق فیصلہ نہ کرنے دے یا اس کے فیصلوں میں ناحق دخل دے یا بعض احکام کی تنفیذ مناسب نہ سمجھے تو قضا قبول نہ کرنا چاہئے لیکن جب غیر مسلم بادشاہ کوئی قاضی مقرر کردے اور مسلمان اس پر رضامندی ظاہر کردیں تو یہ تقرر باشبہ درست ہے۔

(۲) غیر مسلم کو قاضی بنانا درست نہیں کیونکہ قضا کے شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ قاضی مسلمان ہو پس غیر مسلم کو قاضی شرعی کے قائم مقام نہیں ہو سکتے اور ان کا فیصلہ شرعاً درست اور مؤثر نہیں ہو سکتا۔

ولا تصح ولایۃ القاضی حتی یجتمع فی المولی شرائط الشہادۃ کذا فی الہدایۃ من الاسلام والتکلیف والحریۃ الخ (عالمگیری) (۲) الصلاحیۃ للقضاء لہا شرائط منہا العقل ومنہا البلوغ ومنہا الاسلام ومنہا الحریۃ الخ (بدائع) (۳)

قاضی کو قاضی بنانا صحیح نہیں جب تک اس میں شہادت کے شرائط نہ پائے جائیں یعنی مسلمان ہونا مکلف ہونا آزاد ہونا وغیرہ۔

صلاحیت منصب قضا کے لئے چند شرطیں ہیں ان میں سے عاقل ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان ہونا اور آزاد ہونا الخ ہے۔ (بدائع)

یوں تو مسلمانوں کے تمام نزاعات کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان حاکم ان کا فیصلہ کرے لانہ لا ولایۃ لکافر علی مسلم (۴) لیکن نزاعات کی ایک قسم تو ایسی ہے کہ ان کے لئے قاضی مسلم باختیار کا ہونا اشد ضروری ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی اسلامی ضروریات معطل ہو جاتی ہیں بلکہ مسلمان سخت دقت اور شدید مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً دوسری قسم سے ...

(۱) مطلب فی تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیها الکفار ۵/ ۳۶۹ ط سعید
(۲) کتاب ادب القاضی، الباب الاول ۳/ ۳۰۷ ط ماجدیہ کوئٹہ
(۳) فصل واما بیان من یصلح للقضاء ۷/ ۳ ط سعید
(۴) رد المحتار، مطلب شروط الامامۃ الکبری ۱/ ۵۴۸ ط سعید

چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں :

(۱) آج کل بہت وقت کسی عورت کا خاوند مفقود ہو جاتا ہے اور عورت بھی نوعمر اور محتاج ہوتی ہے متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے موجب اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ اپنی طبعی و مالی مشکلات سے خلاصی کی سبیل بہم پہنچائے لیکن اس کی تکمیل بغیر قاضی مسلم کے فیصلے و حکم کے نہیں ہو سکتی ہزاروں عورتیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں اور موجودہ حکومت کا قانون ان کی مصیبت رفع کرنے سے ناکافی اور قاضی مسلم کا نہ ہونا ان تمام مصائب کا موجب ہے(۱)

(۲) بہت سی نابالغ لڑکیوں کا نکاح ان کے ولی کر دیتے ہیں نکاح شرعاً درست ہو جاتا ہے مگر ان کو بلوغ کے وقت اختیار ہوتا ہے کہ وہ نکاح کو باقی رکھیں یا فسخ کرا دیں مگر فسخ کے لئے قاضی کا حکم ضروری ہے اور بغیر قاضی شرعی کے حکم کے نکاح فسخ نہیں ہوتا موجودہ عدالتوں کے غیر مسلم حاکم اگر فسخ بھی کر دیں تو شرعاً ایسے فسخ کا اعتبار نہیں(۲)

(۳) بہت سے جاہل مسلمان اپنی بیوی پر ناجائز تہمت لگا کر اس کو بیچ کی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں شریعت مقدسہ اسلامیہ نے ایسی صورت میں اس کا علاج لعان مقرر کیا ہے لیکن لعان کے لئے قاضی مسلمان کا ہونا ضروری ہے غیر قاضی مسلمان کے لعان کرانے سے اس مشکل کا کوئی حل نہیں(۳)

(۴) اسی طرح کوئی شریف اپنی بیوی کو بد چلنی میں مبتلا پائے اس کی تسکین بھی لعان ہے جس کے لئے قاضی مسلم ضروری ہے(۴)

(۵) اور کوئی جاہل اپنی ساس سے ناجائز حرکت کرے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے لیکن ان دونوں میں تفریق قاضی شرعی کرا سکتا ہے اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت وقت عورتیں سخت گناہ میں مبتلا رہتی ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں پاتیں(۵)

(۶) بہت سی عورتوں کو ان کے خاوند معلقہ کر کے چھوڑ دیتے ہیں نان نفقہ نہیں دیتے اور

(۱) [illegible] القضاء (مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ٤ / ٢٩٧ ط سعيد)

(۲) [illegible] الفسخ لا يثبت الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولي ٤ / ٧٠ ط سعيد)

(۳) [illegible] واللعان لا تقع الفرقة حتى يفرق الحاكم بينهما (هداية باب اللعان ٢ / ٤١٨ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

(٤) ايضاً

(٥) [illegible] (المحرمات ٣ / ٣٧ ط سعيد)

کی تفریق درست نہیں [illegible] نہیں آتے [illegible] وقت شافعی [illegible] اپنے مذہب کے موافق قاضی تفریق کر سکتا ہے لیکن قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے [illegible] صورتیں جتنے مذاہب ہیں [illegible] تفریق کا حکم بھی کرے تو [illegible] نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

(۷) اگر عورت [illegible] طلاق نہیں دی تھی مگر عورت نے طلاق [illegible] دعویٰ [illegible] پیش کر دیے اور موجودہ عدالت نے طلاق تسلیم کر کے تفریق کا حکم دے دیا تو یہ حکم شرعی [illegible] البتہ شرعی عدالت ہوتی اور قاضی مسلم یہ حکم کرتا تو [illegible] عدت [illegible] نکاح کر لیتی تو زنا کے گناہ میں گرفتار نہ ہوتی(۲)

(۸) [illegible] معاملات میں قاضی شرعی کا فیصلہ ضروری ہے [illegible] نکاح کو فسخ بھی کر دیں جب بھی [illegible] فسخ نہیں ہوتا اور زوجین [illegible] میں سے [illegible] کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(۹) رمضان شریف کے چاند یا عید کے چاند کی شہادت قبول کرنا [illegible] قاضی مسلم کا کام ہے [illegible] ثابت [illegible] پیدا ہو جاتے ہیں

ان [illegible] معاملات میں [illegible] شرعی فیصلہ مسلمان قاضی پر موقوف ہے۔ [illegible]

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱-۲) عہدہ قضا کے استحقاق کے لئے صلاحیت واستعداد شرط ہے

(۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے ورنہ جو مسلمان جماعت کرے

(۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہیے؟

(۵) قاضی کی خدمات اجازت کے بغیر انجام نہیں دینی چاہئیں.

(سوال) [illegible] شرع شریف خاندانی [illegible] (ترکہ) ہے یا نہیں؟ (۲) اگر وراثتاً [illegible]

(۱) [illegible] عن الفقه و بالعبية ۳ : ۵۹۰ ط سعید)

(۲) [illegible] ۵ : ٤٠٥ ط سعید

(۳) [illegible] العین وغیره ٥ : ٤٩٨ ط سعید)

(٤) [illegible] کتاب الصوم ۲ : ۳۸۵ ، ۳۸٦ ط سعید)

نہیں ہے تو شرعی قاضی کے متعلق قاضی بنانے کا حق ہندوستان جیسے مقام میں کس کو ہے؟ (۳) کیا غیر مسلم حاکم بغیر رضامندی جماعت مسلمین قاضی کسی کو مقرر کر سکتا ہے؟ (۴) قاضی کیسے آدمی کو بنانا افضل ہے؟ اس کی افضلیت کے کیا کیا اوصاف ہیں (۵) شرعی قاضی کی موجودگی میں منصب امامت صلوۃ جمعہ وغیرہ و اقامت جمعہ و اعیاد وغیرہ دوسرے کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۶ عبدالمجید صاحب (مدراس) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۷) (۱) عہدہ قضا کا استحقاق صرف وراثت کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ صلاحیت و استعداد لازم ہے ہاں صلاحیت اور استعداد رکھنے والے متعدد شخصوں میں سے اس کو ترجیح دی جائے جو قاضی سابق کا فرزند یا قریب ہو لیکن قاضی سابق کے فرزند یا قریب میں صلاحیت اور اہلیت نہ ہو تو اجنبی کو جو صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو مقدم رکھا جائے گا(۱)

(۲) قاضی بنانے کا حق سلطان اسلام کو ہے اور سلطان اسلام نہ ہو تو مسلمانوں کی جماعت کو اور غیر مسلم حاکم کسی کو بشرط رضامندی جماعت مسلمین قاضی بنادے تو یہ بھی درست ہے(۲)

(۳) جماعت مسلمین کی رضامندی کے بغیر اگر غیر مسلم حاکم کسی کو قاضی بنادے تو وہ قاضی شرعی قاضی نہ ہو گا اگرچہ قانوناً قاضی قرار دے دیا جائے۔

(۴) ہندوستان میں قاضی اپنے اصلی مفہوم کے لحاظ سے قاضی نہیں بنائے جاتے بلکہ صرف نکاح پڑھانے اور عیدین کی امامت وغیرہ جیسے کام ان کے سپرد ہوتے ہیں اس لحاظ سے ہر نیک اور صالح پڑھا لکھا آدمی قاضی بنایا جا سکتا ہے(۴)

(۵) آج کل تو شرعی قاضی کی خدمات یہی ہیں اور جب ایسا شخص موجود ہو جو شرعی طور پر ان خدمات کی اہلیت رکھتا ہے اور یہ خدمات اس کو تفویض کی گئی ہیں تو دوسرے کسی شخص کو اس کی اجازت کے بغیر یہ کام نہ کرنے چاہئیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی

(۱) والصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها البلوغ ومنها الإسلام ومنها الحرية ومنها البصر ... (بدائع الصنائع، كتاب آداب القاضي ۷/۳ ط سعيد)

(۲) وأما بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين إقامة الجمع والأعياد ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ... (الدر المختار، مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۵/۳۶۹ ط سعيد)

(۳) وإذا ولي الكافر عليهم قاضيا ورضيه المسلمون صحت توليته بلا شبهة (رد المحتار، مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۵/۳۶۹ ط سعيد)

(۴) حوالہ بالا

(۵) واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقا (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

زوجین کے درمیان انگریزی عدالت کے مسلم جج تفریق کر سکتے ہیں!

(سوال) اگر زوجین میں تفریق کی ضرورت ہو تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی و اتفاق سے بھی کوئی منصب قضا نہیں ہے بعض علماء حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت واذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلۃ الی العلماء و یجب علی الامۃ الرجوع الیہم و یصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمہم فان استووا اقرع بینہم سے یہ علماء کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اس وقت اس ملک میں تفریق کر سکتے ہیں کیا اس وقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج یا مجسٹریٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ ہیں اور یہ علوم شریعت سے واقف ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۴۸) بے شک ضرورۃ انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شرعی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ انکو حکومت کی طرف سے معاملات مخصوصہ مثل نکاح و طلاق و نفقہ و مہر وغیرہ میں احکام شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ حدیقہ ندیہ کی جو عبارت سوال میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانات میں آج کل علماء بضرورت قائم مقام قاضی کے سمجھے جا سکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے علما کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومات میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہو گا کہ جہاں مسلمان حاکم نہ ہو وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے والی بنائیں اور اگر مسلمان ایسا کر لیں تو بیشک ان علماء کا فیصلہ معتبر ہو گا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک علماء قائم مقام ولاۃ احکام نہیں ہو سکتے(۲) واللہ اعلم　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کیا ہر کام مرتب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں

(۲-۳) فاسق کے مکان کو محکمہ شرعیہ تجویز کر کے اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے جانا جائز نہیں

(۱) ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار مع رد المحتار مطلب ابو حنیفۃ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۵/۳٦۸ ط سعید)

(۲) ولو فقد وال لغلبۃ کفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام للجمعۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الفتح وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ہو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیہم الکفار کقرطبۃ لان یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا و یکون ہو الذی یقضی بینہم وکذا ینصبوا اماما یصلی بہم الجمعۃ (مطلب فی تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵/۳٦۹ ط سعید)

(۴) کبائر کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے

(۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چندہ دینا موجب فسق ہے

(۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے

(۷) متبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔

(سوال) (۱) جوان پڑھ خاندانی قاضی کہ عیدین کی نماز کے لئے مع باجے کے گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ جاتا ہو اور داڑھی منڈاتا ہو اور رسوم شرکیہ پر آمادہ و مقدم رہتا ہو اور مسائل دینیہ سے بالکل نابلد ہو اور تارک صوم و صلوٰۃ ہو اور بدعت کے کاموں کو رواج دیتا ہو اور تعزیہ کے سامنے لوبان وغیرہ جلاتا ہو اور تعزیہ داروں کا حامی ہو ایسے شخص کو قاضی سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پڑھوانا اور اس کی حمایت کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایسے قاضی کے مکان پر جانا اور شرعیہ کے تصفیہ کے لئے جانا درست ہے یا نہیں (۳) اور اس کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھنا کیسا ہے؟ (۴) جو شخص کہ باوجود عالم ہونے کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہو اور محرم میں ڈھول بجانے والوں اور مرثیہ سننے والوں کا معاون و مددگار ہو بلکہ خود اس مجلس میں شریک ہوتا ہو اور رنڈیوں کا ناچ دیکھتا ہو اور محرم کے ایام میں مناقب شہداء میں جیسی غیر معتبر کتاب کا حافظ ہو اور اسے خوب مزہ سے پڑھتا ہو کہ سننے والے خوب روئیں اور یہ سمجھتا ہو کہ سامعین جتنا روئیں گے زیادہ ثواب ملے گا اور بجائے حرمت اہل بیت کا مرتکب ہو اور باوجود علم شرعی دیکھنے کے بھی باز نہ آتا ہو اور علمائے متقین کے فتویٰ کو جو موافق شرعیہ کے موافق ہو محض اپنی ضد اور نفسانیت سے نہ مانتا ہو ایسے شخص کی گواہی شرعاً مقبول ہے یا نہیں (۵) جو مولوی کہ بزرگوں کے عرس اور دیگر فاتحہ عوام میں جہاں رنڈیوں کا ناچ وغیرہ ہوا کرتا ہو چندہ دے اور لوگوں سے چندہ وصول کرائے اور ترغیب دے وہ کیسا ہے؟ (۶) جو مولوی یہ خیال کر کے کہ عوام مجھ سے بدظن ہو جائیں گے میری بے قدری ہوگی اور روزی میں نقصان پہنچے گا حق بات کو چھپائے اور معلوم ہو کر فتویٰ نہ دے وہ کیسا ہے اور ایسے شخص سے فتویٰ پوچھنا کیسا ہے؟ (۷) ممنوعات شرعیہ سے روکنے والے عالم کو سخت سست کہنا اور ان کی ہتک عزت کے درپے ہونا کیسا ہے؟ المستفتی فتح بلدر خان المقلب بہ نبی بخش چشتی عفی عنہ (مالی گاؤں)

(جواب ۲۴۹) جس شخص میں یہ باتیں ہوں کہ داڑھی منڈاتا ہو اور باجے کے ساتھ عیدگاہ کو نماز کے لئے جاتا ہو اور رسوم شرکیہ پر آمادہ و مقدم رہتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو تعزیہ پر لوبان جلاتا ہو تعزیہ داروں کی اس بدعت میں حمایت کرتا ہو وہ فاسق ہے اور ہرگز قاضی بننے کے لائق نہیں(۱) ہے (۲'۳) ایسے شخص کو قاضی بنانا اور اس کے پاس فیصلے کے لئے جانا جائز نہیں اور اس کے مکان کو محکمہ

---

(۱) لكن لا ينبغي أن يقلد الفاسق لأن القضاء أمانة عظيمة وهي أمانة الأموال والأبضاع والنفوس فلا يقوم بوفائها إلا من كمل ورعه وتم تقواه (بدائع الصنائع، فصل وأما بيان من يصلح للقضاء ۷ / ۳ ط سعيد)

شرعیہ کو سمجھنا فسق ہے (۴) یہ شخص بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہے(۲) (۵) ایسے عرسوں میں جہاں رنڈیوں کا ناچ ہو اور محرمات و منکرات کا مجمع ہو جیسا آج کل اکثر عرسوں میں ہوتا ہے جانے اور چندہ دینے والا بھی فاسق اور دین کو تباہ کرنے والا ہے(۳) (۶) ایسا مولوی بھی فاسق ہے (۷) عالم باعمل متبع شریعت کو برا کہنا اور اس کی توہین کرنا سخت گناہ ہے اور بسا اوقات یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے(۴)

واللہ اعلم　　　　محمد کفایت اللہ غفرلہ‘ مدرس مدرسہ امینیہ‘ سنہری مسجد دہلی

الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲۷ شعبان ۱۳۳۳ھ

تیسرا باب
دعویٰ اور گواہی

ٹیلی فون پر عادل گواہوں کی شہادت بھی مقبول نہیں

(سوال) رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو ٹیلی فون پر چار معتبر عادل گواہوں نے شہادت دی کہ ہم نے ہلال فطر دیکھا ہے ان چاروں آدمیوں کو اور ان کی آوازوں کو میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جب کہ تمام کاروباری اور خانگی امور میں ٹیلی فون پر ان لوگوں کا اعتبار کیا جاتا ہے تو چاند کی شہادت کیوں نہ معتبر سمجھی جائے اور اب تو یہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنے والے کا فوٹو بھی سامنے آجایا کرے گا اگرچہ اب تک رائج نہیں ہے موجودہ شکل میں اور جو آئندہ آنے والی ہے کچھ فرق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۸ مولانا حکیم محمد ابراہیم صاحب راندیر ضلع سورت ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۵۰) ٹیلی فون کی حیثیت اگرچہ ٹیلی گراف سے مختلف ہے لیکن شہادت کے موقع پر دونوں کا حکم شرعی ایک ہے جس طرح کہ تار کے ذریعے سے شہادت ادا نہیں کی جا سکتی اسی طرح ٹیلی فون بھی ادائے شہادت کے لئے مفید و مقبول نہیں قانونی عدالتیں بھی تار یا ٹیلی فون پر شہادت قبول نہیں کرتیں اگر آئندہ فون پر بات کرنے والے کا فوٹو بھی سننے والے کے سامنے آجائے جب بھی باب شہادت

(۱) (والفسق هنا فيكون اهلا لكن لا تقبل ... كفاسق شهادته به يفتى (تنوير الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار مطلب في حكم القاضي الدرزي والنصراني ۵/ ۳۵۵، ۳۵۶ ط سعيد)

(۲) (اتفقوا على أن لا عدالة ... لا تقبل شهادة من يجلس مجلس الفجور والمجانة والشرب وإن لم يشرب، عالمگیریة الفصل الثاني فيمن لا تقبل شهادته لفسقه ۳/ ۴۶۶ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) (قال السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام، عالمگیریة الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي ۵/ ۳۵۲ ط ماجدية كوئٹه، قال الله تعالى: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (المائدة ۲)

(۴) (ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو فقيها من غير سبب (البحر الرائق باب أحكام المرتدين ۵/ ۱۳۲ ط بيروت)

میں وہ ناقابل اعتبار رہے گا تمام کاروبار کا اس پر مدار ہوتا اور روزانہ لوگوں کا تجارتی اور نجی کاموں میں اس کو معتبر سمجھنا اس کے لئے کافی نہیں کہ شہادت میں بھی اس پر اعتبار کیا جائے جیسے کہ حکومت ہند کے بہت سے اہم کام تار کے ذریعے انجام پاتے ہیں لیکن ایگزیکیوٹو (انتظامی) صیغہ میں تار پر بھروسہ کرنے کے باوجود جوڈیشل (عدالتی) صیغہ اس کو معتبر نہیں سمجھتا۔

ہاں جب کہ کثرت تاریں یا ٹیلی فون کی وجہ سے کسی کو خبر کا یقین ہو جائے تو وہ شخصی طور پر عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن حکم کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس پر رویت ہلال یا افطار یا عید کا عام حکم نہیں دیا جا سکتا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے۔

(سوال) ایک قوم قلیل التعداد تمام واقعات صحیحہ کے معلومات ہونے کے باوجود شہادت حقہ کا کتمان کرتی ہے اقرار صحیحہ سے سبکدوش نہیں ہوتی اور ایک مظلوم ہو کر عام حیثیت میں جب فریب دغابازی سے مبرا اور پاک ہے اس کی مظلومیت محفوظ نہیں رکھتی ایسی قوم کے لئے چند علمائے کرام اور باشندگان شہر کو از روئے شریعت ایسی قوم کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے ؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبدالرحیم صاحب (چھوٹی نیچہ) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۱) ایسی شہادت کا کتمان کرنا جس سے حقوق العباد ضائع ہوں حرام ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طبانہ و خوراک نہیں لینا چاہئے
(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے
(۳) عدالت میں موجود شخص چال چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا
(۴) رشوت کی تعریف
(۵) زبانی کوشش سے ہو سکنے والے کام کی اجرت لینا کیسا ہے ؟

(سوال) (۱) گورنمنٹ کسی شخص کو کسی کام کے لئے بلاتی ہے تو اس کو طبانہ یعنی خوراک و کرایہ دیتی

---

(۱) ولو سمعه من وراء الحجاب لا يسعه أن يشهد لاحتمال أن يكون غيره إذ النغمة تشبه النغمة إلا إذا كان في الداخل وحده ودخل وعلم الشاهد أنه ليس فيه غيره ثم جلس على المسلك وليس له مسلك غيره فسمع إقرار الداخل ولا يراه لأنه يحصل به العلم وينبغي للقاضي إذا فسره له لا يقبله (عالمگیریہ، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة ۳/ ۴۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) وسبب وجوبها طلب ذي الحق أو خوف فوت حقه بأن لم يعلم بها ذو الحق وخاف فوته لزمه أن يشهد بلا طلب (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۱، ۴۶۲ ط سعید)

تب اس کا لینا عند الشرع جائز ہے یا نہیں اسی طرح اگر کوئی بھائی شہادت کے لئے جائے تو وہ بھی طلب دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص کسی شخص کو شہادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے دوسری جگہ ضلع یا تحصیل میں لے جائے تو اس شخص کو اپنے کام کے چھوٹنے کا حرجانہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر لے سکتا ہے تو کس مقدار تک لے سکتا ہے؟ (۳) اگر کوئی نمبردار وہیں عدالت میں موجود ہو اور کوئی شخص اس سے چال چلن یا حیثیت کی تصدیق کرائے تو اس سے حیثیت یا چال چلن کی تصدیق کرنے کے عوض کرایہ خوراک لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) رشوت کی مفصل تعریف کیا ہے کہ جس سے رشوت وغیر رشوت میں امتیاز ہو سکے (۵) اگر کسی شخص کی صرف زبانی کوشش سے کسی کا کام ہو سکتا ہے تو اس کے عوض کچھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۰۰ عبد المجید خاں نمبردار رہتک ۵ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) (۱) گورنمنٹ سے طلبانہ خوراک لینا جائز ہے شہادت اگر شرعی شہادت ہو تو اس کی اجرت و خوراک نہیں لینا چاہئے (۱) (۲) صرف کرایہ آمدورفت لے سکتا ہے بشرطیکہ شرعی شہادت ہو (۲) (۳) نہیں چاہئے (۳) (۴) جو کام کہ خود اس پر کرنا لازم ہے اس کے کرنے پر اجرت لینا یا حق کو رشوت سے ناحق کر دینا یہ رشوت ہے (۴) (۵) اس میں تفصیل ہے خاص صورت ظاہر کرکے اس کا حکم دریافت کرو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں

(سوال) ہندو کی شہادت شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت ہندو کی گواہی ماننا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۸ عبد الشکور صاحب (الہ آباد) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہوگی (۵) مسلمان کے خلاف ہندو کی گواہی مقبول نہیں ہوگی (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وكذا الكسب في تعليمنا لكن به حد الاجرة لا للشاهد حتى لو ركبه بلا عذر لم تقبل وبه نفتي لحديث اكرموا الشهود وجوز الثاني الاكل مطلقا وبه يفتى (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الشهادات ۵: ۴۶۳ ط سعيد)
(۲) حوالہ بالا
(۳) حوالہ بالا
(۴) قال في القنية وفي المصباح الرشوة ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له او يحمله على ما يريد (رد المحتار، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية ۵: ۳۶۲ ط سعيد)
(۵) وتقبل من اهل الاهواء والذمي على مثله وان اختلفا ملة كاليهود والنصارى (تنوير الابصار مع رد المحتار، باب القبول وعدمه ۵: ۴۷۲ ط سعيد)
(۶) وفي الاشباه لا تقبل شهادة كافر على مسلم الا تبعا (الدر المختار مع رد المحتار، باب القبول وعدمه ۵: ۴۷۵ ط سعيد)

طلاق یا نیوی کو ثابت کرنے کی گواہی دینا جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے!

(سوال) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے یا تحریر فرخت کرے تو اس کی طلاق کی یا بیع کی شہادت دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۹ محمد خاں صاحب (آگرہ) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۵۴) طلاق یا بیوی کو ثابت کی شہادت دینا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں

(سوال) گواہ کو اپنی گواہی دینے کی اجرت لینی جائز ہے یا نہیں جتنی طلب ہو دیا جاتا ہے یا اور کسی قسم کی چیز جیسے خرچہ وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۲۶۶۶ مولانا محمد یوسف صاحب فقیہ (نبوی) ۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۵۵) قانون شہادت انگریزی کے ماتحت جن گواہوں کے نام سمن نکلوائے جاتے ہیں اور عدالت میں طلب کر لیا جاتا ہے وہ سب شرعی طور پر شاہد نہیں ہوتے تو جو گواہ شرعی طور پر شہادت کے لئے طلب کیا جائے اس کو شہادت کی اجرت لینا جائز نہیں لیکن وہ گواہ جس کو شرعی شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا ہو خواہ انگریزی قانون شہادت کے تحت طلب کر لیا گیا ہے وہ شرعاً شاہد نہیں اور وہ اپنے وقت کی اجرت لے سکتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

داڑھی منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

(سوال) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت شادی کے موقعہ پر جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح ایسے شخص کی رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی گواہی لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۴ شیخ نظام الدین شیخ معظم (ضلع مغربی خاندیس) ۱۰ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۵۶) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو شاہد یا وکیل نہ بنایا جائے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ویجب الاداء بلا طلب لو الشهادة فی حقوق الله تعالیٰ وهی کثیرة کطلاق امرأة (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الشهادات ۵/۴۶۳ ط سعید) (۲) وکذا لکن ذا یعنی لکن له اخذ الاجرة لا ستخدم حتی لو ارکبه بلا عذر لم تقبل و به تقبل لحدیث اکرموا الشهود (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الشهادات ۵/۴۶۳ ط سعید) (۳) وشرط حضور شاهدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح علی المذهب بحر مسلمین لنکاح مسلمة ولو فاسقین (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار) وفی المحقق فی الشامیة (قوله ولو فاسقین) اعلم ان للنکاح حکمین حکم الانعقاد و حکم الاظهار فالاول ما ذکر والثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظهار الا شهادة من تقبل شهادته فی سائر الاحکام (شامی مطلب فی عطف الخاص علی العام ۳/۲۱، ۲۲، ۲۳ ط سعید)

مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

(سوال) مشکور علی خاں بذریعہ ولایت اپنے باپ اسد علی خاں کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم نابالغہ کے ساتھ بولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور محمد عبدالغنی خاں بولایت اپنے باپ حاجی عبدالوہاب کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم کے ساتھ بولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور مسماۃ سلطان زمن بیگم کا باپ محمد ظہیر الدین خاں اپنے حلفیہ بیان میں روبروئے عدالت بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ سلطان زمن بیگم کا نکاح محمد عبدالغنی خاں ولد حاجی عبدالوہاب کے ساتھ کیا ہے مشکور علی خان کے ساتھ نہیں کیا۔

اب عبدالغنی خاں اثبات نکاح کا عدالت دہلی میں دعویدار ہے جس میں مشکور علی خاں مدعا علیہ ہے اور مشکور علی خاں اثبات نکاح کا عدالت ریاست رامپور میں دعویدار ہے جس میں محمد عبدالغنی خاں مدعا علیہ نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ عبدالغنی خاں کو ازروئے شرع شریف مدعا علیہ بنانا چاہیے یا نہیں ؟ کیونکہ خوف یہ ہے کہ عدم موجودگی عبدالغنی خاں میں اگر مشکور علی خاں کامیاب ہو جائے تو اس نکاح کا کیا حال ہو گا جس میں عبدالغنی خاں کو مدعا علیہ ریاست رامپور نے نہیں بنایا۔

(جواب ۲۵۷) مشکور علی خاں کے دعویٰ کا تعلق صرف سلطان زمن کے ساتھ نہیں بلکہ نکاح کے دوسرے دعویدار عبدالغنی خاں سے بھی ہے کیونکہ وہ بھی سلطان زمن کے نکاح کا مدعی ہے اس لئے مشکور علی خاں کو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبدالغنی خاں کو بھی مدعا علیہ قرار دے اور اس کے ولی کے روبرو اپنی شہادت و ثبوت وغیرہ پیش کرے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرس مدرسہ امینیہ' دہلی۔

ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو' میاں بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(سوال) زید نے خالد کو یہ الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خالد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے

(۱) ولا یقضی علی غائب ولا له أي لا يصح بل ولا ينفذ على المفتى به بحر إلا بحضور نائبه ... (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار) قال المحقق في الشامية (قوله ولا يقضي على غائب) أي بالبينة سواء كان غائبا وقت الشهادة أو بعدها وبعد التزكية وسواء كان غائبا عن المجلس أو البلد (كتاب القضاء، مطلب في أمر الأمير وقضائه ٥/ ٤٠٩ ط سعيد)

کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق دیں اور خالد نے اس دعویٰ سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادۃ کا مطالبہ کیا مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسمی بکر حلف اللہ پر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے کیا دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بکر گواہ نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بکر کو کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے لہذا قسم تمہیں ہی اٹھانی پڑے گی بیان بکر ہے کہ واللہ باللہ تعالیٰ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں بیان گواہ مسمی عمرو کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اگر میری شہادت کاذبہ ہو تو میری منکوحہ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے فیصلہ کیا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب علمائے اسلام کا آپس میں اختلاف ہو گیا اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا۔ المستفتی نمبر ۱۷۵۰ امام زادہ کے، ۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۸) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہا کی خبر دے رہا ہے جو حقیقۃً شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جا سکتا اور اسی بنا پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے اور اس لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم بھی صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہے پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر ہے۔(۱)

ہاں اس معاملہ میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی۔(۲) بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری

(۱) التحکیم هو لغة جعل الحكم فيما لك لغيرك و عرفاً تولية الخصمين حاكماً يحكم بينهما (تنوير الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب التحكيم ٥/ ٤٢٨ ط سعيد)

(۲) هي اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القاضي (تنوير الابصار مع رد المحتار كتاب الشهادات ٥/ ٤٦١ ط سعيد)

تفریق نہ ہوئی ہو تو کیونکہ قاضی شرعی وہی قاضی ہے جو حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہو اور جس وقت قاضی سے قاضی مقرر ہو سکتا ہے جب کہ سلطان اس کو اپنی طرف سے فیصلہ کا حق دیں اور جب تک یہ صورت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی (۲) پس صورت مسئولہ میں نہ قاضی صاحب سے مراد اور حکومت نہیں اور نہ حکم ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی واللہ اعلم ۔ ہاں مسئلہ علمائے کرام کی تحقیق کا محتاج ہے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(ف) علمی اختلاف نہیں ۔ جب حاکم جب حکومت میں کسی درجہ میں بھی ہو ان سے تفریق حاصل کی جاسکتی ہے تو کسی اور سے کیا تحریک (واصف مفتی عنہ)

عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا فسخ نکاح قضاءً صحیح ہوگا

(سوال) ہندہ نے خلاف واقعہ باغوائے چند اشخاص بدبختی سے اپنے کسی عزیز کے ساتھ عقد ثانی کرنا چاہتی ہیں اپنے شوہر پر مقدمہ عدم ادائے حقوق زوجیت کا دعویٰ عدالت میں منصفی میں کر کے فسخ نکاح کی درخواست دی ہے جب کہ عورت اس دعویٰ میں بالکل خلاف واقع اور جھوٹی ہو تو ایسی صورت میں یہ حکم فسخ نکاح ہو سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۶۳ چوہدری عبدالعزیز ۲۴ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۲۵۹) اگر عورت کا دعویٰ غلط اور خلاف واقع ہے تو شوہر کو لازم ہے کہ وہ اس کی پیروی کرے اور عورت کے بیان کا غلط ہونا ثابت کر دے تاکہ حاکم عورت کو ڈگری نہ دے لیکن اگر وہ عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچا سمجھ کر نکاح فسخ کر دیا تو قضاءً یہ فسخ صحیح ہوگا مگر خدا کے نزدیک عورت اور جھوٹی گواہی دینے والے گنہگار ہوں گے نکاح [illegible] قضاءً شرعی فیصلہ مثل صحیح ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) [illegible] تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار [illegible]
شهادات ۵/۴۶۳ ط سعید)

(۲) [illegible]

[illegible] الحكم ۳/۲۹۷ ط ماجدیه کوئٹه)

(۴) [illegible] تنوير الأبصار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وشهادة الزور (صحيح الإمام مسلم، باب الكبائر [illegible]
قديمي كتب خانه كراچی)

حسبت پر مبنی شہادت بلاوجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے

(سوال) جناب کے حافظ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال و جواب ہو گا کہ زید نے کہا "میں نے زمین و آسمان پیدا کئے وغیر ذلک" پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید نے دعویٰ خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ "زید کا قول معتبر ہو گا ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس ماہ کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں نا قابل التفات ہے"

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دیکر شاہدین کی شہادت کا نا قابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارت کتب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۳۱ محمد جواد (مدراس) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۲۶۰) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہو گا اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت یعنی للّٰہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلاوجہ معقول تاخیر کرنے سے نا مقبول ہو جاتی ہے ومتی اخر شاهد الحسبة شهادته بلاعذر فسق فترد (درمختار)(۱) اس لئے ان کی یہ شہادت ردّ کی جاتی ہے اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کرے اور شہود تین کا اقرار کرے تو شہادت شاہدین بے اثر ہو جاتی ہے۔ شهد واعلى مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له (درمختار)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مرض الموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے.
(۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے
(۳) شہادت کے لئے لفظ اشہد کافی ہے
(۴) عادل گواہ کی گواہی میں کذب کا مخفی احتمال شرعاً و عرفاً معتبر نہیں
(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنا ایک قطعہ اراضی (جو اس کی ملکیت میں صرف وہی قطعہ تھا) اپنے مرض الموت میں اپنے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور بیٹے نے بطور سند و حجت باپ سے ایک خط لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اب اس باپ کی وفات کے بعد بقیہ تین فرزندوں نے اپنے چوتھے بھائی کے ساتھ اس متروکہ قطعہ اراضی پر شرکت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ قطعہ زمین قیمت خرید ہے جس کی شہادت میں وہی خط پیش کرتا ہے جو بطور سند باپ سے لکھوا یا تھا مگر

(۱) کتاب الشہادات ۵ / ۴۶۳ ط سعید
(۲) باب المرتد مطلب جملہ من لا یقتل اذا ارتد ۴ / ۲۴۶ ط سعید

قاضی اس خط کو بحکم الخط یشبه الخط رد کرتا ہے پھر وہی مشتری اپنی طرف سے دو گواہ پیش کرتا ہے ایک کاتب بیع جس نے وہ خط لکھا تھا دوسرا گواہ جس کا نام بھی اسی خط پر مرقوم ہے اب مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں :-

(۱) مرض الموت میں ایک قطعہ اراضی کو اپنے دیگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے فروخت کرنا جائز تھا یا نہیں جب کہ وہی ایک قطعہ اراضی کل ملکیت تھی (۲) جب کہ بحکم الخط یشبه الخط مرقومہ بیع نامہ شرعاً رد کیا جا سکتا ہے تو پھر اس کا کاتب اور اس پر مرقوم شدہ گواہ کس طرح اور کس دلیل کی بناء پر شرعاً مقبول ہو سکتے ہیں (۳) اگر بفرض محال ان گواہوں کو شرعاً تسلیم کیا جائے تو پھر ان کی شہادت بغیر حلف کے معتبر ہو سکتی ہے یا نہیں اگرچہ قاضی ان کی شہادت بغیر حلف کے قبول کرتا ہو (۴) جب الخط یشبه الخط کے اصول کے مطابق مدعا علیہ کے خط کو بوجہ احتمال مشابہۃ الخط کے مسترد کیا جاتا ہے تو پھر اگر کاتب اور مرقوم شدہ گواہ کو تسلیم کیا جائے گا تو اس حالت میں ان ہر دو گواہوں کی زبانی شہادت میں احتمال کذب کا موجود ہے یا نہیں اگر واقعی احتمال کذب موجود ہے تو پھر بروئے قانون اصولی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مذکورہ صورت میں بطل الشواھد کا حکم دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۶۱) (۱) بیع جائز ہے کیونکہ یہ تبرع نہیں ہے عقد معاوضہ ہے۔[1] (۲) ان گواہوں کی گواہی مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ خط کا رد کردینا اس وجہ سے تھا کہ اس کا ثبوت نہ تھا تو اس کا ثبوت پیش کرنے اور ثابت کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔[2] (۳) شہادت میں لفظ اشہد کافی ہے پس یہ لفظ ہی قائم مقام حلف کے ہے کسی گواہ سے مزید حلف ضروری نہیں ہے۔[3] (۴) شاہد عادل کی زبانی شہادت میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً قابل اعتبار نہیں ورنہ باب شہادت ہی مسدود ہو جائے گا۔[4] محمد کفایت اللہ غفرلہ

عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں.

(سوال) مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ

---

(۱) اما تعريفه فمبادلة المال بالمال بالتراضي و اما ركنه فنوعان احدهما الايجاب و الثاني القبول ... و اما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري و في الثمن للبائع اذا كان البيع باتا (عالمگيرية، الباب الاول في تعريف البيع وركنه وشرطه و حكمه ۳ / ۲ ط ماجدية كوئته)

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق ووكالة واستهلال صبي ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار كتاب الشهادات ۵ / ۴۶۵ ط سعيد)

(۳) وركنها لفظ اشهد لا غير لتضمنه معنى مشاهدة و قسم و اخبار للحال (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات ۵ / ۴۶۲ ط سعيد)

(۴) والعدالة و هي شرط وجوب القبول على القاضي لا جوازه كذا في البحر الرائق (عالمگيرية الباب الاول في تعريفها وركنها و سبب ادائها ۳ / ۴۵۰ ط ماجدية كوئته)

دعویٰ مسماۃ صاحبزادی اور حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح ہوا ہی نہیں امان خان انعقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے بیان یہ ہے کہ مسماۃ صاحبزادی کا جس روز نکاح ہوا اس روز صرف جان محمد و نور محمد دو اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف تھے اور کوئی نہیں تھا حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صاحبزادی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو اپنا تن بخشا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کیا باوجودیکہ مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف انکار کرتے ہیں اس ثالث شخص کے پیش کئے ہوئے گواہوں کی شہادت سے نکاح ثابت ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۲۶۲) نکاح پر بغیر دعویٰ احدالزوجین شہادت مقبول نہیں ہے جب تک زوجین میں سے کوئی نکاح کا مقر نہ ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے جن چیزوں میں شہادت بغیر دعویٰ مسموع ہو جاتی ہے وہ خالص حقوق اللہ ہیں نکاح ان میں داخل نہیں۔ واللہ اعلم۔

چوتھا باب
منصب افتا اور مفتی کے فرائض

مطلقہ مغلظہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق مغلظہ دی اور طلاق نامہ لکھ دیا چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرعی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ دے کر مفتی سے فتویٰ حاصل کر کے حلال سمجھ کر اپنے تصرف میں لاتا ہے؟ المستفتی نمبر ۳۰۷ شیخ مسلم نورانی ڈھب ڈیون۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۳) اگر شخص مذکور بااختیار طلاق دے چکا ہے اور تین طلاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرام ہو چکی ہے۔ جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوئے۔ ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر اور مفتی کے فتوے سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں

---

(۱) ویجب اداؤها بالطلب ولو حکما کما مر لکن وجوبه بشروط سبعة مبسوطة في البحر وغيره ... وقرب مكانه ... وعلم المدعي بانه لو في حق العبد ... (الدر المختار، كتاب الشهادات ۵/۴۶۳ ط سعيد)

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ... لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره ... (الهداية، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

(۳) عن عبدالرحمن بن أبي بكرة عن أبيه قال كنا عند رسول الله ﷺ فقال ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثا الإشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور ... (صحيح مسلم، باب الكبائر وأكبرها ۱/۶۴ ط قديمي كتب خانه كراچي)

ہو جانے کی وجہ نہ ہو۔ مفتی کا فتویٰ تو بیان سائل پر ہوتا ہے اگر بیان جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ اس کے فتوے سے حرام چیز حلال ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے

(سوال) زید نہ فقہ حدیث صرف و نحو کی عبارت پڑھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں نہ قرآن صحیح پڑھ سکتے ہیں ناحق فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہیں گویا پیشہ ہی یہ ہے کسی سے قرض لیتے ہیں تو دینا نہیں جانتے جھوٹ بولنا دغا کرنا لوگوں کا مال غصب کرتے ہیں آیا ایسے لوگوں سے خط و کتابت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳۲ عبدالرحمن (ضلع نہک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶٤) بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے[۱] اور لوگوں کے حقوق غصب کرنا جھوٹ بولنا دغا کرنا بھی حرام ہے[۲][۳] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۲٦٥) (۵۵۳) واقعہ مذکورہ فی السوال کے متعلق دو فتوے میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ تیسرا ہے اور افسوس کہ پہلے فتووں کی نقل بھی میرے پاس موجود نہیں رکھی گئی اور جوابوں میں جو اختلاف نظر آئے وہ بیان سائل کے اختلاف پر مبنی ہو گا کیونکہ مفتی کے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کون سا بیان سچا اور واقعہ کے مطابق ہے اور کون سا جھوٹا اور واقعہ کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵٤ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء

یہ فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کا کام ہے کہ فلاں کام دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟

(سوال) مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم کی کتاب (مساوات اسلامی) کی وجہ سے ہندوستان کی بہت بڑی مسلم آبادی کے قلوب مجروح ہوئے ہیں اور دارالعلوم کو شدید بار روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے کیا دارالعلوم میں رکھنے کے لائق ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲٦ منجانب طلبہ دارالعلوم دیوبند ۲ شعبان ۱۳۵٤ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶٦) دارالعلوم دینی باتوں سے محفوظ رکھنا جو اس کی حالت مالیہ و انتظامیہ اور وقار کے لئے

---

(۱) فی تحکیم محمد معتمد و لمفتی محمد غیر معتمد ... ولا یحکم الا من یکون عالماً بالحق فیہ ٤: ۱۳۳ ط دار الکتب العلمیہ بیروت ۔

(۲) من فی الناس ... ۶: ۱۹۶ ط دار الکتب العلمیہ بیروت

(۳) عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ... فان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام (جامع الترمذی باب ماجاء فی تحریم الدماء والاموال ۲: ۳۹ ط سعید)

مقرر ہوں اہل شوریٰ کا فرض ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں امر دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں یہ بھی اہل شوریٰ کا منصب ہے میں شخص کے متعلق اظہار رائے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھتا ہوں نہ چہ جائیکہ حکم شرعی کا فتویٰ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا "جاؤ میں نہیں جانتا" کیسا ہے؟

(سوال) امام صاحب سے اگر کوئی مقتدی شرعی مسئلہ دریافت کرے تو کیا امام صاحب کو ازروئے شریعت امام مقتدی کو یہ جواب دینا جائز ہو کہ جاؤ میں نہیں جانتا اور مقتدی اس پر اصرار کرے تو امام صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے تمہاری پرواہ نہیں خواہ میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۸۴۲ عبدالمجید خاں (شملہ) ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۷) امام صاحب کو اگر وہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کا یہ کہنا کہ "میں نہیں جانتا" صحیح ہے مقتدی کو اصرار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے متعلق یہی جواب صحیح ہے کہ "میں نہیں جانتا" (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مفتی پر زبانی جواب واجب ہے تحریری نہیں

(سوال) کسی مفتی صاحب سے شرعی فتویٰ دریافت کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے کہ مجھ کو جواب دینے کی فرصت نہیں ہے اور نہ قوت کی اور جب تحقیق کیا جائے تو مستفتی اپنا پتہ لفافہ پر لکھ کر معمول یہ مفتی صاحب کو پتہ لکھنا یا پہچان کا لفافہ دے بغیر لفافہ پر پتہ لکھنا ضروری سمجھو تحقیق مجھ کو تکلیف دی ایسے مفتی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے مفتی کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ کیونکہ مسلمان تو علماء سے ہی فتویٰ حاصل کریں گے؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبدالمجید خاں (کوہ شملہ)

(جواب ۲۶۸) بھائی صاحب! عالم اور مفتی کے ذمہ اتنی بات ہے کہ جو مسئلہ اس کے علم میں ہو اگر کوئی دریافت کرے تو بتادے اور اگر شخص مذکور کتاب دیکھ کر بتانے پر قدرت ہو اور اس میں اس کو کوئی کلفت نہ ہو تو دیکھ کر بتادے لیکن کسی حال میں تحریری جواب دینا اس پر لازم نہیں اور جوابی لفافہ مستفتی کے نام کا لکھنا اور لفافہ پر پتہ لکھنا کسی حال میں لازم نہیں جو علماء یہ سب کام کرتے ہیں وہ تحریری جواب دیتے ہیں (اور جو مستفتی علماء سے زبانی دریافت کرنے پر قادر نہیں) وہ محض تبرعاً اور بہ نیت ثواب یہ کام کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ان پر یہ بات فرض ہے [illegible]

(۱) وعن [illegible] من علم شيئاً فليقل به ومن لم يعلم فليقل الله أعلم [illegible] (مشكوة [illegible])
[illegible] وذكر الزمخشري في ربيع الأبرار [illegible] لا أدري [illegible]
[illegible] لا أدري [illegible] نصف العلم [illegible]
نسماء (كتاب العلم، الفصل الثالث ۱/ ۳۱٤، ط امدادیه ملتان)

نے فرض نہیں کیا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مفتی کے لئے صاحب علم اور احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔
(۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
(۳) مفتی کا قصداً کسی مسلمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
(۴) تکبر اور نام و نمود کی نیت سے اپنی تعریف شائع کرکے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے۔

(سوال) (۱) زید نے کسی دارالعلوم دینی میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی نہ درسی کتابیں پڑھی ہیں نہ کسی مدرسہ کی سند حاصل کی ہے نہ کسی استاد کی سند فضیلت یا دستار بندی کی ہے مگر دینی امور میں بحیثیت مفتی فتوے صادر کرتا ہے کیا ایسی نا قابل اطمینان صورت میں زید فتوی شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتوی قابل عمل ہے؟
(۲) کیا صورت مذکورۃ الصدر زید کے فتووں پر مسلمانوں کو صحیح سمجھ کر عمل کرنا چاہئے؟
(۳) اگر کوئی مفتی غلطی سے یا عمداً کسی جلیل القدر مستند عالم متقی بزرگ امام کے خلاف غلط فتویٰ صادر کرے جس سے عالم موصوف کی عزت و حرمت خطرہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد جنگ و جدل کی آگ بھڑک جائے ایسے متفنی مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟
(۴) اگر کوئی نماز پڑھانے والا امام جاہل مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں کی شعبدہ بازی دکھانے سے متاثر کرے اور بجبر و رعونت سے علمائے دین کی عظمت و حرمت کا لحاظ نہ کرے اور اپنی شہرت و نمود کے لئے پوسٹروں اور اخبارات میں جاہل سازشی شخص کی طرف سے بڑے بڑے القاب اور خطاب جوانبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی شان کے لائق ہوں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہوں طبع کرا کر عوام الناس میں اپنے امام ہونے کا ذریعہ بناتا ہو اور ایسی شعبدہ بازی و فریب کاری کے جال میں نادان مسلمانوں کو پھنسا کر گمراہ کرے ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۹۵ مولوی موسیٰ خان صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۹) فتویٰ دینے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عالم صاحب بصیرت وسیع المطالعہ و وسیع النظر اور احوال زمانہ سے واقف ہو جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ افتا کا اہل نہیں اور اس کے فتوے پر بدون تحقیق و تصدیق کے عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں۔

(۱) لان الواجب عليه [illegible] (الدر المختار مع رد المحتار [illegible] ۶ / ۹۲۲ ط سعید) (۲) لا ينبغي لاحد ان يفتي الا من كان هكذا ويريد ان يكون مفتي عدلا [illegible] والسنة واجتهد [illegible] (عالمگیریہ الباب الاول في تفسير الادب [illegible] ۳ / ۳۰۸ ط ماجدیہ کوئٹہ) وفي [illegible] المفتي في الوقائع لا بد له من ضرب اجتهاد و معرفة باحوال الناس [illegible] باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب مهم ۲ / ۳۹۸ ط سعید)

اگر کوئی مفتی قصداً اور عمداً کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کردے اور مقصود اس کو رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسا مفتی سخت گناہ گار اور مفتری ہوگا(۱) اور اگر فتوے میں کسی نام کی تصریح نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید و عمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی واقعات مندرجہ فی السوال پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا مجرم وہ لوگ ہوں گے جو اس فتویٰ کو کسی خاص شخص پر چسپاں کریں حالانکہ اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر بہ نمود و نیت سے کوئی شخص اپنی تعریف خود شائع کرے یا کرائے تو وہ گناہ گار ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے.

(سوال) متعلقہ ذمہ داری مفتی

(جواب ۲۷۰) مذہبی مسئلہ بغیر علم کے محض قیاس سے بتانا بڑا گناہ ہے اس سے لوگوں کو مسئلہ نہیں پوچھنا چاہئیے اور اس کے بتائے ہوئے مسئلہ پر جب تک کوئی عالم تصدیق نہ کردے عمل نہیں کرنا چاہئے

(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فتویٰ کو بلاوجہ نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے

(سوال) جو شخص فتویٰ کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (مصر) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۱) جو شخص بلاوجہ فتویٰ کو نہ مانے وہ فاسق ہے اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کرے تو پھر اس وجہ پر غور کیا جاسکتا ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ایضاً

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص علمائے اہل سنت والجماعت کے فتوے سے انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) عن ابی ہریرة قال: قال رسول الله ﷺ من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه (سنن ابی داؤد، باب التوقی فی الفتیا ۲ / ۱۵۹ ط امدادیہ ملتان)

(۲) قال النبی ﷺ من سمع سمع الله به ومن یرائی یرائی الله به (صحیح البخاری، باب الریاء والسمعة ۲ / ۹۶۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) من افتی الناس ولیس باهل للفتوی فهو آثم عاص [illegible] ۴ / ۱۶۶ [illegible] العلمیة بیروت)

(۴) اذا جاء الخصمین الی صاحبه بفتوی الائمة فقال صاحبه لیس کما افتوا او قال لا نعمل بهذا کان علیه التعزیر (عالمگیریہ، منها ما یتعلق بالعلم والعلماء ۲ / ۲۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(جواب ۲۷۲) فتویٰ سے بغیر وجہ کے انکار کرنا فسق اور بسا اوقات موجب کفر ہو جاتا ہے(۱) ہاں اگر انکار کی کوئی وجہ ہو مثلاً فتویٰ غلط ہو تو اس فتویٰ کا انکار کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) جو شخص بغیر علم کے مسئلہ بتائے اس کا حکم ماننا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۳) بغیر علم کے مسئلہ بیان کرنا گناہ ہے(۲) اور لوگوں کو بھی ایسے شخص کی بات ماننا ضروری نہیں اگر صحیح مسئلہ بتائے تو مان لینا چاہیے لیکن صحت میں شک ہو تو کسی عالم سے تصدیق کر لینی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جواب کے آخر میں "واللہ اعلم" لکھنا علماء کا طریقہ مسلوکہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) اگر کوئی عالم صاحب کسی ایک مسئلہ کا جواب جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں واضح کر دیا ہو لکھیں اور آخر میں واللہ اعلم بالصواب لکھ دیں یا زبانی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دیں تو کیا یہ سمجھا جائے کہ عالم صاحب کو اس مسئلے میں شک ہے۔

(جواب ۲۷۴) واللہ اعلم بالصواب لکھنا یا کہنا علمائے ربانیین کا طریقہ مسلوکہ ہے اور اس سے ان کے ثابت کئے ہوئے مسئلے میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود عالم صاحب کو اس میں شک ہے بلکہ حاصل یہ فقرہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہی پورا اور ہر صواب بات پر محیط ہے اور اس کا اقرار مومن کا وظیفہ ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غیر قاضی کا فیصلہ قضا نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اس کے بعد اس کی زوجہ نے ایک مولوی صاحب سے بیان واقعہ کیا کہ مجھے زوج نے پہلے بھی تین طلاق دی ہوئی ہے لیکن ان کی گواہی سے پہلی طلاق ثابت نہ

---

(۱) رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمۃ فردھا ... قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع (عالمگیریہ فیما یتعلق بالعلم والعلماء ۲/ ۲۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) من افتی الناس ولیس باھل للفتوی فھو آثم عاص (اعلام الموقعین ٤/ ١٦٦ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۳) وان اجاب المفتی ینبغی ان یکتب عقیب جوابہ واللہ اعلم او نحو ذلک (عالمگیریہ الباب الاول فی تفسیر معنی الادب والقضاء ۳/ ۳۰۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

ہو گئی اس کے مولوی صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں اس لئے جب تک عدت نہ گزرے نکاح جائز نہیں اس فیصلے کے بعد اسی عورت نے اور گواہاں مولوی صاحب کے پاس پیش کئے کہ زید نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اس کے بعد اسی مولوی صاحب نے دوبارہ یہ فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت ہے اور مدت جدا رہنے کی بھی درمیان میں موجود ہے لہذا اب جدید عدت کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اس پر دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ ثانی فیصلہ غلط ہے کیونکہ پہلے ایک دفعہ قضاء ہو چکی ہے ثانی فیصلہ سے قضاء اول کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں اور در مختار کی اس عبارت کو پیش کیا - قضی القاضی بسنة فی حادثة ثم قال رجعت عن قضائی او بدالی غیر ذلک او وقعت فی تلبیس الشهود او ابطلت کما لا یقع تو کیا اب مولوی صاحب کا فیصلہ حق ہے یا ثانی کا اعتراض صحیح ہے اور اس عورت کا نکاح بغیر عدت جدید کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور یہ موجودہ زمانہ کے علماء کے فیصلوں کو فتوی میں بیان کردہ احکام قضا پر قیاس کر سکتے ہیں؟ اور اگر زوج خود بھی اس صورت میں بعد الطلاق جدید اقرار کرے کہ میں نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی عدت گزر چکی تو کیا اس کے قول کا بھی اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۲ حافظ محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ سجاول (ضلع کراچی)

(جواب ۲۷۵) اول تو مولوی صاحب قاضی نہیں کہ ان کے فیصلے کو قضا قرار دیا جائے دوسرے یہ محض عورت کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دے کر یہ فیصلہ کر دینا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں کیونکہ گواہوں کے نہ ہونے یا قابل اعتماد نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ یعنی زوج کی یمین پر فیصلہ کرنا تھا اور اس کا سوال میں ذکر نہیں پس مولوی صاحب کا یہ حکم کہ پہلی طلاق ثابت نہیں قضا نہیں ہے اور دوسری بار یہ حکم کہ پہلی طلاق ثابت ہے یہ بھی قضا نہیں کیونکہ مولوی صاحب قاضی نہیں ہیں پس یہ دونوں فیصلے محض ان کے خیال اور مشورے ہیں عورت دیانۃ جس امر کو حق سمجھے اس پر عمل کر سکتی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ایک شخص مدعی نکاح ہو، عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک استفتاء اور اس کا جواب غلام مصطفیٰ شاہ ساکن راولپنڈی نے شائع کیا ہے اس میں مسماۃ شاہ جہاں بیگم دختر منشی عبدالرحمن نے اپنے نکاح کا جواز مستفتی غلام مصطفیٰ شاہ سے کیا ہے اس کی صحت

---

(۱) مطلب لا یصح رجوع القاضی عن قضائه الا فی ثلاث ۵ / ۴۲۳ ط سعید

(۲) فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوته لیعم العدمی فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق (تنویر و شرحه باب التعلیق مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط ۳ / ۳۵۶ ط سعید)

(۳) واذا اجتمع اهل بلدة علی رجل وجعلوه قاضیا یقضی فیما بینهم لا یصیر قاضیا (عالمگیریة کتاب ادب القاضی فی التقلید والعزل ۳ / ۳۱۵ ط ماجدیه کوئٹه)

سے شاہ جہاں بیگم اور اس کا والد منشی عبدالرحمن دونوں انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے تحریری بیانات شائع ہو کر عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں کیا شاہ جہاں بیگم کا کسی دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا؟

(جواب ۲۷۶) اس استفتاء کی حیثیت بھی وہی ہے جو اس استفتاء و فتوی کی تھی جو غلام مصطفی شاہ کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور یہ کہ علاوہ اس کے کہ اس کی بھی صحت معلوم کرنے کا وسیلہ مسدود ہے اور شخصی ناموں سے استفتا کرنا اور شخصیت کے متعلق جواب دینا آداب استفتاء و افتاء کے خلاف ہے ہم غلام مصطفی شاہ اور شاہ جہاں بیگم کے معاملے کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتے صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر غلام مصطفی شاہ کا بیان صحیح ہے تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر منشی عبدالرحمن اور شاہ جہاں بیگم کا بیان صحیح ہے تو غلام مصطفی شاہ کی طرف سے بہتان ہے اور عزت و ناموس کی توہین کی گئی ہے اس کا فیصلہ کسی ثالث مسلم فریقین کے سامنے ہو سکتا ہے کہ کس کا بیان صحیح اور کس کا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔

كتاب الطهارة

پہلا باب

حوض اور کنویں کے احکام

بکری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) ایک بکری کنویں میں گرتے ہی مر گئی اور اس کی ناک سے خون وغیرہ بھی نکلا تھوڑی دیر کے بعد نکالی گئی اب کنویں میں سے کس قدر پانی نکالنا چاہیے۔ بینوا بالدلیل

(جواب ۲۷۷) یہ کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا چاہیے بکری کا مر جانا ہی کنویں کی ناپاکی کے لئے کافی تھا پھر خون کا نکلنا اور پانی میں مخلوط ہو جانا اور زیادہ سبب نجس ناپاکی کا متعین ہو گیا (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، سنہری مسجد دہلی۔

کنویں میں بکری یا اونٹ کی کتنی مینگنیاں گر جائیں تو ناپاک ہوگا۔

(سوال) کنویں میں بکری یا اونٹ کی مینگنیاں گر جائیں اور ٹوٹ نہ جائیں تو کتنے عدد تک پانی پاک رہے گا اور کب ناپاکی کا حکم دیا جائے گا؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۷۸) کنویں میں اونٹ کی مینگنی گری ہو یا بکری کی۔ ٹوٹی ہوئی نہیں تو سارا پانی نکالنا نہ چاہیے۔ واکثرھم علی انہ و فیہ ضرورۃ و بلوی لا ینجس والا نجس (ردالمحتار) (۲) یعنی جہاں ضرورت اور ابتلائے عام ہو جس سے حفاظت مشکل ہو تو وہاں دو چار مینگنیاں ثابت نکلنے سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) مولانا انوری نے اپنی کتاب "ارکان دین" میں لکھا ہے کہ جو کنواں سوت دار ہو کہ جس کا پانی کبھی ٹوٹتا نہ ہو اس کا تمام پانی نکالا جائے جو عالم اس کا یہ فتویٰ دے کہ اس کا پانی دو سو سے تین سو ڈول تک نکالا جائے وہ بڑی غلطی پر ہے کیونکہ یہ فتویٰ امام محمد نے خاص کر بغداد کے کنوؤں کے بارے میں دیا تھا بغداد کے کنوؤں میں عموماً دو سو سے تین سو ڈول تک پانی تھا آیا مولانا انوری صاحب کا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) وان ماتت فیہا شاۃ ... نزح جمیع ما فیہا من الماء (الہدایۃ، فصل فی البئر ۱/۴۳ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۲) فصل فی البئر، مطلب فی تعریف الاستحسان ۱/۲۲۱ ط سعید

(۳) وان کان صلبا نحو بعر الابل والغنم ذکر فی الاصل ان القیاس ان ینجس الماء قل او کثر وفی الاستحسان ان کان قلیلا لا ینجس وان کان کثیرا ینجس ولم یفصل بین الرطب والیابس والصحیح والمنکسر (بدائع الصنائع، و مما یتصل بمسائل الآبار ... ۱/۷۶ ط سعید)

(جواب ۲۷۹) صحیح یہی ہے کہ تمام پانی نکالا جائے(۱) تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں ہے(۲) واللہ اعلم

کنویں میں پیشاب کا چھینٹا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے

(سوال) پیشاب کا چھینٹا مسجد کے کنویں میں گر پڑا، کنویں مذکورہ میں پانی ۲۵ ہاتھ گہرا ہے اور عرصہ ۳ ماہ سے بند پڑا ہے نمازیوں کو سخت تکلیف ہے۔

(جواب ۲۸۰) صورت مسئولہ میں کنویں کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے اور پانی توڑ دینا ضروری نہیں بلکہ موجودہ پانی نکل جانا چاہئے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص کیفیت سے ایک گھنٹہ اس کا پانی نکال کر دیکھا جائے کہ کتنا کم ہوا پھر اسی کیفیت سے اتنے گھنٹوں تک پانی نکالیں کہ ۲۵ ہاتھ پانی اس حساب سے نکل جائے(۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۷۵ مولوی رحیم الدین (ضلع بہار) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۶ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۱) کنویں میں جب جوتا گر جائے تو نکال لیا جائے اور یقینی طور پر نجاست ثابت ہو تو کنواں ناپاک ہو گیا جوتا نکلے یا نہ نکلے کنواں اس وقت پاک ہو سکتا ہے جب کہ تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) وإن تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبي (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار، فصل في البئر ١/ ٢١٤ ط سعيد)

(۲) ولو وقع في البئر خرقة أو خشبة نجسة نزح كل الماء لتعذر غسلها على هذا الفتوى ... يفسد ماء البئر ١/ ٩ ط ماجدية كوئٹہ)

(۳) وإن كانت البئر معينة لا يمكن نزحها أخرجوا مقدار ما كان فيها من الماء وطريق معرفته أن تحفر حفرة مثل موضع الماء من البئر ويصب فيها ما ينزح منها إلى أن تمتلئ أو ترسل فيها قصبة ويجعل لمبلغ الماء علامة ثم ينزح منها مثلا عشر دلاء ثم تعاد القصبة فينظر كم انتقص فينزح لكل قدر منها عشر دلاء (هداية، فصل في البئر ١/ ٣١ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

(٤) ولو وقعت في البئر خشبة نجسة أو قطعة ثوب نجس وتعذر إخراجها وتغيبت فيها طهرت الخشبة والثوب تبعا لطهارة البئر (عالمگيرية، الباب الثالث في المياه ١/ ٢٠ ط ماجدية كوئٹہ)

(٥) إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت وكان نزح ما فيها من الماء طهارة لها (هداية، فصل في البئر ١/ ٢١ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

کنویں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) ایک مسجد کے قریب ایک کنواں ہے اس کے قریب سے ہوا ایک گڑھا ہے جس میں سب جائے ضرورت بھی کرتے ہیں اور اس سے ملا ہوا برسات کے زمانے میں بہہ کر اس گڑھے میں جمع ہوتا ہے جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو گڑھے سے جب زیادہ پانی ہوتا ہے تو تھوڑا بہت بہہ جاتا ہے ورنہ سب اس گڑھے میں جمع رہا کرتا ہے بعد میں وہ پانی ہو جاتا ہے اور گندگی جذب ہو جاتی ہے اور کنواں پختہ ہے جو اس سے اندر بھی اس کا سوت جاتا ہے اس حالت میں اس کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مزہ میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲ عبدالغنی خاں (ضلع مونگیر) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر اس گڑھے کا نجس پانی کنویں میں جاتا ہے یا نجاست کا رنگ یا مزہ یا بو پانی میں ظاہر ہوتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور اگر پانی کنویں میں نہیں جاتا یا نجاست کا رنگ یا مزہ یا بو پانی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کنواں پاک ہے(۱) گڑھے کا کنویں کے قریب ہونا یا پانی کے مزے میں کچھ فرق معلوم ہونا جب تک وہ فرق ایسا نہ ہو کہ اس کو نجاست کا مزہ قرار دیا جائے تو اس سے کنویں کی ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔(۲)
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو بھنگی کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو بھنگی وغیرہ پانی بھرتے ہوں جو نجاست کا کوئی خیال نہیں رکھتے ایسے کنویں سے مسلمان پانی بھر سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۸۳) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو بھنگی وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں تو وہاں بوجہ ضرورت اور عموم بلوی کے مسلمان بھی پانی بھر سکتے ہیں اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک پانی استعمال کر سکتے ہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) بئر الماء إذا كانت بقرب البئر النجسة فهي طاهرة ما لم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه كذا في الظهيرية (عالمگیریه، الباب الثالث في المياه ۱/ ۲۰ ط ماجدیه، کوئٹه)

(۲) ولا يقدر هذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أذرع وكان يوجد في البئر أثر البالوعة فماء البئر نجس وإن كان بينهما ذراع واحد ولا يوجد أثر البالوعة فماء البئر طاهر (عالمگیریه، الباب الثالث في المياه ۱/ ۲۰ ط ماجدیه، کوئٹه)

(۳) ولو أدخل الكافر والصبي أيديهم لا ينجس إذا لم يكن على أيديهم نجاسة حقيقية حتى يستيقن (أحكام الحياض ص ۱۰۳ ط سهيل اكيدمی، لاهور)

دہ دردہ کنواں جوتا گرنے سے ناپاک نہ ہوگا.

(سوال) ریاست دوجانہ میں ایک باؤلی ہے جس کا طول ساڑھے گیارہ ہاتھ اور عرض ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے (ہاتھ انگریزی گز کا نصف ۱۸ انچ کا مانا گیا ہے یعنی کہنی کی ہڈی سے وسطی کے ناخن تک) گہرائی پانی کی بہت ہے یعنی ۱۵ ہاتھ کے قریب۔ تو یہ پانی مسلمان یا کسی غیر قوم کی جوتی گر جانے سے ناپاک ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس پیمائش کے باؤلی حوض کبیر کی حد سے بھی زیادہ ہے یا نہیں مکرر عرض ہے کہ باؤلی چوکور ہے گول نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۱ مرزا محمد حمید الدین صاحب (رہتک) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب المرسلین) اس باؤلی مذکور کی مقدار دہ دردہ حوض سے بھی زیادہ ہے لہذا باؤلی مذکور میں گر جانے ناپاک جوتی وغیرہ کے ناپاک نہیں ہوئی بلکہ بدستور سابق پاک ہی رہے گی(۱) فقط واللہ اعلم۔ اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

حضور اقدس عالی جناب مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دام فیوضہم

سلام علیکم۔ اس خاکسار سے گزارش کرنے میں وجہ یہ ہوئی ایک شخص کے صرف یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس باؤلی کو چوکور لکھ دیا ہے حالانکہ یہ باؤلی گول ہے جس کا قطر ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے حوض کبیر کا رقبہ ۱۰ اور ۱۰ کے حساب سے ۱۰۰ ہاتھ ہوتا ہے اور گول $11\frac{1}{2}$ ہاتھ قطر کے حساب سے $103\frac{7}{8}$ ہاتھ رقبہ ہوتا ہے یعنی سطح پانی کی تو اس صورت میں بھی باؤلی مذکور حوض کبیر کی حد سے زیادہ ہوگی اور پاک ہی رہے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جب پانی کی سطح کا رقبہ سو ذراع (یک ذراع ۱۹ انچ کا) سے کم نہ ہو تو وہ باؤلی دہ دردہ یعنی حوض کبیر کے حکم میں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہشت پہلو حوض کا رقبہ دہ دردہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے!

(سوال) ایک حوض وضو کرنے کے لئے ہشت پہلو بنایا گیا ہے جس کا اندرونی رقبہ بھی پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہے اور دہ دردہ حوض کا بھی پیمائش کی رو سے پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہی ہوا کرتا ہے غرض پانی کا حصہ کی ہشت پہل حوض کا مربع حوض سے بالکل برابر بلکہ کچھ زائد ہے ہشت پہل حوض کا ہر پہل ساڑھے سات فٹ ہو اور مربع دہ دردہ حوض کا ہر ضلع پندرہ پندرہ فٹ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس ہشت

---

(۱) واذا كان الحوض عشرا في عشر فهو كبير لا ينجس بوقوع النجاسة ... اذا لم يرلها اثر (حلبي كبير فصل في احكام الحياض ص ۹۸ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) الحوض اذا كان عشرا في عشر اي طوله عشرة اذرع وعرضه كذالك فيكون وجه الماء مائة ذراع (حلبي كبير، فصل في احكام الحياض ص ۹۷ ط سهيل اكيدمي لاهور)

پہلی حوض سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۰۰۰ حافظ محمد یعقوب صاحب (دہلی) ۵ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب المرسلین) حوض مربع دہ در دہ ہے سوال مذکورہ بالا کے حوض کی مقدار میں حوض مربع دہ در دہ سے برابر ہو تو اس کا حکم بھی مربع دہ در دہ کا سا ہوتا ہے بداہت پیمائش حوض مربع سے ... ہے اور ... یہ حوض ناپاک نہ ہوگا ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا فى عشر جاز تيسيرا (درمختار) فتاوی شامی میں اس کے متعلق یہ ہے (قوله جاز تيسيرا) اى جاز الوضوء منه بناء على نجاسة الماء المستعمل او المراد جاز وان وقعت فيه نجاسة الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۴۱) اجابه و كتبه حبيب المرسلين نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۸۵) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) جب کہ حوض کا رقبہ دہ در دہ حوض کے رقبہ کے برابر ہو تو اس کا حکم دہ در دہ کے موافق ہوگا خواہ شکل اس کی کچھ بھی ہو مربع حوض جب کہ اس کی ... دس دس ہاتھ ہو تو حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے اتنا ہی رقبہ جس شکل میں پورا ہو جائے اس کا حکم مربع حوض کے حکم کے موافق ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) کنویں میں عورت گر کر زندہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے
(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ایک عورت حاملہ تھی اور حمل قریب ختم ہونے کے تھا کہ اس عرصہ میں پیٹ میں مرا ہوا بچہ ... کی شدت سے وہ بے قرار ہو گئی یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس نادرست ہو گئے رات کے وقت ... ایک کنویں میں ... پڑی معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال لی گئی کنویں سے نکالنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے درمیان میں مرا ہوا بچہ پیدا ہوا اور عورت بعد ... تقریباً ۳۶ گھنٹے کے بعد انتقال کر گئی ایسی حالت میں کنویں کا پانی کس طریق پر پاک ہوگا؟

(۲) اس کنویں میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ایک دوسرا شخص جو دیوانہ یا پاگل ہے پاگل پن کی حالت میں اس نے کنویں میں پیشاب کیا اور اس کے تقریباً آٹھ نو ماہ کے بعد جب وہ کچھ اچھا ہوا تو بیان کیا کہ میں نے کنویں میں پیشاب کیا ہے تو ایسی حالت میں کنواں کس طریق پر پاک ہوگا؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۹ ... صاحب ۶ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(۱) باب المیاہ ۱ / ۱۹۳ ط سعید
(۲) حوالہ بالا

(جواب ۲۸٦) (۱) عورت کے گرنے اور زندہ نکال لینے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا (۲) ہاں پیشاب کرنے کی وجہ سے (اگر پیشاب کرنا ثابت ہو) کنواں ناپاک ہوا اور سارا پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا یعنی موجودہ تمام پانی نکل جانا کافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا

(سوال) جس چاہ میں چھپکلی مر جائے تو کتنے ڈول نکالنے چاہئیں اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے تو کل پانی نکالا جائے گا یا نہیں کیونکہ صاحب قدوری (۳) یوں فرماتے ہیں فان ماتت فیھا فارۃ او عصفورۃ او صعوۃ او سودانیۃ او سام ابرص (جس کے معنی سراج اللغات میں چھپاسہ و بھمنی ممنی و چھپکلی کے لکھے ہیں) نزح منھا ما بین عشرین دلوا الی ثلثین یہ صرف اس کے لئے ہے جو مر جائے اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے اس کے لئے صاحب مذکور یوں فرماتے ہیں وان انتفخ الحیوان او تفسخ نزح جمیع ما فیھا من الماء صغر الحیوان او کبر (۴) اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض لوگ چھپکلی میں دم سائل نہیں بتاتے جب دم سائل نہیں تو چھپکلی کو چوہا اور چڑیا کے حکم میں کیوں رکھا نیز چھپکلی میں اگر دم سائلہ نہیں تو نجس ہونے میں تو کوئی کلام نہیں کیونکہ سابق علماء کیا محقق نہ تھے نیز جو علماء سلف کے اقوال کو (جن کی بدعت ہم کہتے ہیں یعنی علم پچھلوں کے قول کو) یوں کہیں کہ ان کا قول اتمام حجت نہیں یہ الفاظ ان کی شان میں بے گستاخی و توہین ہے یا نہیں نیز توہین و گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے کیونکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ حدیث نہیں امید ہے کہ مدلل و مفصل جواب سے مستفیض فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے کہ اس صورت میں چاہ کا کیا حکم ہوگا۔ المستفتی نمبر ۲۶۰۵ محمد احمد ولد نیاز احمد (دہلی) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۷) چھپکلی میں دم سائل نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں مرنے یا پھولنے پھٹنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا اس کی دلیل بھی فقہ کی کتابوں میں صاف طور پر لکھی ہے۔ و موت ما لیس لہ نفس سائلۃ لا ینجس الماء (۵) یعنی ایسے جانور کا پانی میں مر جانا جس میں دم سائل نہیں پانی کو ناپاک نہیں کرتا پس ناپاکی کے قاعدے کے ماتحت سام ابرص سے کوئی ایسا جانور مراد ہو سکتا ہے جس میں دم سائل ہو مثلاً

(۱) وكل حيوان سوى الخنزير والكلب على ما ذكرنا إذا خرج حيا من البئر بعد الوقوع ولكن إن كان قد أصاب فمه الماء فإنه ينظر إن كان سؤره طاهرا ولم يعلم أن عليه نجاسة لا ينجس الماء (حلبي كبير فصل في البئر ص ۱۵۹ ط سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) وإن بالت شاة أو بقرة أو غيرهما مما يؤكل لحمه في البئر تنجس (حلبي كبير فصل في البئر ص ۱٦۲ ط سهيل اكيڈمی لاهور)

(۳) ص ۱۱ ط سعید

(٤) حوالہ بالا

(۵) هداية باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به ۱/ ۳۷ ط مكتبه شركت علميه ملتان

گرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے سام ابرص میں گرگٹ چھپکلی دونوں شامل ہیں جوہرہ نیرہ شرح قدوری میں سام ابرص کی تفسیر میں الوزغ الکبیر ای کے لکھا ہے یعنی بڑا گرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے(۱)

جن جانوروں میں دم سائل نہیں وہ اگرچہ حرام ہوں مگر ناپاک نہیں جیسے مکھی جھینگر کہ اگر یہ پانی میں یا شوربے میں گر جائیں اور مر جائیں تو پانی یا شوربا ناپاک نہیں ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حوض دہ در دہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں!

(سوال) بمبئی جیل روڈ کھڈابری میں ایک چھوٹی مسجد بہت پرانی ہے جسکے بعض حصے بوسیدگی کی وجہ سے گر گئے تھے اب دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے اس کے حوض کی حالت یہ ہے کہ چوڑائی میں بارہ فٹ اور لمبائی میں ۲۵ فٹ اور گہرائی میں ساڑھے چار فٹ ہے اس پر بعض لوگوں نے اس وقت اعتراض کیا کہ یہ حوض دہ در دہ کے خلاف ہے ۱۵ فٹ عرض میں اور ۱۵ فٹ طول میں ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ فٹ عرض میں اور ساڑھے تیرہ فٹ طول میں ہونا چاہیے پس از روئے شرع شریف حوض مذکورہ بالا کی نسبت کیا حکم ہے آیا اس میں وضو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۲۸ فتح محمد صاحب بمبئی نمبر ۸ ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۹ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۸) ۱۵ فٹ طویل ۱۵ فٹ عریض حوض دہ در دہ ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے یہ لازم نہیں کہ پندرہ فٹ سے ۱۵ فٹ ضرور ہو پس اگر ایک جانب ۱۵ کی بجائے ۲۵ فٹ اور دوسری طرف صرف ۹ فٹ ہو تو یہ دہ در دہ ہوگا کیونکہ رقبہ ۲۲۵ ہو گیا(۳)

پس صورت مسئولہ میں جو حوض کہ بارہ فٹ سے پچیس فٹ ہے اس کا رقبہ ۳۰۰ فٹ ہوتا ہے جو دہ در دہ کے مطلوب رقبہ ۲۲۵ سے ۷۵ فٹ زیادہ ہے تو اس کے جائز حوض ہونے میں کوئی شبہ نہیں موجودہ مقدار تو ساڑھے تیرہ والے قول سے بھی تقریباً ۲ فٹ زیادہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا.

(سوال) کوئی غیر مسلم نہا دھو کر اور پاک ہو کر اپنے برادر کی کنویں میں کسی ضرورت سے داخل ہو

---

(۱) (قوله وسام ابرص) وفي الجوهرة بتشديد الميم الوزغ الكبير (الجوهرة النيرة ۱/ ۱۸ ط امدادیه ملتان)
(۲) (وموت ما ليس له دم سائل لا ينجس الماء) ولا غيره اذا وقع فيه فمات او مات ثم وقع فيه وذلك كالبق والبعوض والذباب والزنابير بجميع انواعها (حلبي كبير فصل في البئر ص ۱٦٤ ط سهيل اكيدمي لاهور)
(۳) (قوله طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا في عشر جاز تيسيرا) (الدر المختار) قال المحقق في الشامية قوله لكنه يبلغ الخ بان يكون طوله خمسين وعرضه ذراعين مثلا فانه بتربيعه صار عشرا في عشر (رد المحتار باب المياه ۱/ ۱۹۳ ط سعيد)

جائے تو اس سے کنواں نجس تو نہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۲ محمد حسن رضوی سیتاپور۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۸۹) غیر مسلم کا بدن ناپاک نہیں اور صورت مسؤلہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے۔

(سوال) شرعی گز کتنا ہوتا ہے؟

(جواب ۲۹۰) شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا!

(سوال) ایک مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے چونکہ اس کا پانی نہایت خوشگوار اور صاف ہے اس لئے بہت سے لوگ تقریباً ہندو و مسلمان اس کا پانی استعمال کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ اس کنویں کے پانی سے مسلمانوں کا وضو نہیں ہوتا ہندوؤں کے لئے اس کا استعمال ممنوع کرنا چاہئے۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۴ منشی سید الطاف حسین (ضلع کٹک) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۱) مسلمانوں کا وضو ہو جائے گا کوئی وجہ نہیں ہندوؤں کو پانی سے بند کرنا ٹھیک نہیں ہاں ان کو یہ تاکید کرتے رہنا چاہئے کہ احتیاط سے پانی بھرا کریں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

دہ در دہ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبے کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس سے غسل اور وضو جائز ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) موضع ... میں ایک تالاب ہے جو چوڑائی میں شمالاً جنوباً سو قدم اور طول شرقاً غرباً ... سے پاخانے کی ٹٹیوں سے زیادہ سو قدم کے فاصلے پر واقع ہے جس میں برسات کا پانی شہر کی گلیوں سے بہہ کر آتا ہے اور جنگل سے زیادہ مقدار میں بہہ کر پانی اس میں نہیں آتا ہے کسی قدر راستوں اور قبرستان کا

(۱) حتى لو غمس الكافر يده ... رد المحتار فصل في البئر ۱ / ۲۱۴ ط سعيد)

(۲) المعتبر في الذراع ذراع الكرباس وهو سبع قبضات (حلبي كبير فصل في احكام الحياض ص ۹۸ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) ولو دخل الكافر او الصبي ... لا ينجس اذا لم يكن على بدنهم نجاسة حقيقية (حلبي كبير فصل في احكام الحياض ص ۱۰۳ ط سهيل اكيدمي لاهور)

پانی اس نالی میں ضرور آتا ہے اور حلال خوروں کے مکانات کے پاس کوڑا اور غلاظت وغیرہ کا ڈھیر لگا ہو ہے اور اس ڈھیر میں مردار جانور مثلاً کتے سور وغیرہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں اس کا پانی بھی اسی نالی میں جاتا ہے اور رقبہ نالی کا دہ در دہ سے بہت زیادہ ہے ایسے پانی سے وضو غسل وغیرہ جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۹۲) اگر اس تالاب کا رقبہ دہ در دہ سے زیادہ ہے اور اس کے پانی میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے صاف شفاف پانی ہے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے .

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک کنواں جس کا محور تقریباً سولہ فٹ واقع ہے اس میں ایک ڈھیر ہو گئے تھے ہیں وہ جب اینٹ کے ختم تھے گر گیا جس کی وجہ سے کنواں ناپاک ہو گیا کنویں میں پانی کی آمد بہت ہے ٹوٹ نہیں سکتا اس میں اندازہ فٹ پانی ہے جلد نہیں ہے مگر پھر بھی دو ڈول جو کھینچیں تو بھی چار فٹ پانی رہتا ہے ہم نے تین سو ڈول نکال کر پانی کو استعمال کر لیا ہے۔

(جواب ۲۹۳) جب کہ پانی ٹوٹ نہ سکے تو موجودہ پانی نکال دینا کافی ہے یعنی جتنا پانی موجود ہے وہ نکل جائے اور نیا پانی آتے رہنے کی وجہ سے نہ ٹوٹے تو مضائقہ نہیں صرف تین سو ڈول کا نکالنا کافی نہیں ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

اوپر سے تنگ اندر سے کشادہ حوض میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کا حکم .

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) حوض اوپر سے تنگ ہے اور اندر سے کشادہ ہے ذات کچھ نہیں نظر آتی بعد ناپنے معلوم ہوتی ہے پانی اوپر ہے تو اس حوض میں وضو ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۹۴) اگر کھلا ہوا پانی مقدار شرعی سے کم ہے تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جا سکتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہو جائے گا محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

---

(۱) واذا کان الحوض عشرا فی عشر فهو کثیر لا ینجس بوقوع النجاسة ... اذا لم یر لها اثر (حلبی کبیر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سهیل اکیدمی لاهور)

(۲) وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار فصل فی البئر ۱/ ۲۱۴ ط سعید)

(۳) وان کان اعلی الحوض اقل من عشرة فی عشرة واسفله عشر فی عشر او اکثر فوقعت فیه نجاسة فی اعلی الحوض حکم بنجاسته الاعلی فان انتقص الماء وانتهی الی موضع هو عشر فی عشر فالاصح انه یجوز التوضؤ به والاغتسال فیه (عالمگیریه الباب الثالث فی المیاه ۱/ ۱۹ ط ماجدیه کوئٹه)

کنویں میں مرا ہوا کتا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک کتا زہر کی گولی ڈالنے سے مر گیا اس کو کسی لڑکے نے مسجد کے کنویں میں ڈال دیا تین روز کامل وہ کنویں میں پڑا رہا اور پھول گیا کسی کو خبر نہ ہوئی تین روز بعد وہ کتا کنویں سے نکالا گیا مسجد کے پیش امام صاحب نے صرف پچاس ڈول جس میں پچھ یہ پانی آتا ہے نکلوائے پانی مسجد کے تمام وغیرہ میں اور محلے میں استعمال ہوتا رہا پانچ روز بعد جب مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا کہ صرف پچاس ڈول نکلوانے سے کنواں کیونکر پاک ہو گیا؟ تو انہوں نے اسی ڈول اور نکلوا دیئے اس کنویں کا پانی برابر استعمال ہو رہا ہے؟

(جواب ۲۹۵) صورت مسئولہ میں کنویں کا تمام موجودہ پانی نکالنا ضروری تھا پچاس ڈول اور اس کے بعد اسی ڈول نکالنا کافی نہیں ہوا ہاں اگر کنویں میں مثلاً دو سو ڈول پانی ہو تو ایک سو تیس ڈول جو نکالے جا چکے ہیں محسوب کر لئے جائیں گے(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) کنویں میں اگر مینڈک مر جائے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جائے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں۔ جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۹۶) مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دم سائل نہیں ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟
(۲) بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) (۱) کنویں میں اگر سانپ زندہ یا مردہ نکلے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ (۲) بچے کھیتے کھیتے کنویں میں ڈھیلے یا ٹھیکری پھینک دیتے ہیں اور ان ڈھیلے یا ٹھیکری کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہیں ہوتا ایسی صورت میں کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب ۲۹۷) (۱) سانپ اگر زندہ نکلے تو کنواں پاک ہے اور مردہ نکلے اور سانپ آبی نہ ہو تو

---

(۱) وإن ماتت فيها شاة أو آدمي أو كلب نزح جميع ما فيها من الماء (هندية فصل في البئر ۱ / ۱۹ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) ولو نزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدر ما بقي في الصحيح (رد المحتار فصل في البئر ۱ / ۲۱۳ ط سعيد)

(۳) وموت ما لا دم له كالسمك ونحوه كما لا يفسد الماء لا يفسد غيره كالعصير ونحوه وفي رواية عن أبي يوسف وكذا الضفدع (فتاوى القاضي خان على هامش الهندية فصل فيما يقع في البئر ۱ / ۱۰ ط ماجدية كوئٹہ)

خون ناپاک ہے (۱) اور اس کا حکم مرغی مردہ جیسا کہ ہے (۲) ڈھیلے یا ٹھیکری کے ناپاک ہونے کا علم ہو تو کنواں ناپاک ہوگا اور نجاست غلیظہ (پیشاب اور پاخانے) کی ناپاکی ہو تو سارا پانی نکالنا ہوگا (۳) اور اگر ان ڈھیلوں اور چیز کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک رہے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دہ در دہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے

(سوال) دہ در دہ حوض کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہئے؟

(جواب ۲۹۸) گہرائی صرف اس قدر کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پانی اٹھایا جائے تو زمین تک پانی کے نیچے کی زمین نہ کھلے (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دوسرا باب
انسان اور اس کے عوارض
فصل اول۔ بول و براز کے احکام

شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے

(سوال) اگر چھ ماہ کی بچی کپڑے پر پیشاب کردے تو وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر شیر خوار لڑکا چھ یا سات ماہ کا پاک کپڑے پر پیشاب کردے تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک بعض کہتے ہیں کہ اگر شیر خوار بچہ پیشاب کرے تو اس جگہ پر پانی کا چھینٹا دینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے

المستفتی نمبر ۲۰۵۳ حافظ محمد رفیق صاحب ضلع کیرا (بمبئی) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ م ۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۹) حنفیہ کے نزدیک شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے ہاں

---

(۱) ان الحیوان الذی له نفس سائلة اذا مات فی الماء فانه ینجسه (حلبی کبیر فصل فی البئر ص ۱۶۶ ط سهیل اکیدمی لاهور)

(۲) [illegible] فی البئر ... (حلبی کبیر فصل فی البئر ص ۱۵۷ ط سهیل اکیدمی لاهور)

(۳) ولو وقع فی البئر خرقة او خشبة نجسة ینزح کل الماء (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة ... ماء البئر ۱/ ۹ ط ماجدیه کوئٹه)

(۴) الیقین لا یزول بالشک ... (الاشباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۵۷ ط بیروت)

(۵) والمعتبر فی عمقه ان یکون بحال لا تنحسر بالاغتراف هو الصحیح (عالمگیریه الباب الثالث فی المیاه ۱/ ۱۸ ط ماجدیه کوئٹه)

لڑکے کے پیشاب کو زیادہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں پانی بہا دینا اور نچوڑ دینا کافی ہے(۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم.
(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) آبدست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم پر یا کپڑے پر پڑ جائے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا ؟

(جواب ۳۰۰) آبدست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے وہ تو ناپاک ہے دوسرا وہ پانی جو لوٹے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو وہ پاک ہے پہلی صورت میں ایک درہم کی مقدار تک عفو اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیلا اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے.
(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۰ء)

(سوال) پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کا لینا سنت ہے یا پانی کا لینا؟

(جواب ۳۰۱) کلوخ (پتھر ڈھیلہ) لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر صرف پانی سے استنجا کرلے تو یہ بھی جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل دوم۔ حیض و نفاس

ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں.

(سوال) اگر ایسے ایام ہوں جس میں حرام ہے کہ عورتیں ہاتھ لگائیں کلام پاک کو کیا ایسی حالت میں

---

(۱) وهذا هو قول مشايخ الحنفية انه يجب غسل بول الغلام كما يجب غسل بول الجارية الا انه لا يبالغ في الاول كما يبالغ في الثاني الخ (اعلاء السنن باب وجوب غسل الثوب من بول الصبي الرضيع ۱/ ۲۹۱ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامية' كراچی)

(۲) وقال محمد: هو طاهر فان اصاب ذلك الماء ثوبا ان كان ماء الاستنجاء واصابه اكثر من قدر الدرهم لا تجوز فيه الصلوة (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية' فصل في الماء المستعمل ۱/ ۱۵ ط ماجدية كوئٹہ)

(۳) ثم اعلم ان الجمع بين الماء والحجر افضل ويليه في الفضل الاقتصار على الماء (رد المحتار' فصل في الاستنجاء' ۱/ ۳۳۸ ط سعيد)

ایسی کتاب کو بھی ہاتھ لگانا پڑھنا جائز ہے جس میں کہیں کہیں ایک دو آیت قرآن پاک کی ہوں؟
المستفتی نمبر ۱۰۸ میر عبدالغفور صاحب ساکن شملہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۰۲) حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور ایسی کتاب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں ان آیات کے ورق پر ہاتھ لگانا ناجائز ہے(۱) کتاب کو چھونا اٹھانا جائز ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے.

(سوال) جس عورت کو حیض آتا ہو وہ درود شریف دلائل الخیرات پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۰ سید جلال الدین (ضلع آرہ شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۰۳) ہاں سوائے قرآن مجید کے تمام اذکار پڑھنا مباح ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں.

(سوال) ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں حیض ہوا کرتا تھا اس کی شادی مہینے کے دوسرے ہفتے میں ہوئی اس شب کو ہم بستر ہونے کے بعد رات کو حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے خاوند دوبارہ ہم بستر ہوا ایسی حالت میں دونوں میں سے کسی پر گناہ ہوا یا نہیں؟ اگر گناہ ہوا تو اس کا کفارہ کیا دینا چاہئے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتہ میں ہونے لگا ہے؟ المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب تاجر چرم و کمر بند بازار ٹیمران دہلی
(جواب ۳۰۴) بے خبری سے ایسا ہو گیا تو دونوں میں سے کسی پر گناہ نہیں ہوا(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والا اور دیگر حرام افعال کا مرتکب شخص سرداری کے لائق نہیں.

(سوال) نفاس والی عورت جب تک تلویث کا ڈر نہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظروف کو عقیدۃ ناپاک سمجھنا، رسومات کفر کی پابندی کرنا مثلاً لڑکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا۔ حقوق العباد

---

(۱) ویمنع الحیض قراءة قرآن بقصده ومسه ولو مکتوبا بالفارسیة فی الاصح الا بغلافه المنفصل کما مر وکذا یمنع حمله کلوح وورق فیه آیة (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب الحیض ۱/ ۲۹۳ ط سعید)
(۲) قال فی البحر وفی شرح الدرر ولا یکره رخص المس بالید فی الکتب الشرعیة (البحر الرائق باب الحیض ۱/ ۲۱۲ ط بیروت)
(۳) ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعیة ومسها وحملها وذکر الله تعالی وتسبیح الخ (تنویر الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب الحیض ۱/ ۲۹۳ ط سعید)
(۴) ثم هو کبیرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لا جاهلا او مکرها او ناسیا (الدر المختار مع رد المحتار باب الحیض ۱/ ۲۹۷ ط سعید)

کو تلف کرنا اور کھا جانا۔ بطلب حقوق شدت اور سختی سے پیش آ کر حقوق سے انکار کرنا یہ فساد عام میں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو ایسے شخص کو سردار بنانا شریعت کے مطابق درست نہیں۔ اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۱ مولوی عبدالرحیم صاحب (چھوٹی شکر) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۵) حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہوئی ہو تو ان کے چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ کے برتن ناپاک نہیں ہوتے(۱)

کسی عورت کے نام کے چھونے سے کھانا پلید نہیں ہوتا۔ کسی کا حق مار لینا اور کھا جانا بھی حرام ہے ایسا شخص سرداری کے لائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت کو نفاس کا خون اگر مقررہ مدت سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے۔

(سوال) ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن طہر پھر ایک دن خون پھر تین دن طہر پھر دو دن خون پھر ایک دن طہر پھر ایک دن خون پھر دو دن طہر دو دن خون اور اس کے بعد سے اب تک صحت ہے اس عورت کو پہلے ایک نفاس کا بچہ ہوا ۲۵ یوم کا تو پہلے نو ماہ و تین یوم کا حیض آتا تھا مگر تاریخ یاد نہیں تو اب صورت مسئولہ میں کتنے دن نفاس کے ہوئے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدانخواستہ آئندہ بھی یہی صورت پیش آئے تو طہارت و حیض کے دن کس طرح شمار کئے جائیں کیا اس کے لئے قاعدہ ہے نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کم از کم دن کتنے ہوتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۲ حیدر علی صاحب دیہرہ دون سورت۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۰۶) نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا حکم ہوگا۔(۳) اور درمیان والے ایام رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے یا رضاعت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب دیا جائے تو آئندہ کا حکم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ولا یکرہ طبخہا ولا استعمال ما مستہ من عجین او ماء او نحوہما (رد المحتار، باب الحیض ۱/۲۹۲ ط سعید)

(۲) لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (عالمگیریہ، فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) فی النفاس لاحد لہ و اکثرہ اربعون یوما والزائد علیہ استحاضۃ (ہدایہ، فصل فی النفاس ۱/۷۰ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

تتمہ سوال۔ جواب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام رضاعت میں ان کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سوال میں لکھا گیا ہے کہ ان کو پہلے عموماً آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر ان کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو اب باقی ایام میں طہارت کے دن کتنے اور حیض کے دن کتنے؟

حضرت والا! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ڈابھیل کے مفتی اسمٰعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ العالی پر بھی لکھا تھا مگر سوال میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۹ دن کا ہے اور ان کے سوال میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ پر سوال لکھا تو یہ جو ایام طہر کے گزرے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہییں وہ نہیں ہیں لہذا ان کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استحاضہ میں شمار ہوں گے جس میں نماز روزے ادا کرنے ہوں گے لہذا ان کو جن تاریخوں میں پہلے آٹھ یوم حیض آتا تھا عادت کا وہ اب ان تاریخوں میں آٹھ یوم حیض شمار ہوگا اور باقی کا استحاضہ۔

حضرت والا! میرے ناقص مطالعہ کے لحاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں اگر چالیس دن نفاس کے شمار کئے جائیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم وہ نہیں آتی لہذا آخری طہر جو ۱۹ یوم کا ہے مگر اس وقت ۲۸ یوم ہو گئے اس کے علاوہ سب ایام استحاضہ کے ہیں لہذا ان کی نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ خود برقرار رہے گی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہوگا اس کے بعد احتیاطاً ۱۵ دن کا طہر ہوگا اس کے بعد ان کی سابقہ عادت کے مطابق آٹھ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے یوم طہر کے ہوں گے اگر خدانخواستہ ان کو پندرہ دن کا طہر نہ آتا تو پھر ان کو بائیس دن طہر کے ہوتے پھر آٹھ دن حیض کے پھر بائیس دن طہر کے پھر آٹھ دن حیض کے اور ایسے ہی حکم چلتا رہتا کیونکہ عورتوں کو عموماً مہینے میں ایک بار ہی حیض آتا ہے ایام رضاعت میں حیض نہ آنے کو اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

(جواب) (از مولانا مفتی عبدالغنی صاحب۔ صدر مفتی دارالافتاء مدرسہ امینیہ۔ بعد وفات حضرت مفتی اعظم) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶ دن خون آیا لیکن تین دن بند رہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آیا اس کے بعد چودہ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جاتا تو بے شک عادت سے زائد کو استحاضہ میں شمار کیا جاتا در مختار میں ہے اما المعتادہ فترد لعادتها و كذا الحيض شامی (۱) میں ہے اذا كان عادتها فی النفاس ثلاثين يوما فانقطع دمها على راس عشرين يوما و طهرت

(۱) باب الحيض ۱/۳۰۰ ط سعید

عشرة ایام تمام عادتها فصلت و صامت ثم عاودها الدم فاستمر بها حتی جاوز الاربعین ذکر انها مستحاضة فیما زاد علی الثلاثین دوسری جگہ ہے صورته فی النفاس کانت عادتها فی کل نفاس ثلاثین ثم رات مرة احدی و ثلثین ثم طهرت اربعة عشر ثم رات الحیض فانها ترد الی عادتها وهی الثلاثون و یحسب الیوم الزائد من الخمسة عشر التی هی طهر ، کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔ اقل الطهر بین الحیضتین او النفاس والحیض خمسة عشر یوماً ولیا لیها اجماعا ۔ اگر عادت بھول گئی یعنی ایام حیض کے عدد یاد ہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مہینے کے پہلے عشرہ میں حیض آیا تھا یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحری کرکے ظن غالب پر عمل کرے گی۔ و من نسیت عادتها اما عدداً او مکاناً او بهما انها تتحری ۔الخ فقط محمد عبدالغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ)

فصل سوم۔ آدمی کا جسم اور جھوٹا

بھنگی یا چمار نہلا دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں

(سوال) بعض مسلمان عیسائیوں چماروں بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال نہیں کرتے خواہ اپنا جسم و لباس پاک صاف رکھیں برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام مثلاً برہمن، راجپوت مہاجن مالی بڑھئی کہار وغیرہ کے ہاتھ کا کا پکا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال کرتے ہیں ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن و حدیث جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۸۵ اللہ دیا صاحب ماشہ (ضلع سہارنپور) ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۰۷) شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے خواہ وہ بھنگی ہو یا چمار یا اور کوئی کام کرنے والا ہو اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں ہے ہاں بھنگی یا چمار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں ان کا بدن یا لباس ظاہر کے لحاظ سے اکثر ناپاک رہتا ہے اس لئے اس ناپاکی کے غلبۂ ظن کی بنا پر ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے مگر جب کہ کسی بھنگی یا چمار کو نہلا دھلا کر پاک صاف کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے

(۱) المرجع السابق ۳۰۰/۱

(۲) المرجع السابق ۲۸۵/۱

(۳) المرجع السابق ۲۸۶/۱

(٤) فسؤر آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا ... طاهر (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار مطلب فی السؤر ۲۲۲/۱ ط سعید)

بناء پر اس میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں
(۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟
(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو اندر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۲ شیخ عبد الغفور صاحب۔ دہلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۸) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں بھنگی یا چمار کا بھی سوال نہیں ہے سوال میں غیر مذہب بھنگی کی قید تو زائد ہے اصل جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی وضو کرے اور اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر کے آجائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے میں مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر غیر مذہب کے ساتھ کھانا تو پاک ہونے کی حالت میں کھانے کا حکم تب قرار دیا جاتا ہے کہ یقین ہو کہ مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک ہیں رہی یہ بات کہ اس کے غیر مذہب اور بھنگی ہونے کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں یا نہ ہوں یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھانے کی ہو تو کچھ حرج نہیں اور اعتراض نہیں ہے اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے سے تعلقات قائم کرنے کا التزام کرنا ناپسندیدہ اور اجتناب کا مقتضی ہے۔ (۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ پاک اصول کے لحاظ سے پاک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

۱ ... ۱ : ۲۱۴ ط سعید)
۲ ... ۱ : ۲۲۲ ط سعید)
۳ ... في اهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم ۵ : ۳۴۷ ط ماجديه كوئته)
۴ ... عشر في اهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم ۵ : ۳۴۷ ط ماجديه كوئته)
۵ ... في اهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم ۵ : ۳۴۶ ط ماجديه كوئته)

بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قابل تحسین ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص خاکروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھلوا کر خوب صاف کر کے اس کے ساتھ کھانا کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکورہ کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار سنبھل کے ایک بیان میں اسلامی رواداری غیر مذہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جلسہ میں نے خود بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے ... بھی میں نے کھایا اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے چونکہ لوگ اس خیال پر چراغ پا ہو رہے ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر ممکن ہو تو دو چار روز میں جواب سے سرفراز فرما کر ممنون فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۲ مولوی ... صاحب فاضل دیوبند (سنبھل مراد آباد) ۲ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۹ ... ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۹) علماء کا مسلمہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جھوٹا پاک ہے خواہ مسلم ہو یا کافر(۱) اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال ہو اور برتن بھی پاک ہوں(۲) اور مسلمان اس کے ساتھ کھا لے تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے اور اگر کسی موقعہ پر اسلامی اصول کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قابل تحسین ہے نہ کہ محل الزام(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے۔

(سوال) انجمن خدام اسلام جگراؤں کے زیر اہتمام ایک تبلیغی ہفتہ ماہ ستمبر میں منایا گیا جس میں علمائے کرام میں سے ایک نے اسلامی مساوات پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سب بنی نوع انسان

(۱) فسؤر الآدمي مطلقاً ولو جنباً او كافراً ... طاهر (تنوير الابصار و شرحه مع رد المحتار، مطلب في السؤر ۱/۲۲۲ ط سعيد)

(۲) ولو دخل الكافر ... يديه لا ينجس ... على يديه نجاسة حقيقية ... في حكم الحياض ص ۱۰۳ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) لا بأس بطعام المجوس كله الا الذبيحة فان ذبيحتهم حرام (عالمگيرية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة الخ ۵/۳۴۷ ط ماجدية كوئته)

(٤) ويكره الاكل والشرب في اواني المشركين قبل الغسل (ايضاً)

(۵) وفي التفاريق: لا بأس بان يضيف كافراً لقرابة او لحاجة كذا في التمرتاشي ولا بأس بالذهاب الى ضيافة اهل الذمة (عالمگيرية نفس المكان) ... فلا بأس به (عالمگيرية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة ۵/۳۴۸ ط ماجدية كوئته)

کو یکساں سمجھتا ہے حتی کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جھوٹا کھا پی سکتا ہے بلکہ اپنے دین کو ضرر پہنچے بغیر ان کے گھر کا بھی کھا پی سکتا ہے اچھوتوں میں سے ایک شخص جو سب اجلاسوں میں حاضر رہا اور جو مائل بہ اسلام تھا اور اب بھی اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے علماء و دیگر معززین کی دعوت کردی جو قبول کرلی گئی کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مد نظر تھا کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان کی پکانے چنانچہ بریانی مسلمان نائی نے پکائی اور حلوا اچھوتوں نے تیار کیا البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے علماء واہل بستی نے اس فعل پر جو محض بنظر تالیف قلوب و مقصد تبلیغ اس طور سے عمل میں لایا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسن اسلام پر ایک مبسوط تقریر اس اچھوت کے گھر کی اور اس میں دعوت اسلام دی گئی۔ بعض معترضین نے بفحوائے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا (۱) بطور استدلال پیش کیا اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب کہ ان کے بدن نجس نہیں اعتقادات نجس ہیں نظر انداز کردیا گیا اس شور وغل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو دائرہ اسلام کے بہت قریب آ گئے تھے اب خاموش ہو گئے ہیں آپ از روئے شریعت غراء فرمائیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۴۲ جناب حافظ عبداللہ ایم اے صدر انجمن خدام اسلام جگراؤں ۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۰) اسلامی اصول کے موجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں بلکہ جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو تو بدن پاک ہے (۲) اور ان کے ہاتھ کا کھانا بھی جائز ہے (۳) اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا کھایا وہ مستحق اجر ہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جھوٹا اور پکایا ہوا کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد سے یہ عمل موجب اجر ہے.

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب چند عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی وعظوں میں اس طرح بیان فرماتے رہتے ہیں کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے چوہڑے بھی ہندوؤں کی مانند ہیں لہذا چوہڑے کا کھانا بھی جائز ہے چنانچہ اب کی دفعہ پرسوں کل ۲/۳ کو ایک چوہڑے نے جو کہ اپنے آپ کو مذہبی کہہ رہا ہے اس نے مولوی صاحب کی معہ چند احباب دعوت کردی مولوی صاحب نے نہایت خوشی

(۱) التوبة : ۲۸
(۲) ولو دخل الكافر و ... بدنهم لا ينجس ... لم يكن على بدنهم نجاسة حقيقية ، حلبي كبير فصل احكام الحياض ص ۱۰۳ ط سهيل اكيدمي لاهور)
(۳) ولا بأس بالذهاب الى ضيافة اهل الذمة ، عالمگيرية ، الباب الرابع عشر في اهل الذمة و الاحكام التي تعود اليهم ۵/ ۳۴۷ ط ماجدية كوئٹه)
(۴) بنظر ان فعل ذلك ... الاسلام فلا بأس به عالمگيرية ... ۵/ ۳۴۸

سے سب چوہڑوں نے منظور فرمائی اور بوقت روانگی جب دعوت کھانے کیلئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت نعرہ اللہ اکبر بلند آواز سے لگایا بعدہ مولوی صاحب مع ایک جماعت کثیر کے نعتیں پڑھتے ہوئے اس چوہڑے کے گھر پہنچے اور چوہڑوں نے بدست خود ان کو کھانا اتارا اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا اور مولوی صاحب نے نہایت فراخدلی سے مع اپنے رفقاء کے دعوت کو نوش فرمایا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

حلوے کو تو خود ان چوہڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا اور پلاؤ کو ایک قوم نے تیار کیا جو مسلمان ہے کہ جز پکانے کے باقی سب کام پانی وغیرہ کا ڈالنا غرض کہ سب اہتمام ان چوہڑوں ہی کا رہا نیز ہاں گوشت جو پلاؤ میں ڈالا گیا ہے ان کے ہمراہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید کیا تھا جب کہ انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا میں بازار چلا گیا دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سلف خرید کرکے جب ان چوہڑوں کے گھر پہنچا تو میں نے ان کے گھر سے منگوا کر دیگ میں پکا دیا لہذا ہم نہایت ہی ادب سے التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کردی ہے لہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات سے آگاہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا فقہیہ کتب میں مذکور ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے ؟

(۲) کیا فقہاء حنفیہ کے مسائل مستنبط من القرآن والاحادیث نہیں ہیں ؟ اگر ہیں تو کیا فقہاء حنفیہ کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید و احادیث شریف سے ضروری نہیں ؟

(۳) اللہ جل جلالہ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مشرک تو نرے گندے ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مسلمانو ! تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ عیسائی یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفر کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہے آنحضرت ﷺ تو مشکوۃ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوہڑوں کے گھر انکے قبضے میں رہا کیا شرع شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے ؟

(۶) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۲۱۱۲ مستری نذیر احمد (ضلع لودھیانہ) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۱) مسئلہ شرعیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے جب کہ اس

پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے(۱) اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ ان کے میں کوئی ناجائز و ناپاک چیز نہ تھی اور پکانے والے اور کھانے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے ملوث نہیں تھے تو ان کے ہاتھ سے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے(۲) اور اگر تبلیغی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے(۳) آیت "انما المشرکون نجس" میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے نہ کہ جسمانی(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے جان بوجھ کر کافر کا حقہ اپنا ہاتھ لگا کر پی لیا یہ فعل کیسا ہے؟ کافر، مشرک کا جھوٹا کھانا پینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۱۲) جب کہ نجاست ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حد ذاتہ جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو(۵) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

(جواب دیگر ۳۱۳) کافر کے ہاتھ سے تر اور سیال چیز لینا فی حد ذاتہ جائز ہے(۶) لیکن اگر کافر کی بے احتیاطی کی وجہ سے ملوث بنجاست ہونے کا گمان ہو تو پرہیز بہتر ہے اور غالب گمان ہو تو پینا ناجائز ہے اور پاک ہونے کا یقین ہو تو بلا کراہت جائز ہے(۷) کیونکہ انسان کا بدن فی نفسہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک قرار دیا گیا ہے(۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' (از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء)

---

(۱) ولو دخل الکفار و الصبیان المسجد لا ینجس اذا لم یکن علی بدنهم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر ص ۱۰۳ سهیل اکیدمی لاهور)

(۲) فسور الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا ... طاهر (رد المحتار مطلب فی السؤر ۱/ ۲۲۲ ط سعید)

(۳) لا بأس بطعام المجوس کله الا الذبیحة فان ذبیحتهم حرام ... ولا بأس بالذهاب الی ضیافة اهل الذمة (عالمگیریه الباب الرابع عشر فی اهل الذمة و الاحکام التی تعود الیهم ۵/ ۳۴۷ ط ماجدیه کوئٹه)

(۴) یقول ان فعل ذلک لیستمیل قلبه الی الاسلام فلا بأس به (عالمگیریه الباب الرابع عشر فی اهل الذمة و الاحکام التی تعود الیهم ۵/ ۳۴۸ ط ماجدیه کوئٹه)

(۵) فالمراد بقوله تعالى انما المشرکون نجس النجاسة فی اعتقادهم (رد المحتار مطلب فی السؤر ۱/ ۲۲۲ ط سعید)

(۶) فسور الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا ... طاهر (رد المحتار مطلب فی السؤر ۱/ ۲۲۲ ط سعید)

(۷) ولو دخل الکفار و الصبیان المسجد لا ینجس اذا لم یکن علی بدنهم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر فصل فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سهیل اکیدمی لاهور)

(۸) فسور الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا ... طاهر (رد المحتار مطلب فی السؤر ۱/ ۲۲۲ ط سعید)

فصل چہارم۔ وضو غسل اور تیمم

اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے' کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی ضرورت نہیں

(سوال) تیمم میں اعضاء پر مسح فرض ہے یا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے نیز یہ کہ تیمم دو ضرب سے ہوتا ہے اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۱۴) تیمم میں اعضائے تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے(۱) یہ ضروری نہیں کہ اعضاء پر بھی غبار نظر آنے لگے(۲) تیمم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیر دینا کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا سخت گناہ ہے' اس سے وضو نہیں ٹوٹتا

(سوال) پاجامہ اگر ٹخنوں سے نیچا ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مسلم شریف اور مشکوۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے لہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطلع فرمائیں؟

(جواب ۳۱۵) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پاجامہ رکھنا سخت گناہ ہے(۳) لیکن اس گناہ کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو ٹخنے سے نیچے پاجامہ پہنے ہوئے تھا وضو کرنے کا حکم دیا(۴) تو اس میں ایک راوی ابو جعفر ہے جو مجہول ہے(۵) علاوہ اس کے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے یہ حکم دیا ہو کیونکہ وضو سے اعضاء کے گناہ جھڑ جاتے ہیں(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ثم عندهما أي عند أبي حنيفة و محمد يشترط في صحته نفس مجرد المس ... ولا يشترط ... منهما (حلبي كبير' باب التيمم ص ۷٦ ط سهيل اكيدمي' لاهور)

(۲) ولو تركه فصار بذلك الخ (حلبي كبير' باب التيمم ص ٦۲ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار (صحيح البخاري' باب ما أسفل من الكعبين ففي النار ۲ / ۸٦۱ ط قديمي كتب خانه' كراچي)

(٤) باب ما جاء في إسبال الإزار ۲ / ٥٦٥ ط امداديه ملتان

(٥) وفي إسناده أبو جعفر رجل من أهل المدينة لا يعرف اسمه (معالم السنن لأبي سليمان الخطابي' باب ما أسفل من الكعبين ففي النار ٦ / ٥١ ط انصار السنة المحمديه)

(٦) يحتمل والله أعلم أنه أمره بإعادة الوضوء دون الصلوة لأن الوضوء مكفر للذنوب كما ورد في الأحاديث الكثيرة (بذل المجهود في حل سنن أبي داود' باب ما جاء في إسبال الإزار ٥ / ٥٤ ط معهد الخليل الإسلامي' كراچي)

غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں

(سوال) اگر سونے کا دانت لگوایا ہو تو چونکہ اس کے اندرونی حصہ یعنی جڑ اور برابر میں غسل جنابت کے وقت پانی پہنچایا جا سکتا ہے اور نہ پہنچے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۶ ۱۵ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۶) اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بوجہ لزوم و ثبات ہونے کے اصلی دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب دیگر) (از نائب مفتی صاحب) جب اصلی و خلقی دانت پر سونے کا پتر چڑھا دیا جائے تو یہ سونے کا خول بوجہ شدت اتصال کے کالجزء ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہوگا۔(۲) درمختار میں ہے (غسل ما فیه حرج کعین) وان اکتحل بکحل نجس (و ثقب انضم و) لا (داخل قلفة) الخ علی هامش ردالمحتار ، جلد اول ص ۱۱۳ سونے کا دانت ضرورۃً لگوایا ہو یا زینتہً دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہ ہوگا۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی الجواب صحیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے، وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ

(سوال) جب نماز کے لئے پنج وقتہ وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کر لیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سلیم طہارت کا حکم نہیں لگا سکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اور طہارت کے لئے ان اعضا کو کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضاء کے دھونے کے بجائے غسل کر لیا جائے تو کیا وضو ہو جائے گا؟ المستفتی نمبر ۶۷۴ محمد عبدالجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۷) نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے طہارت کے لئے ان اعضا کو اس لئے خاص کیا گیا کہ یہ اعضا اکثر حالات میں خارجی موثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تلویث کا اثر ان اعضاء پر بہ نسبت باقی اعضاء کے زیادہ ہو سکتا ہے اس لئے انہیں اعضاء کو دھونے کے لئے مخصوص کیا گیا۔ وضو کی جگہ غسل کر لینا بدرجہ اتم کافی ہے(۱) اور غسل کے اندر وضو خود بخود ہو جاتا ہے،(۲) لیکن اگر ہر نماز کے لئے غسل کا حکم عام دیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب ناممکن ہو جاتی اس لئے حکم تطہیر میں لوگوں کی آسانی کا لحاظ بھی خدائے علیم و حکیم و خبیر کے احکام میں موجود ہے طہارت ظاہرہ کا اثر

---

(۱) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط للحرج (رد المحتار' مطلب فی ابحاث الغسل ۱ / ۱۵۳ ط سعید)
(۲) مبحث ابحاث الغسل ۱ / ۱۵۲ ط سعید)
(۳) عن عائشة قالت قال النبی ﷺ لا یتوضو بعد الغسل (جامع الترمذی باب الوضوء بعد الغسل ۱ / ۳۰ ط سعید)

طہارت باطن پر بیشک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا ذریعہ ہے اس کے لئے طہارت ظاہر کی شرط کردی گئی (۱) اور طہارت ظاہری میں مکلفین کی آسانی کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے یہ بمقتضائے الدین یسر اعمال دینیہ کا بنا آسانی پر رکھا گیا ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل اور وضو نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بصحت و سلامتی اپنے دانتوں پر بغرض زینت سونے کا چڑھاؤ اس طرح چڑھوائے کہ دو یا چار دانتوں پر یا ساری بتیسی پر سونے کا خول منڈھوائے کہ جس سے دانت اور مسوڑھے سب بند ہو جائیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں فقہائے کرام نے باب الغسل میں لکھا ہے کہ بدن کے جس حصے میں آٹا چپک کر سوکھ جائے یا چکنا میل ناخن کے اندر ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچ سکے تو غسل نہیں ہوگا۔ المستفتی نمبر ۵۳۹ مولوی ظہور احمد (کاٹھیاواڑ) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۸) دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا ناجائز نہیں اور محض زینت کے لئے چڑھانا مکروہ ہے اور ضرورۃً چڑھایا ہو یا بلا ضرورت بہر صورت غسل و وضو کے لئے وہ مانع نہیں کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے بخلاف آٹے اور چکنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں (۲) (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ولا يشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة وجوزهما محمد. تنوير الابصار و درمختار، جلد ۵ الجواب صحيح حبيب المرسلين عفي عنه نائب مفتي۔

حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھا پی لیا جائے۔

(سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۹) جنابت میں کھانا پینا درست ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے کھائے پئے اور بغیر وضو کے صرف ہاتھ منہ دھو کر کھا پی لے تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اولیٰ ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وقيل سببه الحدث في الحكمية وهو وصف شرعي يحل في الاعضاء يزيل الطهارة (رد المحتار، كتاب الطهارة ۱/ ۸۵ ط سعيد) (۲) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط للحرج (رد المحتار، مطلب في ابحاث الغسل ۱/ ۱۵۲ ط سعيد) (۳) والعجين في الظفر يمنع تمام الاغتسال (عالمگيرية، الباب الثاني في الغسل ۱/ ۱۳ ط ماجدية كوئته) (۴) كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس ۶/ ۳۶۱-۳۶۲ ط سعيد (۵) وفي الشامية قال في الخلاصة اذا اراد الجنب ان يأكل فالمستحب له ان يغسل يديه و يتمضمض ثم يأكل وذكر في الحلبة عن ابي داود وغيره انه عليه الصلوة والسلام اذا اراد ان يأكل وهو جنب غسل كفيه وفي رواية مسلم يتوضأ وضوءه للصلوة (باب الحيض ۱/ ۲۹۳-۲۹۴ ط سعيد)

دانت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے!
(سوال) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمال ہوتا ہے اس میں اگر سور کے بال ہوں تو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)
(جواب ۳۲۰) اگر خنزیر کے بالوں کا برش ہو تو اس کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہئیے.
(سوال) (۱) وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کون تک ہاتھ دھونے میں کرے یعنی شروع وضو میں یا کہنیوں تک دھوتے وقت کرے؟ سیدھی طرف سے یا بائیں طرف سے؟
(۲) چوتھائی سر کا مسح یا تمام سر کا مسح کرتے ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۱ مجیدی دواخانہ بمبئی ۷ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۲۱) وضو میں انگلیوں کا خلال ابتدائے وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہئیے۔
(۲) حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، اور پورے سر کا مسح سنت ہے پورے سر کا مسح کرنا چاہئیے تاکہ فرض اور سنت دونوں ادا ہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے.
(سوال) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے یا محض سنت؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی
(جواب ۳۲۲) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیے.
(سوال) دانت صاف کرنے کا برش خنزیر کے بالوں کا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) جلد حیوان خنزیر فلا یطہر (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ قولہ فلا یطہر ای لانہ نجس العین بمعنی انہ ذاتہ بجمیع اجزائہ نجسۃ حیاً و میتاً (الطہارۃ مطلب فی حکم ... ۱ / ۲۰۴ ط سعید)
(۲) ان التخلیل انما یکون بعد التثلیث لانہ سنۃ التثلیث (رد المحتار ۱ / ۱۱۷ ط سعید)
(۳) و مسح ربع الراس مرۃ (تنویر الابصار مع رد المحتار، ارکان الوضوء اربعۃ ۱ / ۹۹ ط سعید)
(۴) و مسح کل راسہ مرۃ مستوعبۃ (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ قولہ مستوعبۃ ھذا ... کما جزم بہ فی الفتح (ارکان الوضوء اربعۃ ۱ / ۱۲۱ ط سعید)
(۵) والسواک سنۃ مؤکدۃ (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار، کتاب الطہارۃ ۱ / ۱۱۳ ط سعید)

المستفتی نمبر ۸۳۱ محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) وہ تیل پالش جس میں خنزیر کی چربی ہونے کا شبہ ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ناک اور آنکھ سے آنے والے پانی کا حکم

(سوال) زکام کے وقت میں جو پانی ناک سے جاری ہوتا ہے ابتداءً سفید ہوتا ہے بعد میں زرد اور بدبودار ہو جاتا ہے یا آنکھوں میں درد ہونے کی صورت میں آنسو آتے ہیں یہ ناقض وضو ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۲۴) ناک سے آنے والا پانی جب تک متغیر اللون والریح نہ ہو اسی طرح آنکھ سے آنے والے آنسو جب تک پانی کی طرح صاف ہوں تو ناقض وضو نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سونے کا لگا ہوا دانت مانع غسل نہیں۔

(سوال) سونے کا دانت جیسا کہ آج کل لوگ بنواتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ دو طرف سے دونوں طرف کے دانتوں پر بھی خول چڑھ جاتا ہے غسل کی حالت میں خولوں کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا اور نہ یہ خول اتر سکتے ہیں ایسے دانت بنوانے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳۵ شیخ محمد ابراہیم (مانڈلے برما) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۵) ضرورت کی بناء پر یہ دانت لگوانا جائز ہے محض زینت کے لئے لگوانا مکروہ ہے(۳) غسل دونوں حالتوں میں درست ہو جائے گا کیونکہ یہ دانت لگنے کے بعد جسم کا حکم لے لیتے ہیں(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقض وضو ہے۔

(سوال) عاجز بہت ضعیف ہونے کے علاوہ اور مختلف امراض میں بھی مبتلا رہتا ہے پیشاب کا بھی خون اور کبھی پیپ اور مادہ بھی مع بھی زیادہ نکلتا ہے اور پیشاب ہوتا ہے فتاویٰ شامی جلد اول ص ۱۲۸ میں ایسے عذر

---

(١) [illegible] فلا نقض [illegible] (قوله فلا نقض) [illegible] في حكم الدمعة ١/ ٢٠٤ ط سعيد

(٢) كما لا ينقض لو خرج من اذنه و نحوها كعينه و ثديه قيح و نحوه كصديد (تنوير و شرحه) قال المحقق في [illegible] سواء كان مع وجع او بدونه لانهما لا يخرجان الا عن علة (مطلب في نواقض الوضوء ١/ ١٤٩ ط سعيد)

(٣) لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب [illegible] لم يكن به بأس (عالمگیریه الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ٥/ ٣٣٦ ط ماجدية كوئته)

(٤) لا اصل وجوب الغسل [illegible] مطلب [illegible] ١/ ١٥٢ ط سعيد

کی حالت میں کپڑے کے ناپاک نہ ہونے کو مفتی بہ بتایا گیا ہے مگر سبیلین سے خارج ہونے کو شامل منیۃ المصلی کے ص ۱۱۸ میں اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا ہے کہ سبیلین سے خارج ہونے میں جو سیلان کو خون، پیپ ہو یا سیلان نہ ہو مجرد ظہور سے ناقض وضو قرار دیا ہے غالباً نجس ہی ہوگا میری نظر بہت ضعیف ہو گئی فتاویٰ پڑھا نہیں جاتا میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ سبیلین سے دل و دماغ کا اگر ظہور ہو تو یقیناً ناقض وضو اور نجس ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مواضع سے خون یا پیپ نکلی تو موافق پہلے قاعدہ مرقومہ کے شاید نجس اور ناقض وضو نہ ہو جواب تحریر فرمائیں آپ کی تحریر سے اطمینان ہو جائے گا۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۴

(مولوی) محمد مشتاق احمد صاحب (ضلع ملتان) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۶) مخدوم مکرم حضرت مولانا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزت نامہ نے ممنون و مشکور فرمایا حق تعالیٰ آپ کے سایہ عزت و فیوض و برکات کو مبسوط رکھے آمین آپ کا وجود بحث برکات و خیرات ہے سبیلین سے خارج نجس و ناقض وضو ہے کم ہو یا زیادہ سائل ہو یا نہ ہو اور رطوبت ہر صورت نجس ہے وكذا الدود والحصاة اذا خرج من احد هذين الموضعين لاستتباع الرطوبة وهي حدث في السبيلين وان قلت (غنية المستملي)(۱) اور باقی جسم سے خون یا پیپ کا تھوڑا تھوڑا نکلتا رہنا اور پھیلنے کو نکلتا رہنا بنابر شیخ بقول مفتی بہ نہ ناقض وضو ہے اور نہ اس سے کپڑا ناپاک ہوتا ہے مگر یہ حکم سبیلین کا نہیں ہے بلکہ ایسے میں جو مخرج سے باہر آتے اور مسول کی جگہ میں قائم ہو جاتے ہیں ان میں سے جو خون یا رطوبت نکل کر پھیلنے پر قادر رہتی ہے اس کا حکم دوسرے زخموں کا ہے کیونکہ اس سے نکلنے والی رطوبت خارج من السبیلین میں داخل نہیں ہے خارج من السبیلین میں وہی رطوبت داخل ہے جو مقعد کے اندر سے باہر آئے اور جو خون مقعد کے باہر کی زخموں سے نکلے اس کا حکم مثل دیگر اجزاء جسم سے نکلنے والی رطوبت یا خون کے ہے امید ہے کہ دعائے خیر میں خادم کو یاد فرماتے رہیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھولینا کافی ہے خواہ باقی حصہ خشک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو

(سوال) وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ سوکھی رہ جائے تو اسی عضو یا جگہ کو دھونا کافی ہے یا دوبارہ وضو کرے اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے تو آیا یہ حکم جب تک ہے جب تک اعضاء تر ہیں یا اعضاء کے خشک ہونے کے بعد بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۲۹ محمد یوسف صاحب (مظفر) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

---

(۱) فصل في نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ط سهيل اكيدمي لاهور پاكستان

(۲) ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفي غيرهما عين السيلان (الدر المختار مع رد المحتار مطلب في نواقض الوضوء ۱/ ۱۳۵ ط سعيد)

(جواب ۳۲۷) صرف خشک رہ جانے والے عضو دھو لینا کافی ہے خواہ باقی اعضا کے خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہوگا۔

(سوال) زوجہ پر جو کہ (بوجہ خوف کے) بلا مجامعت کے مہراب غسل جنابت لازم ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خاں صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) بقدر دخول حشفہ مواقع ہو اور دخول حشفہ ہو جائے تو عورت پر بھی غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جنازے کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے

(سوال) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو کیا اس سے دوسرے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۹ ولی محمد صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۹) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو اس سے فرض اور نفل ہر نماز پڑھی جا سکتی ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا جائز ہے، زینت کے لئے مکروہ
(۲) دانتوں پر سونے کا چڑھا ہوا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں۔

(سوال) (۱) آج کل عام طور پر دانتوں پر سونے اور چاندی کے خول چڑھائے جاتے ہیں جو پورے دانت کو ڈھانک لیتے ہیں اور پورا دانت خول میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اس طرح مرد کے لئے دانتوں پر چاندی اور سونے کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) ولو ترك الموالاة او ترك المضمضة او الاستنشاق ... في موضع كذا من ... فصل ... تذكر ... المضمضة او الاستنشاق او غسل لمعة ... الخ (حلبی كبير، فرائض الغسل ص ۵۰ ط سهيل اكيدمی لاهور)

(۲) لا خلاف في حد التقاء الختانين ... توارت الحشفة يوجب الغسل على الفاعل والمفعول به انزل او لم ينزل وهذا هو المذهب لعلمائنا (عالمگیریة، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل ۱: ۱۵ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) ... لصلوة الجنازة و لسجدة التلاوة ... بلا خلاف (عالمگیریة، الفصل الاول في امور لا بد منها في التيمم ۱: ۲٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) یہ چاندی اور سونے کا خول غسل سے تو مانع نہیں ہوتا غسل میں کلی کرنا فرض ہے خول شدہ دانت کی حالت میں غسل کا یہ فرض (کلی کرنا) ادا ہو جاتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۵ سکریٹری صاحب محمڈن ایجوکیشنل سوسائٹی (کوہا پور اسٹیٹ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۳۰) دانتوں پر چاندی یا سونے کے خول بلا ضرورت چڑھانا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے چڑھائے جائیں تو مکروہ نہیں۔(۱) اور بہر صورت چڑھانے کے بعد یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوتے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال) وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبد الشکور فیض آباد ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۳۱) سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسے ترک کر دیا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جنبی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) متعلقہ احکام جنابت

(جواب ۳۳۲) جس کو جنابت یعنی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں مگر یہ ناپاکی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے احکام جاری ہوں۔ یہ ناپاکی حکمی ہے یعنی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہونے قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے (۴) مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) لو تحرك سن رجل وخاف سقوطه فشده بالذهب أو بالفضة لم يكن به بأس (عالمگیریہ، کتاب الکراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۵/ ۳۳۶ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) لا يمنع وصول الغسل لأنه ... (رد المحتار، مطلب في أبحاث الغسل ۱/ ۱۵۲ ط سعيد)

(۳) ... التخليل ... لأنه ... (رد المحتار، كتاب الطهارة ۱/ ۱۱۷ ط سعيد)

(۴) ويمنع دخول مسجد ... وقراءة قرآن ومسه إلا بغلافه وكذا حمله ولا بأس بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى وتسبيح وأكل وشرب بعد مضمضة وغسل يد (تنوير الأبصار وشرحه مع رد المحتار، باب الحيض ۱/ ۱۹۳، ۱۹۴ ط سعيد)

(۵) ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما (رد المحتار، باب الحيض ۱/ ۲۹۲ ط سعيد)

کمزور بوڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے

(سوال) متعلقہ تیمم بوجہ ضعف و مرض

(جواب ۳۳۳) بوڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمم کرلے اور وضو کرکے نماز پڑھ لے پھر اچھے وقت غسل کرے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے

(سوال) بسم الله الرحمن الرحيم عن ابن عباس انه سئل عن التيمم فقال ان الله تعالى قال في كتابه حين ذكر الوضوء فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وقال في التيمم فامسحوا وجوهكم و ايديكم منه وقال والسارق و السارقة فاقطعوا ايديهما فكان السنة في القطع الكفين انما هو الوجه والكفين ۔

مذہب حنفیہ این است کہ مرفقین داخل است در غسل وعند شافعی داخل نیست هذا القیاس فی التیمم ودر قطع یدین مذہب حنفیہ این است کہ قطع تا رسغین باشد۔

از ابن عباس کہ سوال کردہ شد در تیمم کدام حکم مقرر است آیا قیاس بروضو است یا بر قطع ایدی یعنی اگر قیاس بروضو شود تا مرفقین مسح لازمی آید واگر بر قطع قیاس شود تا رسغین لازمی آید۔

اول اگر قیاس بروضو شود بالکل موافق باشد بمذہب حنفیہ واگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از فکان السنة فی القطع الکفین الخ معلوم میشود ظاہر از مذہب حنفیہ مخالف باشد تاہم مضر نیست زیرا کہ این اجتہاد حضرت ابن عباس باشد دیگر این است کہ مخالف از حدیث صحیح است کہ در باب تیمم ذکر شدہ ضربتین فرمودہ یک برائے وجہ دیگر برائے یدین الی المرفقین دیگر این کہ تیمم خلف وضو است چنانچہ در وضو مرفقین داخل است در تیمم نیز داخل شود۔

امام الدین ۱۹۲۸ء

(ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ پس تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور تیمم کے متعلق فرمایا پس تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو اور فرمایا چوری کرنے والے مرد اور

(۱) ویجوز التیمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان یقتله البرد او یمرضه (عالمگیریة، الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم، ۱/ ۲۸ ط ماجدیه، کوئٹه)

(۲) جامع الترمذی، باب ماجاء فی التیمم ۱/ ۳۸ ط سعید

عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو تو قطع میں مسنون طریقہ کفین کا قطع ہے تو تیمم میں بھی چہرہ اور کفین کا مسح ہے۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعی کے نزدیک داخل نہیں ہیں یہی قیاس تیمم میں بھی ہے اور قطع یدین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کلائی تک ہے۔

ابن عباس سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جانے کا یا قطع یدی پر؟ یعنی اگر وضو پر قیاس ہو تو کہنیوں تک مسح ضروری ہوتا ہے اور قطع قیاس ہو تو صرف کلائیوں تک ہوتا ہے۔

اب اگر وضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہوگا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ فکان السنة فی القطع الکفین الخ سے معلوم ہوتا ہے تو اگرچہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر مضر نہیں کیونکہ یہ حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمم کے بارے میں آئی ہے کہ دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لئے دوسری ذراعین کے لئے۔

پھر یہ کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جیسے وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمم میں بھی داخل ہوں گی۔

(نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے حاصل کردہ نمبر ۵۰ / ۴۰ واصف

(جواب ۳۳۴) مطلب جواب ابن عباس نہ این است کہ مجیب فہمید بلکہ ابن عباس تیمم را تا رسغین ثابت می کنند، گویند کہ اگر تا مرفقین بودے حق تعالیٰ الی المرافق ذکر نمودے چناں کہ در آیہ وضو ذکر فرمودہ چناں کہ در آیہ قطع ذکر غایت نیست، ازیں وجہ دراں قصر بر رسغین سنت شد ہمچنیں عدم ذکر غایت در تیمم مستلزم قصر بر رسغین است۔

اما جواب حنفیہ پس قدرے ازاں ذکر کردید، قدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر ۱۳۲۸ھ

(ترجمہ) ریمارک ممتحن۔ حضرت ابن عباس کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا ہے بلکہ ابن عباس تیمم کو کلائیوں تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمم مرفقین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الی المرافق بھی فرماتا جیسا کہ آیہ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح آیہ قطع میں غایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کلائیوں پر قصر کرنا مسنون ہوا اسی طرح تیمم میں عدم ذکر غایت قصر بر رسغین کو مستلزم ہے۔

لیکن حنفیہ کا جواب تم نے کچھ ذکر کیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر ۱۳۲۸ھ

دانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے۔

(الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) دانتوں میں انگریزی دوا لگانے کے لئے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر "ہوگز ہیئر" لکھا ہوتا ہے جس کے معنی "موئے خنزیر" ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ یہ برش بالوں کے ہیں تو ضرور خنزیر کے بال ہیں کیونکہ بہت سخت ہوتے ہیں ان وجوہ سے قلب کی حالت سکڑ جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

(جواب ۳۳۵) اگر برش کے متعلق یقین یا ظن غالب ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لئے حرام ہے(۱) اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ "موئے خنزیر" ہوتا ہے تو بہر صورت ان کا استعمال اسلامی غیرت و حمیت کے بھی منافی ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برش (جن پر لفظ "موئے خنزیر" کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں) اور ایسے برش جن میں خنزیر کے بالوں کا ہونا یقینی یا مظنون ہو ہرگز استعمال نہ کریں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

سخت اونی یا سوتی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) موزہ اگر پہنے ہو رات ویسے وضو و نماز کے بعد ضرورت ہو تو بجائے پانی کے موزہ اتار نہ سکے تو مسح کرنا جائز ہے یا نہیں "موزہ سوتی یا پشمینہ پہن سکتا ہے"

(جواب ۳۳۶) چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے(۲) اگر اونی یا سوتی موزے بھی اس قدر دبیز اور موٹے ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھنے تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

حالت جنابت میں تیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) جنابت کی حالت میں بالوں میں تیل لگا کر غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) ہاں غسل درست ہو جائے گا۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) خلا جلد خنزير فإنه لا يطهر (تنوير الأبصار وشرحه) قال المحقق في فتح القدير: فقوله فلا يطهر... لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع أجزائه نجسة حيا وميتا (مطلب في حكم الدباغة ۱/۲۰۴ ط سعيد)

(۲) المسح على الخفين جائز والأخبار فيه مستفيضة (هداية باب المسح على الخفين ۱/۵۶ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۳) أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخا ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولا يشف إلا أن ينفذ إلى الخف قدر الغرض (تنوير الأبصار وشرحه مع رد المحتار باب المسح على الخفين ۱/۲۶۹ ط سعيد)

(۴) ولو دهن قدمه ... الماء فيه جاز بحري (عالمگيرية الفصل الأول في فرائضه ۱/۱۴ ط ماجدية كوئٹہ)

مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے برش اگر پاک ہو تو اس کا استعمال مباح ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) دانت صاف کرنے کے لئے کئی قسم کے برش ملتے ہیں یہاں سے دانتوں کا صاف کرنا جائز ہے؟

(جواب ۳۳۸) دانتوں کو مسواک سے صاف کرنا مسنون ہے(۱) برش اگر پاک ہو تو اس کا استعمال اگرچہ طریقہ مسنونہ کے موافق نہیں تاہم مباح ہوگا(۲) مگر سنا ہے کہ دانت صاف کرنے کے برش خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں اگر یہ تحقیق ہو یا اس کا شبہ بھی ہو تو ایسے برش کا استعمال قطعاً ناجائز ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

(سوال) تمباکو نوشی اور نسوار کشی سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۹) تمباکو نوشی اور نسوار کشی سے وضو نہیں ٹوٹتا(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

بواسیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟

(سوال) ایک شخص مرض بواسیر میں مبتلا ہے ہر وقت مسے باہر نکلے رہتے ہیں جن کو کبھی انگلی سے اندر کر دیتے ہیں اور پھر فوراً پھوڑا [illegible] ایک سوراخ نیچے ہوا اور دوسرا اوپر دونوں ہر وقت جاری رہتے ہیں [illegible] تک بھی [illegible] نماز پڑھتے جب بھی نجاست سے چند قطرے کپڑے پر گر جاتے ہیں اور مریض کے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہر وقت کپڑے دھوئے تو ایسی صورت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۳۴۰) مریض کے پاس اگر کوئی آدمی نہیں ہے تو وہ جہاں تک خود صفائی اور پاکی پر قادر ہو وہاں تک کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم پر نظر رکھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) والسواک سنۃ مؤکدۃ (تنویر الابصار و شرحہ ۱/۱۱۳ ط سعید)
(۲) وعند فقده او فقد اسنانه تقوم الخرقة الخشنة او الاصبع مقامه (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فی منافع السواک ۱/۱۱۵ ط سعید)
(۳) [illegible] قوله فلا يجيز [illegible] لانه نجس العين [illegible] ۱/۲۰۴ ط سعيد
(۴) والمعاني الناقضة للوضوء كل ما يخرج من السبيلين [illegible] ۱/۱۱۶، ۱۶۴ ط دار الكتب العلمية بيروت

بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(سوال) ایک شخص وجع مفاصل کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کو پانی نقصان کرتا ہے اگر اس کو احتلام ہو جائے تو وہ بلا دھوئے نجاست حقیقیہ کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور

(جواب ۳۴۱) نجاست لگی رہے تو نماز نہیں ہوگی نجاست زائل کرنا ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل پنجم۔ حد بلوغ

لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے

(سوال) لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے؟

(جواب ۳۴۲) جب لڑکی کو حیض آنے لگے یا پندرہ سال کی پوری ہو جائے بالغ ہو جاتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے۔
(۲) موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں
(۳) حیض آنے کے بعد بھی لڑکی باکرہ کہلائے گی
(۵) لڑکے کی علامات بلوغ
(۶) مراہق و مراہقہ کی پہچان

(سوال) (۱) لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟ (۲) کیا صرف موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟ (۳) اگر حیض کا نہ بالغ ہونے کی دلیل ہو تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو حیض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ کوئی اور علامت کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے تو کیا ایسی لڑکیوں کو ہم بالغ کہہ سکتے ہیں؟ (۴) یہ ظاہر ہے کہ بالغہ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو معاملہ نکاح میں لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ (۵) خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ

۱۔ يطهر النجاسة وجب من بدن المصلي ... ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر ... (هداية باب الأنجاس وتطهيرها ۱/۷۱ ط مكتبه شركت علميه ملتان)

۲۔ بلوغ الجارية بالاحتلام والحيض والحبل فإن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (تنوير الأبصار مع رد المحتار، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ۶/۱۵۳ ط سعيد)

علامت کیا نہیں ؟ (۶) مرد اور عورت کی بلوغت کی پہچان کیا ہے ؟ (۷) عورت میں علامات بلوغ ہونا شروع ہوتے وقت علامت بلوغ ہونے کی پہچان کیا ہے ؟ (۸) عورت کے بالغ ہونے کی کیا علامتیں ہیں ؟ المستفتی نمبر ۹۳۰ محمد یسین ضلع پٹنہ ۲۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

جواب ۳۴۳ (۱) حیض آنا بالغ ہونے کی علامت ہے یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا (۲) نہیں (۳) اگر نو سال کی عمر کی لڑکی کو حیض آئے تو وہ بالغ قرار دی جائے گی (۴) باقاعدہ حیض یا پندرہ سال کی عمر پوری ہونا (یہ علامتیں قبل حیض کے عموماً واقع ہوتے ہیں)(۵) ہاں جو مدت ... بغیر حیض آنے کے بالغ نہیں ہوتی (۶) قریب بلوغ وہ علامتیں ہیں ... (۷) ... علامتیں ہیں (۸) ... یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب
برتنوں اور کپڑوں کی پاکی

معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے

(سوال) در مختار صفحہ ۲۱۳ پر ایک مسئلہ معذورین کے بیان میں لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے (و حکمه الوضوء) لا غسل ثوبه و نحوه الخ اس میں شبہ یہ باقی رہا کہ غسل ثوب کا تفصیل وار حکم نہیں بتایا کہ کب تک نہ دھویا جائے اور ثوب معذورین کب تک پاک ہی کے حکم میں رہے گا۔
المستفتی نمبر ۳۳۳ محمد حسن (گوجرہ ضلع ...) ۱۲ رمضان ۱۳۵۳ھ م ۲۲ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۴۴) آپ نے در مختار کی عبارت وحکمه الوضوء لا غسل ثوبه کے متعلق دریافت

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)
(۲) [illegible] ۱۵۳ '۱۵۴ ط سعید
(۳) [illegible] لمحتار' فصل فی بلوغ الغلام ۶ '۱۵۳ '۱۵۴ ط سعید)
(۴) حوالہ بالا
(۵) [illegible] ۳۱۵/۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)
(۶) [illegible] فصل فی بلوغ الغلام ۶/۱۵۳ ط سعید
(۷) [illegible] ۱۵۳ '۱۵۴ ط سعید)

فوراً نجس ہو جائے پھر جب تک نہ دھویا جائے اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ اگر دھونے کے بعد دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا واجب نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اگر اتنی دیر رکا رہے کہ نماز ادا کرسکے تو ... نجس ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر ناپاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ ناپاک ہو جائے تو دھونا واجب نہیں درمختار نے قول ثانی کو مختار للفتویٰ کہا ہے اور ... تصریح کی ہے وحکمه الوضوء ... سے بعد وان سال علی ثوبه میں موجود ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

خریدا ہوا کوٹ یا اسکٹ کا پاک ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں

(سوال) جو کوٹ یا اسکٹ مستعمل شدہ نیلام میں خریدے جاتے ہیں ان کے کسی استعمال کرنے والے کا حال پتہ نہیں ان کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۵) ان کو دھو کر پہننا بہتر ہے اگرچہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے دھونا واجب نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے

(سوال) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹکے میں کتے نے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ اگر برتن بھی ناپاک ہو گیا تو اس کو پاک کرنے کی کیا شکل ہوگی؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جمال الدین صاحب (ضلع ...) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۶) مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے تو اس کا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور مٹکا بھی ناپاک ہو جائے گا پانی پھینک دیا جائے اور مٹکا تین مرتبہ دھو لیا جائے ہر مرتبہ دھو ...

(۱) وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلاة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوى وكذا مريض لا يبسط ثوبه إلا تنجس فورا له تركه ... الدر وشرحه، فإن المختار في مسألة الثوب هو المختار للفتوى ... وقيل لا يجب غسله أصلا وقيل إن كان مفيدا بأن لا يصيبه مرة أخرى يجب وإن كان يصيبه المرة بعد الأخرى فلا ... كذا في الزاهدي عن ... أنه لو بقي طاهرا إلى أن يفرغ من الصلاة ولا يبقى إلى أن يخرج الوقت فمفيد يقتضي الوجوب غسله ... للشافعي لأن الرخصة مقدرة عنه بخروج الوقت، مطلب في حكم المعذور (۱/ ۳۰۶، ۳۰۷ ط سعید)

(۲) وفي التتارخانية من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن ... وكذا ما يتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب ... مطلب في أبحاث الغسل (۱/ ۱۵۱ ط سعید)

[illegible] پانی [illegible]

کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیگیں دے سکتے ہیں جھٹکے کے واسطے بکری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے

(ازاخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) جھٹکہ اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو جھٹکہ پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیگیں برتن وغیرہ دے دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ہاتھ جھٹکے کے واسطے بکرا فروخت کرنا کیسا ہے؟ جن برتنوں میں جھٹکہ پکایا جائے وہ پاک کس طرح کیا جائے؟

(جواب ۳۴۷) کفار کو مسلمان اپنے تانبے پیتل لوہے کے برتن عاریۃً یا کرایہ پر دے سکتے ہیں اور مشرکین وکفار ان برتنوں میں جھٹکہ یا خنزیر کا گوشت پکائیں تو یہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں [illegible] برتن نہیں دینے چاہئیں کہ ان میں یہ چیزیں پکانے کے بعد (اگرچہ شرعاً وہ پاک ہو سکتے ہیں) مسلمان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور ان کا استعمال کرنے پر قلب مطمئن نہیں ہوتا اسی طرح مسلمان کو مشرکوں کے ہاتھ جانور فروخت کرنا جائز ہے [illegible] ان کے فعل کا مسلمان بائع ذمہ دار نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کافر کے دھلے ہوئے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا غالب گمان نہ ہو تو ان میں نماز جائز ہے

(ازاخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) [illegible] کافر کے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۸) کافر کے دھوئے ہوئے کپڑے جب تک کہ ان کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو پاک قرار دیئے جائیں گے اور ان میں نماز جائز ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) وقدر بمسح حفاف أي تقطع بتقاطر في غسل [illegible] مما يشرب النجاسة (تنوير الابصار وشرحه الدر المختار مع رد المحتار باب الانجاس ۱/۳۳۲ ط سعيد)

(۲) [illegible] (الاحكام التي تعود اليهم ۵/۳۴۷ ط ماجدية كوئٹہ)

(۳) وجاز بيع عصير عنب ممن يعلم انه يتخذه خمرا لان المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره (تنوير الابصار وشرحه) قال المحقق في الشامية: قوله لا تقوم المعصية بعينه) يؤخذ منه ان المراد بما لا تقوم المعصية بعينه ما يحدث له بعد البيع وصف آخر يكون فيه قيام المعصية (رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۳۹۱ ط سعيد)

(۴) وفي شرح المنية [illegible] متخذه اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب (رد المحتار قبيل مطلب ابحاث الغسل ۱/۱۵۱ ط سعيد)

تانبے، پیتل اور لوہے کے برتن جائز تقاریب کے لئے غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں کی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس میں حقہ پانی کا، پتیلے وغیرہ برتن اور کئی قسم کا دیگر اسباب ہے وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے یہ سامان ہندوؤں اور احمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۹) تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ دھات کے برتن جس میں جذب کی صلاحیت نہیں ہے مسلمان غیر مسلموں کو کرایہ پر دے سکتے ہیں ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ جائز تقاریب میں کرایہ پر برتن دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جنبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۶ء)

(سوال) حالت جنابت میں کپڑا جو ناپاک ہو گیا اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہئے یا غسل جنابت سے پہلے؟ اور حالت جنابت میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) حالت جنابت میں ناپاک کپڑے کو دھو کر پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جنابت کی حالت میں ناپاک کپڑا دھونے اور پاک کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا غلط ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

(جواب ۳۵۱) دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) وجاز اجارة بيت ... ليتخذ ... او كنيسة او بيعة ... عند الامام (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع ۶/۳۹۲ ط سعيد)
(۲) ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين او ماء او نحوهما (رد المحتار باب الحيض ۱/۲۹۲ ط سعيد)
(۳) وكذا ... ما لم يستيقن نجاسته ... ما يتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب (رد المحتار قبيل مطلب ابحاث الغسل ۱/۱۵۱ ط سعيد)

چوتھا باب
صابون

ولایتی صابون جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، کے استعمال کا حکم

(سوال) آج کل ولایتی صابون عموماً استعمال کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہو گیا ہے شرعی حکم سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے
واجرکم علی اللہ

(جواب **۳۵۲**) اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اگرچہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز واجتناب نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صابون بناتے ہیں اور ایسے طریقے مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعات کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ "اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا" "اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی اس چیز کو ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں" وغیرہ وغیرہ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی کہ اہل عالم کی رغبتیں اس چیز کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے سب سے پہلا مہتم بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان قوموں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں کہ اس کی تجارت فروغ پذیر ہو سکتی ہے اور اس سے ان کی تجارت چلے۔ اہل یورپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزاء کے استعمال کو حرام مطلق سمجھتے ہیں پس موافق اصول تجارت ان کا یقیناً فرض ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت تمام جہان کا مطمح نظر ہے ایسی چیزیں نہ ڈالیں جن کی خبر ہو جانے پر مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو حرام سمجھیں اور ان کی تجارت کو بیٹھے بٹھائے صدمہ پہنچے میرا یہ مطلب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ان چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہی ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہوں گے پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور اہل یورپ کے نزدیک خنزیر حلال ہے یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی پڑی ہوگی یا پڑنے کا گمان غالب ہے صحیح نہیں ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثر کی تجارت کی باگ ہے بہت کی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر

سمجھتے ہیں گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ متبرک بھی ہے باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے یہ کیوں صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دوکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خریدار ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں اس لئے وہ تجارتی اشیاء والی چیزوں سے علیحدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

۔ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے ورنہ صرف صابن بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت و نجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے و ... اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا گمان غالب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے ناپاکی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت ہو کہ کوئی تیل بھی موجود ہو کہ صابن میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابن کا استعمال جائز ہے کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابن بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے روایات ملاحظہ ہوں۔

ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتى للبلوى كتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبز فيه (درمختار) (۲) ناپاک روغن زیتون ناپاک ہو جائے تو صابن بنانے سے پاک ہو جاتا ہے اس پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے کا مضائقہ نہیں۔ جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لانه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى اھ (مجتبى كذا في رد المحتار) (۳) ناپاک تیل صابن میں ڈال دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت بدل جاتی ہے اور حقیقت کا بدل جانا امام محمد کے نزدیک پاک کر دیتا ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

---

(۱) وفي الشرنبلالية من شك في انائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن وكذا ما يتخذه أهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. رد المحتار قبيل مطلب أبحاث الغسل ١ / ١٥١ ط سعيد، وفي الأشباه الفن الأول، القاعدة الثالثة ص ٥٧ ط بيروت،
(۲) باب الانجاس ١ / ٣١٥ ط سعيد
(۳) باب الانجاس ١ / ٣١٦ ط سعيد

فقد ذکر هذه المسئلة العلامة قاسم فی فتاواه وکذا ما سیاتی متنا و شرحا من مسائل التطهیر بانقلاب العین و ذکر الادلة علی ذلك بما لا مزید علیه و حقق و دقق کما هو دابه رحمه الله فلیراجع ثم هذه المسئلة قد فرعوها علی قول محمد بالطهارة بانقلاب العین الذی علیه الفتوی واختاره اکثر المشائخ خلافا لابی یوسف کما فی شرح المنیة والفتح وغیرهما (رد المحتار) یعنی اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح وہ مسائل جو انقلاب عین سے تطہیر کے متعلق متن و شرح میں آگے آتے ہیں ان میں علامہ قاسم نے ایسے دلائل ذکر کیے ہیں جن پر زیادتی نہیں ہو سکتی اور نہایت تحقیق و تدقیق سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے خدا تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر اس مسئلہ کو امام محمد کے قول پر متفرع کیا ہے کہ ان کے نزدیک انقلاب عین سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسے اختیار کیا ہے امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے جیسا کہ شرح منیہ اور فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے المترتب علیها اه (رد المحتار) یعنی اس تقدیر میں تبدیل ماہیت سے پاکی ہو جاتی ہے اور اختیار ... شریعت نے وصف نجاست اس حقیقت پر مرتب کیا تھا اور حقیقت ... ختم ہو جاتی ہے ... بدل جاتی ہے ... شریعت میں ... ناپاک ہے ... معلوم ہوا کہ جو خون ... بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر ... گوشت ... ہو جاتا ہے ... ناپاک ہو جاتا ہے ... حقیقت باقی نہ رہی ... حقیقت پر مرتب تھا ... کذلك الملح (رد المحتار) ... الحمار والخنزیر اذا وقع فی المملحة فصار ملحا او فی البالوعة اذا صار طینا یطهر عندهما خلافا لابی یوسف کذا فی محیط السرخسی (فتاوی عالمگیری) یعنی ... گر کر نمک بن جائیں یا نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتے ہیں یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف کا خلاف ہے۔ ولو احرقت العذرة او الروث فصار کل منهما رمادا او مات الحمار فی المملحة وکذا ان وقع فیها بعد موته وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیها فصار ملحا طهر عند محمد واکثر المشائخ اختاروا قول محمد و علیه الفتوی لان الشرع رتب وصف النجاسة علی تلك الحقیقة وقد زالت بالکلیة فان الملح غیر

(۱) حوالا بالا (صفحہ گزشتہ)
(۲) باب الانجاس و تطہیرہا ۱ / ۲۰۱ ط مصر
(۳) باب الانجاس ۱ / ۳۱۷ ط سعید
(۴) الباب السابع الفصل الاول فی تطہیر الانجاس ۱ / ۴۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

العظم واللحم فاذا صارت الحقيقة ملحا ترتب حكم الملح حتى لواكل الملح جاز و نظيره النطفة نجسة و تصير علقة وهي نجسة و تصير مضغة فتطهر وكذا الخمر تصير خلا و على قول محمد فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس و عليه يتفرع ما لو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهرا لتبدل الحقيقة انتهى مختصرا (غنية المستملي شرح منية المصلي) (ترجمہ) اور چونکہ وہ جزء جو مذکور ہوا بدل جاتا ہے یعنی کان نمک میں گر کر مر جائے یا مر کر جائے اس طرح تبدیل ہو جائے اور نمک بن جائے تو امام محمد کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو کہ اس ہڈی یا گوشت میں تھی اور چیز ہے ہڈی و گوشت اور چیز ہے پس جب کہ حقیقت نمک کی ہو گئی تو نمک کا حکم مرتب ہو گیا یہاں تک کہ اس کا کھانا جائز ہو گیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح شراب کہ سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمد کے اسی قول پر اس صابون کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے اور اسی قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی یا کتا صابون کی دیگ میں گر کر صابون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدل گئی ان روایات منقولہ سے امور ذیل صراحت ثابت ہوئے۔

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے (درمختار اور مجتبیٰ کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن نہ رہا بلکہ صابون بن گیا جیسے نمک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے پھر مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ صابون کے استعمال سے اس تحقیقات کی بنا پر طہارت کے لئے اس کے اجزاء کیمیاویہ کو ناپاک بتاتے ہیں کیونکہ حقیقت صابون ہی کی طہارت کی تحلیل بتا دیتے ہیں کہ حقیقت ہی اس کی طہارت کی ضامن ہے۔

اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو یعنی چربی کا اس کو پاک ہے ناپاک یا حرام ہے اسے

١) فصل في الاسارى ص ۱۸۸-۱۸۹ ط سهيل اكيدمي لاهور پاكستان

اور نمک کی کان میں گرنے سے خنزیر کی چربی کے صابون کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے ۔

ولا ملح كان حمارا او خنزيرا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين به يفتى (درمختار)(۱) یعنی وہ نمک پاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا اسی پر فتویٰ ہے قوله لانقلاب العين علة للكل وهذا قول محمد وذكر معه في الذخيرة والمحيط ابا حنيفة (حلية)(۲) یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے قال في الفتح وكثير من المشائخ اختاروه وهو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض اجزاء مفهومها فكيف بالكل فان الملح غير العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حكم الملح ونظيره في الشرع النطفة نجسة وتصير علقة وهي نجسة وتصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمرا فينجس ويصير خلا فيطهر فعرفنا ان استحالة العين تستتبع زوال الوصف

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) بدن خنزیر اور بدن انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں مرنے اور صابون کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ بحر الرائق کی منقولہ عبارت میں صراحۃً مذکور ہے۔

ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر و میتہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون

---

(۱) باب الانجاس ۱ / ۳۲۶ ط سعید

(۲) رد المحتار ، باب الانجاس ۱ / ۳۲۷ ط سعید

(۳) باب الأنجاس و تطهيرها ۱ / ۲۰۰ ، ۲۰۱ ط مصر

کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ بھی وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے پس صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں نص قرآنی نے خنزیر بعینہٖ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابون بن جانے کے بعد وہ خنزیر بعینہٖ نہیں رہتا دیکھو شراب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے مگر سرکہ بن جانے کے بعد بالاتفاق حلال و طاہر ہو جاتی ہے پس جس طرح کہ شراب منصوص النجاستہ پر سرکہ بن جانے کے بعد طہارت و حلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں اسی طرح خنزیر کے صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم کیا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور جو منقلب شدہ حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ غیر۔

تنبیہ اول۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیر بعینہٖ وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابون بنائے کیونکہ قصداً ان چیزوں کو صابون بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں اور یہ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنائے اور صابون بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جاتا ہے۔

تنبیہ دوم۔ انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں کوئی بات قیاسی نہیں ہے اور فقہاء کی تصریحات بھی اس کے متعلق آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جب انقلاب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے تو واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہٖ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ علقہ بن جائے وغیرہ وغیرہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہٖ اپنی حقیقت چھوڑ دی اور خون نے اپنی حقیقت چھوڑ دی اور نطفے نے اپنی حقیقت کو بالکل چھوڑ دیا اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے حقیقت بدل جانے کا حکم اس وقت دیا جاتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلب ہو کر تمام مقتضیات میں باقی نہ رہے جیسے کہ شراب کے اندر جو نشہ پیدا تھا سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے تمام مقتضیات بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض تغیر کا زائل ہو جانا یا چند قوت تاثیر کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں جو شراب ملا کر گوندھا گیا ہے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے

ہے یا جب کہ دو من پانی میں دو تولہ شراب یا پیشاب ملا دیا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے(۲) حالانکہ روٹی پکانے میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزا کے ہے چونکہ شراب کے اجزا کم تھے اور آٹے کے اجزا زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں ہوئی پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت متبدل کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں جیسے شراب سے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے پس انقلاب حقیقت کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرنے کے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے واللہ الموفق

تنبیہ ضروری: اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا اثر اس مسئلہ صابن پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ ہم نے تمام بیانات فقہاء سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ کسی چیز کا صابن بن جانا انقلاب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں والله اعلم و علمه اتم كتبه الراجى رحمة ربه محمد كفايت الله غفرله مدرس مدرسه الامينيه الواقعة بدهلى ۲۵ شعبان ۱۳۳۴ھ

هذا التحقيق صحيح عزيزالرحمن عفى عنه مفتى مدرسه ديوبند ۲۴ ذى الحجه ۱۳۳۴ھ الجواب صواب محمد انور عفا الله عنه دار العلوم ديوبند

پانچواں باب
متفرقات

مستعمل جاری پانی سے وضو کا حکم

(سوال) (۱) ہمارے یہاں حوض کی نالی ہے جس پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ اپنے اپنے لوٹوں سے وضو

---

(۱) [illegible] لا نه عصير حمد طبخ وكذا [illegible] اذا [illegible] واختلط [illegible]
(رد المحتار باب الانجاس ۱/۳۱٦ ط سعيد)
(۲) [illegible] مع ردالمحتار باب الانجاس ۱/۳۲٦ ط سعيد)

رہتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ جو پانی بہتا ہوا نالی سے بہہ جاتا ہے اگر کوئی شخص نالی کے آخر میں بیٹھ کر وضو کرنے کو اس طرح سمجھے کہ یہ پانی جاری ہے تو کیا اس شخص کے لئے یہ فعل جائز ہوگا کہ نہیں؟
(۲) اگر اس پانی کے علاوہ اور پانی بھی نہ ہو تو دوسرے وقت کیا کریں؟ آیا وضو اور تیمم دونوں کریں یا صرف وضو اور تیمم؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۴ رحیم بخش صاحب (ضلع بہاولپور) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۳) اگر اس نالی میں صرف وہی پانی بہہ کر جاتا ہے جو لوگوں کے استعمال سے گرتا ہے تو وہ سارا پانی غیر مطہر ہے اس سے وضو جائز نہیں لیکن اگر پانی میں وضو کے مستعمل پانی کے علاوہ اور پانی بھی آتا ہو اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اب اس سے وضو جائز ہوگا(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بیلوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا

(سوال) زمیندار لوگ غلہ نکالنے کے وقت تھوڑے سے دانے داؤں کے اندر میں سے الگ کر کے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بیلوں نے پیشاب پاخانہ غلہ گاہنے کے وقت کئے ہیں ان کو یہ نکالے ہوئے دانے پاک کر دیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو کتنے نکالنے چاہئیں یا نہیں؟ اگر نکالنے چاہئیں تو کاٹنے کا کیا اندازہ ہو؟

(جواب ۳۵۴) جو غلہ زمیندار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ گاہنے کے وقت بیلوں نے جو پیشاب پاخانہ کیا تھا اس کی طہارت ہو جائے تو زمینداروں کا یہ فعل درست اور صحیح ہے اس ترکیب سے غلہ پاک ہو جاتا ہے جو حصہ دیا گیا ہے اور جو باقی بچا ہے اور غلہ کی کوئی مقدار معین نہیں جتنا کہ اندازہ بیلوں کے پیشاب پاخانہ سے خراب ہو۔ قولہ ولو بال الحمر علی الحنطة حال الدوس فذهب بعض الحنطة فالباقی طاهر وکذا الذاهب ایضا (کبیری مجتبائی ص ۲۰۳)(۲) کما لو بال حمر علی نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة او اکل او بیع حیث یطهر وکذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس فی کل طرف (درمختار مختصرا)(۳)

(۱) والمستعمل ... فلو اختلط ... فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهیر بالکل والا لا، وهذا یعم الملقی والملاقی ففی الفساقی یجوز التوضؤ ما لم یغلب علی الظن تساوی المستعمل علی ما حققه فی البحر والنهر (الدر المختار مع رد المحتار، باب المیاه ۱/ ۱۸۲ ط سعید)
(۲) فروع منتی ص ۲۰۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور
(۳) باب الانجاس ۱/ ۳۲۸ ط سعید

راستوں کی کیچڑ اور پانی میں اثر نجاست نہ ہو تو پاک ہیں

(سوال) راستوں کی کیچڑ اور نالیوں کا پانی معاف ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۵) راستوں کی کیچڑ پر عام ابتلاء کی صورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا بشرطیکہ اس میں اثر نجاست ظاہر نہ ہو۔(۱)

جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھائے۔

(سوال) رمضان شریف میں سحری کے وقت کسی آدمی کو احتلام ہوا اور اسے یقین ہے کہ غسل کرنے کے بعد کھانے کا وقت باقی رہے گا مگر سستی کی وجہ سے غسل نہیں کیا اور کھانا کھایا تو اس کا روزہ ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا کھانے سے گنہگار ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح کھائے وضو کرے یا ہاتھ دھو کر کھائے؟

(جواب ۳۵۶) حالت جنابت میں بغیر منہ دھوئے ہوئے یا وضو کئے ہوئے کھانا پینا خواہ رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ ہاتھوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو سحری کھاتے ہوئے تو مناسب یہ ہے کہ غسل کرلے یا وضو کرلے یا کم از کم ہاتھ منہ دھولے۔(۲) واللہ اعلم

(۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے اور ان کا جھوٹا پاک ہے۔
(۲) بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(سوال) (۱) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول خدا ﷺ کے آخر عمر میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے بعد ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

(۲) بلی کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۳۴ نذیر احمد ضلع بلیا ۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) (۱) قرآن شریف میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے ورنہ انسان کا جسم نجس نہیں ہے (۳) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے باوجود اس کے **طعام الذین**

---

(۱) وفي بعض نسخ التسوية عفو طين الشوارع عفو للضرورة وبعضهم قيد بما اذا لم يظهر فيه اثر النجاسة (رد المحتار، مطلب في العفو عن طين الشارع ۱/۳۲۴ ط سعيد) (۲) وفي الشامية: قال في الخلاصة اذا اراد الجنب ان يأكل فالمستحب له ان يغسل يديه ويتمضمض وذكر في تحفة عن ابي داود وغيره انه عليه الصلاة والسلام كان اذا اراد ان يأكل وهو جنب غسل كفيه وفي رواية توضأ وضوءه للصلوة (باب الحيض ۱/۲۹۳-۲۹۴ ط سعيد) (۳) قال في الدر: (فسؤر آدمي مطلقاً ولو جنباً او كافراً طاهر) (تنوير الابصار وشرحه) قال المحقق في الشامية: قوله او كافراً لانه عليه السلام انزل بعض المشركين في المسجد على ما في الصحيحين فالمراد بقوله تعالى انما المشركون نجس النجاسة في اعتقادهم (مطلب في السؤر ۱/۲۲۲ ط سعيد)

اوتوا الکتاب حل لکم (۱) کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔

(سوال) آپ نے عنایت نامہ میں جو چند شرطوں کے ساتھ مسئلہ مستفسرہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس کہ بعض امور نظر انداز ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے مسئلے کا جواب نامکمل رہ گیا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ وہ نجاست بدنی کے غیر مسلم (اہل ہنود) اشیائے خوردنی کے تیار کرنے میں ایسے اجزا استعمال کرتے ہیں جو شرعی نقطہ نظر سے پاک نہیں ہو سکتے جواب "یقینی صورت نہیں بلکہ امکانی طور پر کبھی کر گزرتے ہوں گے"

مثلاً ایک کنویں میں چوہا گر کر مر گیا شریعت کی رو سے اس کنویں کا پانی پاک نہیں رہا اور جب تک پاک نہیں رہا تو وہ پینے کے کام میں آئے گا کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نجاست حکمی ہی ہے یا حقیقی؟ الجواب "حکمی نہیں بلکہ حقیقی ہے"

اس پانی کو پیا تو نہیں جا سکتا الجواب "پینا تو اضطرار کے سوا جائز نہیں"

شریعت نے اسے پاک کرنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے لیکن اس میں التحقیق یہ معلوم ہے کہ غیر مسلم اس کنویں کو اس طریقے سے پاک نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ اس جانور کو نکال کر باہر پھینک دیں گے الجواب "بیشک وہ خود پاک کرنے کی فکر نہ کریں گے لیکن اس کنویں سے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں تو مسلمان اس کو پاک کر لیں گے اور ہندو مزاحم نہ ہوں گے"

کلمہ شریف پڑھنا کیسا؟ الجواب "یہ تو پاکی کا طریقہ شرعیہ نہیں"

پانی کا نکالنا تو ضروری ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ ان چیزوں میں یہ پانی پڑ جانے کا مظنہ ہے الجواب "اگر مسلمانوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس کا کھانا ناجائز ہے"

نجاست بدنی کے لئے تو ہم دیکھ کر خود یقین کر سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں کی نجاست تو نہیں ہے لیکن یہ پانی کس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے کنویں کا پانی تو کام آتا ہے جو شرعی طور پر پاک نہیں ہے۔ الجواب "جب تک کسی پانی کا ناپاک ہونا معلوم اور یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پاک ہے کنویں کا پانی اور تمام ان کنوؤں کا پانی جو غیر مسلم بستیوں میں ہوں اور وہاں مسلمان نہ پہنچیں اور خود کنویں سے نکالتے ہیں۔

---

(۱) المائدہ: ۵

(۲) وسؤر هرة ... طاهر للضرورة مكروه تنزيها في الاصح (تنوير الابصار و شرحه مطلب في السؤر ۱/۲۲۳-۲۲٤ ط سعيد)

[illegible] میں تیل [illegible] کی بھی ضرورت نہیں ہوتی یہ چیزیں ہمارے تحقیق علم میں [illegible] پانی [illegible] سے پاک نہیں [illegible] اس طرح سے کا جھوٹا ہمارے یہاں ناپاک ہے لیکن وہ [illegible] استعمال سے [illegible] بھی نہیں [illegible] چیزیں وہ [illegible] اشیاء کے تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ چیزیں مسلمانوں کے نزدیک [illegible] طرح [illegible] قابل ہو سکتی ہیں کہ ان میں خون اور تیل [illegible] نہیں [illegible] مشاہدہ اس کا شاہد ہے [illegible] ایک مسلمان جب پانی [illegible] استعمال کرے گا تو [illegible] نہیں [illegible] استعمال نہیں کرے گا جو شرعی معیار کے مطابق ناپاک ہوں۔

آپ نے [illegible] نجاست [illegible] پانی سے صاف کر لیں تو کافر و مسلم دونوں پاک ہو جاتے ہیں [illegible] نجاست [illegible] صاف [illegible] پانی بھی تو پاک ہونا چاہئے [illegible] پانی سے [illegible] نجاست پانی کے اندر [illegible] بدن پر [illegible] نظر آتی تھی [illegible] نظر نہیں آتی [illegible] ایک غیر مسلم [illegible] غیر مسلم [illegible] غیر مسلم ان چیزوں [illegible] تکلف استعمال [illegible] مسلمانوں کے نزدیک [illegible] جن میں سے بعض تو دیکھی جا سکتی ہیں لیکن اکثر دیکھی نہیں [illegible] ان کا استعمال [illegible] نظر نہیں آتیں [illegible] عملی مشاہدہ اس پر دلالت کرتا ہے [illegible] ان چیزوں کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے جو [illegible] کے نزدیک نجس ہیں [illegible] دریغ نہیں کرتے [illegible] روزانہ ان کا استعمال ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۸۲ [illegible] (ٹمن) ۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۸) اگرچہ آپ کے سوالات میری گذشتہ تحریر [illegible] سے حل ہو جاتے ہیں تاہم مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

[illegible] پانی [illegible] غالب ہو جائے [illegible] (بد گمان) [illegible] پانی [illegible] استعمال [illegible] ناپاک [illegible] پانی میں [illegible] کا ملاقات [illegible] پانی [illegible] استعمال [illegible] وقت [illegible] معلومات میں [illegible] غالب پر عمل کیا جاتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔(۱)

(۱) وفي الهندية: من شك في انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر ما لم يستيقن، وكذا ما يتخذه [illegible]
[illegible]
(۱/ ۱۵۱ ط سعید)

اس کے علاوہ اگر غیر مسلم کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ کے استعمال سے اس بناء پر پرہیز کیا جائے کہ وہ اس قسم کی ناپاکیوں سے احتراز نہیں کرتے تو یہ وقتی شان خودداری کی وجوہ میں آتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ اصل مسئلہ پر اس سے کوئی زد نہیں پڑتی اور یہ کہ اسلام نے غیر مسلم کے جسم کو (جب کہ اس پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے ورنہ جب کہ ہم کسی ہندو کو اپنے سامنے بٹھا کر اپنے پاک پانی سے اس کے ہاتھ دھلوا کر اپنے سامنے اسی پانی سے آٹا گوندھوا کر یا قند کا قوام بنوا کر اس کے ہاتھ سے روٹی پکوائیں یا مٹھائی بنوائیں تو وہ مٹھائی یا روٹی پاک ہے محض غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہونے کی وجہ سے ناپاک نہیں۔ میری سابقہ تحریرات کا مطلب اسی قدر تھا۔

جب کہ مسئلہ کی یہ نوعیت صاف ہو گئی کہ انسانی جسم پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر تو اب صورت مسئلہ آپ کی اس تحریر کے بموجب یہ ہوئی کہ ہم انسانی حیثیت سے جسم انسانی ہونے کے پاک ہے مگر چونکہ غیر مسلم بہت سی ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں جو اسلامی احکام کی رو سے ناپاک ہیں اور وہ انہیں ناپاک نہیں سمجھتے بلکہ پاک اور مقدس خیال کرتے ہیں (مثلاً گائے کا پیشاب) تو ان حالات میں مسلمانوں کو ان کی بنائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ بعض مرتبہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ناپاک سمجھ کر ان کے ہاتھ کی تر چیزوں کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی چیزوں میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں لگنے دیتے اگر لگ جائے تو اسے پھینک دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی چیز دیتے ہیں تو نہایت ذلت آمیز طریقے سے اوپر سے ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں ان کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے اسلامی غیرت اس امر کی اجازت سے انکار کرتی ہے کہ ان کے ہاتھ کی مٹھائی یا پوریاں کچوریاں مسلمان استعمال کریں۔

میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ہندوؤں کے عقیدے اور اس سلوک کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان بھی قومی غیرت اور خودداری پر عمل کریں اور جو ہندو ان کے ہاتھ کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی بہ تقاضائے غیرت و خودداری ان سے پرہیز کریں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ جزاء سیئة سیئة مثلها کے ماتحت گرفت نہیں مگر یہ یاد رہے کہ مسلمانوں کے نزدیک ہندوؤں کا یہ فعل غلط اور خلاف عقل اور ذلیل ہے تو وہ خود اپنے اس فعل کو فی حد ذاتہ صحیح اور موافق عقل و شریعت قرار نہ دیں۔ بلکہ یہی کہیں کہ انسانوں کے درمیان اس قسم کا طرز عمل جاری کرنا غلط اور خلاف عقل اور مبتذل تو ضرور ہے مگر ہم صرف مجازاۃً کرتے ہیں نہ یہ کہ یہ طرز عمل ہمارے نزدیک مستحسن ہے۔

(۱) (سور الآدمی مطلقاً ولو جنباً أو كافراً طاهر) (تنویر الابصار وشرحه مع رد المحتار مطلب في السور ۱/ ۲۲۲ ط سعید) ولو دخل الكافر وتيقنت أن أيديهم لا تنجس إذا لم يكن على أيديهم نجاسة حقيقية (حلبی کبیر فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

[illegible]

[illegible] غیر الوقوع ہے؟ کیا ان کے پانی میں جسے وہ روزانہ [illegible] بالفرض ہوئے کنویں کا پانی ہو گا تو میں سمجھتا ہوں [illegible] لیں تو میرا جواب یہ ہو گا کہ ہاں اگر روزانہ [illegible] غیر مسلموں کی نگرانی میں ہوتے ہیں اور ان میں چوہے [illegible] کے پانی کے استعمال میں [illegible]

[illegible] کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جب کہ خاص اس پانی کے ناپاک ہونے

(۱) [illegible] ۷۳ [illegible]

(۲) [illegible] نجاسۃ حقیقیۃ وطہارۃ محمد (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) قبیل مطلب فی التداوی بالمحرم ۱ / ۲۱۰ ط سعید)

(۳) [illegible] ۱ / ۲۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

[illegible] غالب نہ ہوا اگرچہ بہت [illegible] تھی [illegible] [illegible] تھی
[illegible] استعمال [illegible] خاص پانی سے [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible]
شبہ باقی نہ رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قولیہ یا رومال سے پونچھ دینا جائز ہے

(سوال) [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
سے ہاتھ اور منہ پونچھتے ہیں [illegible] جواب دیتے ہیں [illegible]
[illegible] المستفتی نمبر ۹ [illegible]
[illegible] صاحب (ضلع [illegible]) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۹) قولیہ یا رومال سے [illegible] پونچھنے [illegible]
[illegible] رومال وقولیہ [illegible] [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا

(سوال) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مقعد میں [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کم سے کم چار دفعہ صبح' دوپہر' شام اور رات کو ناپا جاتا ہے۔
دریافت طلب امر یہ ہے [illegible] مریض نماز کس طرح ادا کرے [illegible] قرآن شریف
کو کس طرح چھوئے کیونکہ مریض [illegible] چار دفعہ [illegible] امید [illegible]
المستفتی نمبر ۲۶۲۵ [illegible] صاحب [illegible] ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۴ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۶۰) مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا [illegible] مریض اس [illegible]
[illegible] وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وفي [illegible] ولا [illegible] (رد المحتار' [illegible] مطلب في ابحاث الغسل ۱ / ۱۵۱ ط سعید)

(۲) [illegible] والحیض والنفاس (مختصر القدوری ص ۷ ط سعید)

(۳) [illegible] (رد المحتار' مطلب في نواقض الوضوء ۱ / ۱۴۹ ط سعید)

دری یا ٹاٹ جو نچوڑنہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ

(سوال) مسجد کی جانماز دری یا ٹاٹ وغیرہ جو نچوڑنے کے قابل نہ ہو کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبداللہ (بنوں) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۱) دری یا ٹاٹ کو دھو کر ڈال دو جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھو ڈالو اور پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھو پاک ہو جائے گی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جلتے تنور میں گوشت گرے اور جل کر گر جائے تو تنور کا کیا حکم ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) اگر جلتے ہوئے تنور میں گوشت گرے اور جل کر گر جائے تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶۲) جلتے ہوئے تنور میں اگر گوشت گر جائے تو جب تک جل کر راکھ ہو جائے یا اس کو نکال کر پھینک دیا جائے اس کے بعد تنور کا استعمال کرنے روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وقدر بعضهم حدفه بالعصر [illegible] (تنوير الابصار وشرحه مع رد المحتار، باب الانجاس ۱/۳۳۲ ط سعید)

(۲) [illegible] ذكره الحلبي [illegible] للنجاسة بالنار و زوال اثرها (رد المحتار باب الانجاس ۱/۳۱۵-۳۱۶ ط سعید)

كتاب الختان والخفاض

[illegible] ختنہ [illegible] شخص [illegible] ختنہ [illegible]

(سوال) زید [illegible] (ختنہ) [illegible] ختنہ [illegible] [illegible] سنت شریف [illegible] شخص [illegible] ختنہ [illegible] سنت [illegible]

(جواب ۳۶۳) [illegible] شخص [illegible] ختنہ نہیں [illegible] ختنہ [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۔

ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے ختنہ میں [illegible] ایک شخص نے ایسا کیا تو لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا پھر اس نے [illegible] ختنہ کی تقریب میں [illegible] دعوت نہیں دی تھی [illegible] نمبر ۲۲۹ [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۳۵۳ھ [illegible] ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۴) ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا [illegible] [illegible] دعوت [illegible] شریعت [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۔

[illegible] عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے

(سوال) زید کہتا ہے اور ایک کتاب کا بھی ثبوت پیش کرتا ہے کہ عورتوں کی ختنہ ہونا چاہئے [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] عالمگیریہ الباب الثانی عشر فی الہدایا والصیافات ۵ / ۳۴۳ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) [illegible] ۳۲۵ [illegible]

شریف میں کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۳۲۹ محمد اسماعیل شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۵) عورتوں کا ختنہ جس کو عربی میں خفض کہتے ہیں عرب میں اس کا رواج تھا اور ایک حدیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ ایک عورت تھی جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس میں مبالغہ نہ کیا کرو بلکہ بہت تھوڑی سی مقدار قطع کیا کرو کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کا فائدہ ہے (۱) اور عورتوں کے ختنے کو بعض فقہا نے سنت اور بعض نے مکرمت یعنی ایک اچھی اور شرافت کی بات بتایا ہے (۲) لیکن یہ سنت موکدہ اور ضروری نہیں ہے اگر کیا جائے تو اچھا ہے نہ کیا جائے تو کوئی شرعی الزام و مواخذہ نہیں ہے بخلاف مردوں کے ختنے کے کہ وہ سنت موکدہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟
(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے
(۳) بے ختنہ مسلمان کی امامت کا حکم یا ختنہ مسلمان کی امامت سے جائز ہے
(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کردینا بہتر ہے
(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے؟
(۶) بے ختنہ کے پیشاب کی پاکی اور نماز درست ہوسکتی ہے۔
(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے۔
(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔
(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان طہارت میں احتیاط کرے تو ختنہ شدہ مسلمانوں کی امامت کرسکتا ہے

(سوال) (۱) بے ختنہ بالغ مسلمان کی ختنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۳) بے ختنہ بالغ مسلمان کی امامت باختنہ بالغ مسلمان کی امامت کی طرح درست ہے یا نہیں؟ (۴) کیا بالغ ہندو مسلمان ہو کر ختنہ کرانا چاہتا ہے یا اس کا ختنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز ہے تو پھر یہ شبہ ہے کہ مختلف لوگ ختنہ نہ ہونے سے بے ایمان بتاتے ہیں ہے؟ (۶) کہا جاتا ہے کہ بے ختنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس کی نماز بھی درست نہیں ہوتی؟ (۷) بالغ ہونے کے بعد بے ختنہ مسلمان کا ختنہ کرانا سنت ہے تو اور ختنہ کرایا تو اس کی کیا

(۱) عن ام عطیة الانصارية ان امراة كانت تختن بالمدينة فقال لها النبي ﷺ لا تنهكي فان ذلك احظى للمراة واحب الى البعل (سنن ابي داود باب في الختان ۲ : ۳۶۸ ط امدادیه ملتان)

(۲) ختان المرأة ... سنة ... وذكر في ... ان ختان المراة ... مكرمة ... (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الخنثى ۶ : ۷۵۱ ط ماجدیه کوئٹه)

ہے؟ (۸) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز نہیں ہے تو کیا وہ ہمیشہ بے نکاح ہی رہے گا؟ (۹) بے ختنہ والے مسلمان بختنہ مسلمانوں کی امامت درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع جے پور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۶) غیر مختون بالغ مسلمان کی ختنہ کرانا کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو جائز ہے مثلاً وہ ختنہ کی اذیت کے تحمل [illegible] (۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔ (۳) بے ختنہ مسلمان کی اور [illegible] ختنہ [illegible] مسلمان کی [illegible] جائز ہے۔ (۴) بالغ غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو اس کا ختنہ [illegible] خوف [illegible] نہیں رہتا یا [illegible] ہوتا ہے۔ (۵) اتفاقی طور پر کوئی مسلمان غیر مختون رہ جائے تو اس سے ختنہ [illegible] مناسب نہیں (۵) ہاں اگر کوئی عناداً ختنہ نہ کرائے تو اس کو ختنہ کے لئے مجبور [illegible] نہیں۔ (۶) بے ختنہ مسلمان کے ناپاک رہنے کا شبہ ضرور رہتا ہے لیکن یہ مطلب نہیں [illegible] غیر مختون ہمیشہ بے نماز ہی رہتا ہے۔ (۷) اوپر [illegible] ضرورت اور [illegible] بالغ کا ختنہ [illegible] نہیں ہے (۸) [illegible] (۹) [illegible] تو وہ ختنہ [illegible] مسلمان کی امامت [illegible] اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا وہ ختنہ [illegible] سنت ہونے کا قائل ہو (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) [illegible] على هامش الهندية' فصل في الختان ۳ / ۴۰۹ ط ماجدية كوئته)

(۲) [illegible] والنظر ۶ / ۳۷۱ ط سعيد)

(۳) ايضاً

(۴) [illegible] ۵ / ۳۵۷ ط ماجدية كوئته

(۵) [illegible] ۵ / ۳۵۷ ط ماجدية كوئته)

(۶) [illegible] على هامش الهندية' فصل في الختان ۳ / ۴۰۹ ط ماجدية كوئته)

(۱) [illegible] في الختان ۳ / ۴۰۹ ط ماجدية كوئته)

(۱) [illegible] ۵ / ۳۵۷ ط ماجدية' كوئته)

(۹) [illegible] ۳ / ۴۰۹ ط ماجدية كوئته)

ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے

(سوال) میرے نواسے ہے اور اس کی ختنہ ہوئی ہے اس کے والد کہتے ہیں کہ میں اس کا ختنہ کروں گا کیا میں اگر مجھے بلایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟ کیونکہ میں فی الحال تو ختنہ میں شریک نہیں ہوتا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کھانے کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۸۵۷ محمد حیات (ضلع علی گڑھ) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریاء و شہرت کے لئے یہ کام نہ ہو اور قرض و ادھار لے کر یہ کام نہ کیا جائے اور کوئی ناجائز کام مثلاً ناچ گانا نہ ہو(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کیا عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے؟

(سوال) زید کا بیان ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول ﷺ ہے اور بحوالہ ترجمہ ہندی آدم فی الحدیث میں یہ مسئلہ تحریر ہے لیکن عمرو اس مسئلہ کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول ﷺ نہیں ہے اور نہ زواجر ہندی آدم فی الحدیث و مشارق میں ہے(۲) المستفتی نمبر ۱۴۲۳ سید توفیق محمد صاحب (بمبئی) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۸) عورت کے ختنے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسے کہ شامی جلد خامس ص ۵۲۲ میں مذکور ہے بعض فقہاء اس کو سنت بعض مستحب کہتے ہیں مگر اس پر سب متفق ہیں کہ اس کی کوئی تاکید نہیں ہے ختنہ نہ کرانے میں کوئی خرابی مرتب نہیں ہے ابوداؤد میں حدیث ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو فرمایا تھا لا تنهکی یعنی ختنہ میں کھال زیادہ نہ کاٹا کرے(۳) اور شامی(۴) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ختان الرجال سنة و ختان النساء مکرمة یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے اور عورتوں کا ختنہ عزت یعنی مردوں کی خوشنودی کے لئے ہے مطلب یہ کہ مردوں کے ختنے کی طرح سنت مستقلہ مؤکدہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامة کدعوة عرس و ختان و نحوهما ... واذا اجاب فعل ما علیه ... فی المختصر لانه لا یلزمه حق الدعوة (عالمگیریة الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات ۵/۳۴۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) وفی کتاب الطهارة من السراج الوهاج اعلم ان الختان سنة عندنا للرجال والنساء وقال الشافعی واجب وقال بعضهم سنة للرجال مستحب للنساء (رد المحتار' مسائل شتی ۶/۷۵۱ ط سعید)

(۳) باب فی الختان ۲/۳۶۸ ط امدادیہ' ملتان

(۴) مسائل شتی ۶/۷۵۱

ختنہ کی دعوت جائز ہے

(سوال) ختنہ کی دعوت کرنی درست ہے یا نہیں ؟ حدیث طوبی الخرس والاعذار والتوکیرات فیہ بالخیار سے گنجائش معلوم ہوتی ہے اور حدیث مسند احمد ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لھا سے ممانعت و بدعت ثابت ہوتی ہے پس اس بارے میں کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۲ محمد یٰسین صاحب اعظم گڑھ ۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۹) ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لھا کا مفہوم اس قدر ہے کہ یہ معمول نہ تھا یہ مطلب نہیں کہ ممنوع تھی اس لئے فی حد ذاتہ اباحت ہے (۱) ہاں آج کل کے مصالح اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں کسی قدر معمول ہو جائیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ختنہ کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے

(سوال) ایک شخص اپنے بچوں کی ختنہ نہیں کرتا اور اس بات سے قطعی انکار کرتا ہے اور اس کے چار بچے ہیں جن میں ایک لڑکے کی عمر تیس سال اور دوسرے کی چھبیس سال اور تیسرے کی اٹھارہ سال اور چوتھے کی تیرہ سال ہے مگر کسی لڑکے کی ختنہ نہیں کرائی تمام بے ختنہ ہیں اب لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں یہ لوگ اس سے قطع تعلق کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۹ محمد ایوب (ضلع ...) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۰) ختنہ سنت ہے اور مسلمانوں کے لئے اسلامی شعار ہے یہ شخص کسی وجہ سے ختنہ نہیں کراتا چار بچوں کا ختنہ نہ کرانا بغیر کسی عذر پر مبنی نہیں ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسے بچوں کے ختنے کرانے پر مجبور کریں اور مناسب تو یہ ہے کہ اس کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سمجھائیں یہاں تک کہ وہ اپنی ضد سے باز آجائے اگر مناسب حد تک اس کے ساتھ سختی بھی کی جائے تو مضائقہ نہیں (۲) سختی سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی و غمی میں شرکت کی دعوت نہ دیں اور اس کے یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) [illegible] کدعوۃ العرس والختان ونحوھما (عالمگیریہ، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات ۵ / ۳۴۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) والاصل ان الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الاسلام وخصائصه فلو اجتمع اهل بلدة على تركه حاربهم الامام (الدر المختار، کتاب الخنثی، مسائل شتی ۶ / ۷۵۱ ط سعید)

(۳) قال المهلب غرض البخاري في هذا الباب ان يبين صفة الهجران الجائز وانه يتنوع بقدر الجرم فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجران بترك مكالمته كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ۱۰ / ۴۱۵ ط مكتبة مصطفى مصر)

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) وافاد فی النہر تبعا للبحر' جواز التطبب بالکافر فیما لیس فیہ ابطال عبادۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ: وافاد فی النہر) - و فیہ اشارۃ الی ان المریض یجوز لہ ان یستطب بالکافر فیما عدا ابطال العبادۃ (ردالمحتار' فصل العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ۲/۴۲۲-۴۲۳ ط سعید)

(الحمد للہ الذی تتم بنعمتہ الصالحات)

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

بہشتی زیور مدلل مکمل ـــــ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے ـــــ مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے ـــــ " "
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی ـــــ اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد ـــــ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل ـــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظام اراضی ـــــ " "
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں مذکور قرآنی احکام) " "
انسانی اعضاء کی پیوندکاری ـــــ " "
پراویڈنٹ فنڈ ـــــ " "
خواتین کے لئے شرعی احکام ـــــ اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی ـــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب واحکام ـــــ " "
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت ـــــ فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ ـــــ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب و احکام ـــــ انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت ـــــ مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت ـــــ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ ـــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور ـــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل ـــــ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی ـــــ شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنزالدقائق ـــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں ـــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح ـــــ " "

دارالاشاعت ۞ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان ۲۱۳۶۸۶۱-۰
مستند اسلامی وعلمی کتب کا مرکز

سیرۃ اور سوانح پر دار الاشاعت کراچی ۱ کی مطبوعہ مستند کتب

کتاب	تفصیل	مصنف
سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برہان الدین حلبی
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ حصص در ۲ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کیساتھ جو	علامہ شبلی نعمانی / سید سلیمان ندوی
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۳ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	خطبہ حجۃ الوداع سے استنباط اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضور کی سیاست اور عملی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدس کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین	. . . . . .
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	. . . . . .
ازواج مطہرات	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے۔	عبدالعزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبہ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ آسان زبان میں۔	ڈاکٹر عبدالحی عارفی
اسوۂ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا	حضور اکرم سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ۔	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب۔	. . . . .
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد کامل	صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات، مطالعہ کے لئے راہنما کتاب	مولانا محمد یوسف کاندھلوی
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیم
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم	. کے حالات اور عربی قصائد مع تراجم پر مشتمل عشق و ادب میں ڈوبی تصنیف	مولانا محمد اشرف علی تھانوی
سیرۃ خاتم الانبیاء	بچوں کے لئے آسان زبان میں مستند سیرت، مدارس میں داخل نصاب	مولانا مفتی محمد شفیع
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم	مشہور کتاب سیرۃ النبی کے مصنف کی بچوں کے لئے آسان کتاب	سید سلیمان ندوی
سیرۃ خلفائے راشدین	مختصر انداز میں ایک جامع کتاب	مولانا عبدالشکور لکھنوی
الفاروق	حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذوالنورین	حضرت عثمانؓ	معراج الحق عثمانی

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم — مختصر و آسان زبان میں — حضرت شاہ ولی اللہ

پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں — ڈاکٹر حقانی میاں

کتاب	تفصیل	مصنف
تاریخ اسلام ۴ حصص در ۲ جلد کامل	آغاز اسلام سے آخری خلیفہ کے زوال تک کی مستند تاریخ	شاہ معین الدین ندوی
اخبار الاخیار	ہند و پاک کے مشاہیر صوفیاء کا مستند تذکرہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
حالات مصنفین درس نظامی	پورا درس نظامی تصنیف کرنے والے ائمہ و علماء کے مستند حالات	مولانا محمد حنیف گنگوہی
نقش حیات	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت سوانح۔	مولانا حسین احمد مدنی
جہنم کے پروانہ یافتہ	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے والے ملعون کفار کے حالات	احمد خلیل جمعہ

ناشر: دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان، فون و فیکس ۲۶۳۱۸۶۱ (۰۲۱)

قرآن پاک اور مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے / فہرست کتب مفت ڈاک سے منگوا کر ملاحظہ فرمائیں

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بعد تفسیر مع عنوانات جدید کتابت ۲ جلد ــــــ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، اضافہ عنوانات جناب محمد ولی رازی

تفسیر مظہری اردو ــــــ ۱۲ جلدیں ــــــ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ

قصص القرآن ــــــ ۴ حصے در ۲ جلد کامل ــــــ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ

تاریخ ارض القرآن ــــــ علامہ سید سلیمان ندویؒ

قرآن اور ماحولیات ــــــ انجینئر شفیع حیدر دانش

قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن ــــــ ڈاکٹر حقانی میاں قادری

لغات القرآن ــــــ مولانا عبدالرشید نعمانی

قاموس القرآن ــــــ قاضی زین العابدین

قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی) ــــــ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

سلک البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی) ــــــ حسان پیرزادہ

اعمال قرآنی ــــــ مولانا اشرف علی تھانویؒ

قرآن کی باتیں ــــــ مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد ــــــ مولانا ظہور الباری اعظمی، فاضل دیوبند

تفہیم المسلم ۳ جلد ــــــ مولانا زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی

جامع ترمذی ۲ جلد ــــــ مولانا فضل احمد صاحب

سنن ابو داؤد شریف ۳ جلد ــــــ مولانا سرفراز احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب فاضل دیوبند

سنن نسائی ۳ جلد ــــــ مولانا فضل احمد صاحب

معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۴ جلد، ۷ حصے کامل ــــــ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب

مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد ــــــ مولانا عابد الرحمن کاندھلوی / مولانا عبداللہ جاوید

ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد ــــــ مولانا خلیل الرحمن نعمانی مظاہری

الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح ــــــ از امام بخاری

مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل ــــــ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری، فاضل دیوبند

تقریر بخاری شریف ــــــ ۳ حصے کامل ــــــ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

تجرید بخاری شریف ــــــ ایک جلد ــــــ علامہ حسین بن مبارک زبیدی

تنظیم الاشتات ــــــ شرح مشکوٰۃ اردو ــــــ مولانا ابو الحسن صاحب

شرح اربعین نووی ــــــ ترجمہ و شرح ــــــ مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی

قصص الحدیث ــــــ مولانا محمد زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی، پاکستان فون/فیکس (۰۲۱) ۲۲۱۳۷۶۸ — قرآن پاک اور اسلامی علمی کتب کا مرکز

دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے / فہرست کتب مفت ڈاک سے طلب فرمائیں

www.ahlehaq.org